

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.zubinovelzone.in>

<https://www.znzlibrary.com/>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra](#)

[Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3](#)

[Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>

اسیر محبت

پہنچل ثانی

Part One

اس نے کچن میں داخل ہوتے ہی ایک گہرا سانس خارج کیا اور جلدی سے چائے کا پانی چڑھانے لگی۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر کچن کے دروازے پر آئی۔۔۔ چائے کون کون پیے گا؟ اس نے سب کو دیکھ کر سوال کیا۔۔۔ اسکا یہ سوال اسکے بابا کے علاوہ سب سے تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے بابا سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی سب جانتے تھے اس کے بابا تو چائے بہت شوق سے پیتے ہیں۔۔۔ ام۔۔۔ میں ہال فکپ لونگا۔۔۔ افنان نے کہا۔۔۔ جو کہ ہانیہ کا ہی منگیتر تھا۔۔۔ میں بھی۔۔۔ ساتھ ہی ارحان بولا۔۔۔ جس کا اگلے مہینے نکاح تھا۔۔۔ میں نہیں ہوگا۔۔۔ اس بار سفیان بولا جو

Click On The Link Above To Read More Novels / <https://www.zubinovelzone.com/> / 0344 4499420

<https://www.zubinovelzone.com/>

کہ اسکا سب سے بڑا بھائی تھا اور شادی شدہ تھا۔ اور ہم بھی نہیں سیے گے ہم باہر جا رہے ہیں۔۔ اب کی بار زین آبان کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔۔ کہاں جا رہے ہو تم دونوں۔۔ عامر حسین دونوں کو دیکھ کر بولے۔۔ انہیں آبان بھی اپنے بچوں کی طرح ہی تو لگتا تھا۔ کہیں نہیں انکل بس باہر ہی بیٹھے ہیں دوستوں کے ساتھ۔۔ زمین سے پہلے ہی آبان بولا۔۔ ہم اچھا۔۔ عامر حسین نے سر ہلایا۔۔ اوئے سانی میں بھی چائے نہیں پیوں گا۔ میں بھی ساتھ جا رہا ہوں ان دونوں کے۔۔ افنان بھی جلدی سے کھڑا ہوتا ہوا بولا۔۔ اچھا جی وہ منہ بگاڑ کر کہتی واپس اندر کی جانب بڑھ ہی رہی تھی کہ اس کے کانوں میں زین کی آواز پڑی جو عامر حسین یعنی اپنے اور سنائیہ کے والد سے مخاطب تھا۔۔ ویسے بابا آپ کو نہیں لگتا اب اس سانی (سنائیہ) کی شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ وہ کچن کے دروازے سے سنائیہ کی نظر آتی پشت کو دیکھ کر شرارتی انداز میں بولا۔۔ تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ رنگ گئی سوائے آبان اور سنائیہ

کے۔۔ اگر اتنی ہی زیادہ جلدی ہے ناتواپنی کروالو سمجھے۔۔ سنانے واپس پلٹ کر غصہ سے کہا۔۔

زین اور افنان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ باقی سب بیٹھے ان کی روز روز کی یہ نوک جھوک سن رہے تھے۔ جو اس گھر کی رونق تھی۔ آبان سنجیدہ سا کھڑا ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بار بھی مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔۔ ہاں بھئی زین صحیح تو کہہ رہا ہے اب عمر نکلی جا رہی ہے تمہاری بعد یہ نا کو کہ ہمارا بہنوئی بیچارا کہے مجھے بوڑھی عورت دے دی۔۔ افنان چہرے پر دکھ سجا کر بولا تو سناٹے کے دانت پیسے۔۔ بوڑھی ہوگی تم دونوں کی بیویاں۔۔۔ سناٹے نے دانت پیس کر کہا تو وہاں موجود سب نفوس کے قہقہے نکلے۔۔

اور اس بار آبان کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی جس کو وہ فوراً ہی چھپا گیا۔۔ ارے بھئی کیا تم لوگ میری بیٹی کو تنگ کرنے بیٹھ گئے ہو۔۔ چلو جاؤ یہاں سے۔۔ عامر حسین نے مصنوعی غصہ چہرے پر سجا کر کہا تو وہ

تینوں جلدی سے وہاں سے کھسک گئے۔ اور سنائیہ بھی فوراً کچن کی جانب بڑھ گئی۔ چائے پینے کے بعد اس نے عشاء کی نماز ادا کی اور اپنے کمرے میں بڑھ گئی۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی آہان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ شخص اسکی سوچوں کا محور بن جاتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ شخص اس سے عمر میں کافی بڑا تھا۔ تقریباً سات سال۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس سے محبت کر بیٹھی تب جب وہ صرف سولہ سال کی تھی۔ تب جب اس کو پتا ہی نہیں تھا کہ یہ محبت ہوتی کیا ہے وہ اس شخص کو دل میں بسا بیٹھی تھی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ آپ کو تو پتا ہے نا اللہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کی۔۔ خود ہی ہو گئی نا اللہ جی۔۔

میں تو آپ سے ہر نماز میں دعائیں کرتی تھی کہ مجھے نا محرم کی محبت سے بچانا۔ مجھے اس گناہ سے بچانا۔ پر یہ سب آپ نے کیا۔ وہ بھی ایک ایسے

شخص کا خیال میرے دل میں ڈالا جو غلطی سے بھی میرے وہم و گمان میں ہی نہ تھا۔ آپ نے اسے میرے دل میں ڈالا۔ اور جب میں تہجدوں میں رو کر اسے کہتی تھی کہ اس کو میرے دل سے نکال دیں۔ مجھے اس گناہ میں مت ڈالیں۔ آخر وہ کیوں آتا ہے میرے خیالوں میں اسے میرے دل و دماغ سے نکال دیں تو تب آپ نے کیا کیا۔

اس کو خود بخود ہی میری دعاؤں میں شامل کروادیا۔ کہ میں اسے آپ سے مانگنے لگی۔ اس پر میرا اختیار تو نہیں تھا نا اللہ یہ سب آپ نے کیا نا۔ تو اب آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ پلیز اسے میرے اور مجھے اسکے حق میں بہتر کر دیں۔ اسے میرا محرم بنادیں۔ پلیز یارب۔ آمین۔ اس نے دل میں کہتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے اور آنکھیں موند گئی۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا یہ منظر ملتان شہر کا تھا۔ جہاں سنسان سڑک پر ایک گھر کے سامنے کالے رنگ کی کار کھڑی تھی۔

جس کے بونٹ پر کوئی بڑے مزے سے بیٹھا سامنے ہی موجود اپنے گھر کے اندر کھڑے گارڈ کو دیکھ رہا تھا۔ خان بابا اب تو میرے ہٹلر باپ بھی سو گئے ہونگے اب تو اندر آنے دیں ناپلیز۔ مجھے نیند آرہی ہے کیا چاہتے ہیں آپ کہ یہی کار پر ہی سو کر رات گزاروں میں۔۔۔؟ وہ کار کے بونٹ سے سر اٹھا کر مزے سے بولا۔ ایسے جیسے وہ وہاں انجوائے کر رہا ہوں۔ سنان پتراب میں کیا کروں بڑے صاحب نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ کو گھر میں داخل

نہیں ہونے دینا۔

نہیں تو مجھے نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ دروازے کے پار کھڑے گارڈ نے صاف گوئی سے کہا۔ یار خان بابا کچھ تو خیال کر لیں فینس بندہ ہوں۔ چپے چپے پر میرے فینز رہتے ہیں۔ اب اگر ان میں سے کسی نے مجھے یہاں ایسے دیکھ لیا تو کیا میج رہ جائے گی میری ان کے سامنے کہ دافینس سوشل میڈیا سٹار اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے۔ وہ مصنوعی خفگی سے

بولا۔۔۔ سنان پتر تو پھر آپ کو خود ہی خیال رکھنا چاہیے تھانا اس بات کا اب میں کیا کر سکتا ہوں آپ خود ہی صاحب جی کو اتنا تنگ کرتے ہو اس لیے وہ سزا دیتے ہیں۔۔۔ گارڈ نے مصنوعی دکھی لہجہ میں کہا۔۔۔

۔۔۔ خان بابا جیسی وہ سزائیں دیتے ہیں نا مجھے تو شک ہونے لگ گیا ہے کہیں وہ میرے سوتیلے باپ نا ہوں۔ تفتیش کروانی پڑے گی اب تو۔۔۔۔۔ وہ گاڑی کے بونٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے پر سوچ آواز میں بولا۔۔۔ ارے سنان پتر یہ کیا کہہ رہے ہو صاحب جی نے سن لیا نا کہ آپ ایسے اول فول کہہ رہیں ہیں تو آپ کو ہمیشہ کے لیے ہی گھر سے باہر سلائیں گے۔۔۔ گارڈ نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے خان بابا میں کہا اول فول کہہ رہا ہوں اب آپ خود ہی بتائیں کیا سگا باپ کبھی اپنے اکلوتے بیٹے سے ایسا سلوک کرتا ہے نہیں نا۔۔۔ تو ظاہر کے چاولوں میں کچھ تو پیلا ہے۔۔۔ اب تو پتا لگانا ہی پڑے گا۔۔۔ کل ہی ماما کو اپنے

سر کی قسم دے کر پوچھو گا وہ بتائیں گی اب سچ۔۔۔ وہ دماغ میں نا جانے کونسے منصوبے بناتے ہوئے بول رہا تھا۔ اور گھر کے اندر کھڑا گاڑ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ ویسے سنان پتر "دال میں کچھ تو کالا ہے" یہ تو میں نے سنا ہے پر یہ چاولوں کی

کچھ تو پیلا ہے اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔ گاڑ ڈنا سمجھی سے بولا۔۔۔ ارے خان بابا اب دال مجھے پسند نہیں ہے نا اس لیے میں نے محاورہ اپنی پسند کا بنالیا۔۔۔ دیکھ لیں اب اللہ نے کتنی ایکسٹرا عقل سے نوازا ہے مجھے۔۔۔ وہ مزے سے کہتا واپس کار پر لیٹ گیا۔۔۔ اور خان بابا بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔۔ اور پھر اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔۔۔

وہ سنان مرزا تھا۔۔۔ داگریٹ سوشل میڈیا سٹار۔۔۔ عمر چوبیس سال کے قریب۔۔۔ وہ انتہائی کم وقت میں سوشل میڈیا پر بہت زیادہ شہرت پانے والا انسان تھا۔۔۔ دنیا کے تقریباً ہر کونے میں ہی اس کے فینز موجود تھے۔۔۔ اس

کے انسٹا اکاؤنٹ، فیس بک اکاؤنٹ، ٹکٹوک اکاؤنٹ، ٹویٹر اور بھی دوسرے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر ملیںز کی تعداد میں فالورز تھے۔

ناصر ف لڑکیاں بلکہ لڑکے بھی اسکے دیوانے تھے۔ اس کے ڈیایمزا اسکے فینز کے میسیجز سے بھرے ہوئے تھے پر اسے لہجہ اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ وہ جا کہ ان میسیجز کو دیکھے یا رپلائے کرے۔ وہ گاڑی پر لیٹا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ آج ہی اسے ایک مشہور برینڈڈ کمپنی سے ماڈلنگ کی آفر آئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ جائے یا نہ جائے۔ تبھی

اسکا موبائل رنگ ہوا۔ اس نے ٹی شرٹ کے اوپر پہنی ہوئی بلیک کلر کی جیکٹ کے اندر کی جیب سے اپنا موبائل نکالا۔ سامنے ہی موبائل کی سکرین پر "میرا بابو" کالنگ جگمگا رہا تھا۔ اسنے کال رسیو کر کے موبائل سپیکر پر ڈالا اور اپنے سینے پر رکھ کر واپس آسمان کو دیکھنے لگا۔

اسلام علیکم بھو۔ کسی لڑکی کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس کے لبوں پر گہرا قسم بکھرا۔ پراندھیرے میں واضح دکھائی نہ دیا۔۔ ہاں

چڑیل بولو سو گئے دار و گاجی یا جاگ رہے ہیں۔۔ وہ منہ بگاڑتے ہوئے بولا تو
بالمقابل نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ ہاہاہا۔۔ سو گئے ہیں میں آکر دروازہ کھلواتی ہوں
ٹھیک ہے۔۔

ہم جلدی کرو میرے پیٹ میں اب چوہے جنگلیں لڑ رہے ہیں۔۔ وہ گہرا
سانس لے کر بولا۔۔ ہاں تو کس نے کہا تھا بابا کی بات نامانے کو۔۔ اگر انکی
بات مان لیتے تو اب ایسے گھر کے باہر نا کھڑے ہوتے بلکہ اپنے کمرے میں
آرام فرما رہے ہوتے۔۔ اس نے مصنوعی خفگی سے کہا تو سنان نے منہ
بسورا۔۔ میری اماں نابنو تم بس جلدی سے اندر بلواؤ مجھے نہیں تو جو کھانے
کی چیزیں منگوائی ہیں نا وہ بھول جاؤ میں وہی کھا لیتا ہوں۔۔
ارے نہیں نہیں برو میں ابھی کھلواتی ہوں دروازہ باہر تک آگئی ہوں بس دو
منٹ اور خبردار جو میری چیزوں کو ہاتھ بھی لگایا تو۔۔ وہ وارننگ دیتی کال
کٹ کر گئی۔۔

ہونہ بڑی آئی چڑیل۔۔ سنان بڑ بڑاتے ہوئے سر جھٹکا اور پھر مسکرا کر کار سے جمپ لگائی کیونکہ سامنے ہی گھر کا دروازہ کھل چکا تھا۔۔ ویسے ماں باپ رات میں بچوں کو گھروں سے

باہر ہی نہیں جانے دیتے اور واحد ایک میرا باپ ہے جو جب دیکھو مجھے گھر سے بے گھر کر دیتا ہے۔۔ وہ بھی رات کے وقت۔۔ سنان ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے اپنے سامنے چلتی لڑکی کی پشت کو دیکھ کر بولا تو وہ پلٹی۔۔ اس کے ہاتھ میں داتین بڑے بڑے شاپر تھے جو کھانے کی مختلف چیزوں سے بھرے پڑے تھے۔۔

جب بچے آپ جیسے ہونگے نا تو ماں باپ نے یہی ہی کرنا ہے سمجھے۔۔ وہ کرپر ایک ہاتھ رکھ کر سنان کو گھور کر بولی تو سنان نے اسے دیکھا۔۔ تم تو رہنا ہی صدا کی میری دشمن۔۔۔ چڑیل۔۔ سنان اسے گھور کر کہتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔ چڑیل ہوگی تمہاری ہوتی سوتیاں۔۔ وہ چڑ کر بولی تو

سنان نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اسے اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھوں سے گھور رہی تھی۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس۔۔ لال رنگ کا دوپنا گلے میں ڈالا ہوا تھا۔۔

تیکھے نین نقوش کی حامل وہ لڑکی اس کی چھوٹی بہن یا لے نور تھی۔۔ جو عمر میں تو اس سے پانچ سال چھوٹی ہی تھی پر اس ہر حکم ایسے چلاتی تھی جیسے سنان سے پانچ سال بڑی ہو۔۔

تم نامیرا سرنا کھاؤ اب اور چل کے کھانا گرم کر کے دو مجھے۔۔ وہ محکم صادر کرتے ہوئے کچن میں پڑے ڈائننگ ٹیبل پر جا بیٹھا۔۔ پالے نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے فریج سے

کھانا نکالا اور اون میں رکھا۔۔ ہا۔۔۔!!! میں تو بھول ہی گئی۔۔ پالے پلٹتے ہوئے ایک دم چلا کر بولی۔۔ آہستہ بولو چڑیل کہیں کی ہٹلر صاحب جاگ جائیں گے۔۔ سنان نے اسے ٹوکا۔۔

اوہ سوری۔۔۔ پالے فوراً زبردستی مسکرا کر بولی۔۔

ویسے بھول کیا گئی جو ایسے چلا رہی تھی۔۔؟ سنان نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا
تو وہ مسکرائی۔۔ دانت نکالنے کے لیے نہیں بولا میں نے۔۔۔۔ سنان نے
دانت پیسے۔۔

وہ نا تمہیں پتا ہے دو دن بعد کون آرہا ہے یہاں۔۔؟ یا لے نے سنان کو دیکھ
کر اور پھر پلٹ کر اون سے کھانا نکالنے لگی۔۔ کون آرہا ہے؟ ڈیڈ کے کوئی
مہمان تو ہو نہیں سکتے کیونکہ ان کے آنے پر تم اتنا خوش نہیں ہوتی۔۔ سنان
نے آبرو اچکا کر کہا۔۔۔

ہاں بالکل وہ جو بھی ہے بہت خاص ہے۔۔ یا لے نے چہک کر اور کھانا سنان
کے سامنے رکھا۔۔ بتاؤ بھی ایسا کون ہے پھر وہ خاص۔۔؟ نہیں ایک
منٹ۔۔۔۔ کہیں۔۔۔ کہیں وہ تمہاری مسخریلی تو نہیں آرہی۔۔۔ سنان
جو چڑتے ہوئے بول رہا تھا ایک دم یا لے کو دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

لیکن اس کے منہ کے زاویے ایسے بگڑے تھے جیسے کوئی کڑوی چیز منہ میں رکھ لی ہو۔۔۔

ویسے نام کیا تھا اس مس نخریلی کا۔۔ سنان نے چہرہ موڑ کر یالے کی پشت کو دیکھ کر سوال کیا تو وہ پلٹی۔۔ حد ہے اپنی کزن کا نام تک نہیں جانتے ہو لیکن ساری گرلز فرینڈز کا ضرور پتا ہے۔۔۔ پالے نے تاسف سے کہا۔۔ خیر سنا ئیہ نام ہے اس کا اب بھول مت جانا۔۔ یالے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔۔ پر سنان سوچ میں گم ہو گیا۔۔ سو میں نخریلی عرف سنا ئیہ دیکھتے ہیں اب آپ کون سے کارنامہ سرانجام دیتی ہیں۔۔۔

وہ پر سوچ آواز میں بولا اور کھانا کھانے میں مگن ہو گیا۔

ویسے نام کیا تھا اس مس نخریلی کا۔۔ سنان نے چہرہ موڑ کر یالے کی پشت کو دیکھ کر سوال کیا تو وہ پلٹی۔۔ حد ہے اپنی کزن کا نام تک نہیں جانتے ہو لیکن ساری گرلز فرینڈز کا ضرور پتا ہے۔۔۔ پالے نے تاسف سے کہا۔۔ خیر سنا ئیہ

نام ہے اس کا اب بھول مت جانا۔۔۔ یا لے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔۔ پر سنان سوچ میں گم ہو گیا۔۔۔ سو میں نخریلی عرف سنائیہ دیکھتے ہیں اب آپ کون سے کارنامہ سرانجام دیتی ہیں۔۔۔

وہ پر سوچ آواز میں بولا اور کھانا کھانے میں مگن ہو گیا۔۔۔ بغیر یہ جانے کہ اب کی بار سنائیہ کا آناستان کی زندگی میں کیا اثر چھوڑنے والا تھا۔



کھانا کھانے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اور الماری سے سمپل سی ٹراؤزر شرٹ نکال کر ہاتھ لینے چلے گیا۔ وہ نا صرف عجیب باتیں کرتا تھا بلکہ اسکی حرکتیں بھی عجیب تھیں۔۔۔ رات کے دو بجے وہ ہاتھ لے رہا تھا۔۔۔ کیونکہ کوئی بھی عام بندہ تو اب رات کے دو بجے ہاتھ لینے سے رہا یہ عادت

صرف سنان مرزا میں ہی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ بقول اس کے اسے نہائے بغیر سکون کی نیند نہیں آتی تھی۔ تقریباً دس منٹ تک وہ واش روم سے باہر نکلا اور گیلے بالوں سمیت بیڈ پر آکر آ رہا تر چھالیٹ گیا۔ بیڈ پر لیٹے ہی وہ اب سوچ رہا تھا کہ ماڈلنگ کی آفر ایکسیپٹ کرے یا نہ۔ کل ڈیڈ سے بات کروں گا اس بارے میں۔ اس نے خود کلامی کی۔ اچانک ہی اس کا خیال ستائیہ کی طرف گیا۔ ویسے یہ مس غریبی انتالیٹ چکر کیوں لگا رہی ہے اس بار۔ پہلے تو ہمیشہ ہر دوسرے تیسرے مہینے بعد پہنچ جاتی تھی۔ خیر مجھے کیا۔۔۔ چھت کو دیکھتا وہ سوچ رہا تھا۔ کمرے میں ہر طرف اے سی کی کمرے کی ٹھنڈی ٹنکی پھیلی تھی۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ ستائیہ کو ناپسند کرتا تھا۔ اسے بس اسکی عادتیں ناپسند تھیں۔ ہر وقت ہنستے رہنا، سب کو تنگ کرنا، ہر چیز پر نخرے دکھانا اور اپنی صدر پر قائم رہنا کسی کی بات ناماننا۔ اسے ستائیہ کی یہ عادتیں زہر لگتی تھیں۔ بس اسی وجہ سے وہ ستائیہ سے تھوڑی عار محسوس کرتا تھا۔ اس کی

باقی سب فیمیلز کزنز کی نسبت سنائیہ کچھ زیادہ ہی ہنس مکھ ٹائپ کی تھی۔

حالانکہ سنان اس سے پانچ

چھ سال بڑا تھا پر وہ اسے بھی زچ کرنے میں پیچھے نہیں رہتی تھی۔ وہ جب بھی ان کے گھر آتی تو پالے کے ساتھ مل کر اتنا بل گلا کرتی کہ سنان بیچارہ اس کے اور پالے کے شور شرابے سے تنگ ہی آ جاتا۔ اس لیے وہ اب بھی یہی سوچ رہا تھا کہ سنائیہ کے اس بار بھی یہی کام ہونگے۔ ان دونوں چڑیلوں نے پھر سے جینا حرام کرنا ہے میرا۔ وہ منہ بگاڑ کر بڑبڑاتا ہوا آنکھیں موند گیا۔۔۔ وہی جہاں سنان نے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا وہی خانیوال شہر میں سوئے دو نفوس کی آنکھیں کھلی تھی۔ سنائیہ نے اپنے تکیے کے پاس پڑے موبائل پر ٹائم دیکھا تو رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ وہ مسکرائی تھی۔۔۔ تھینک یو اللہ جی مجھے تسجد کی نماز کے لیے جگانے کے لیے۔ وہ مسکرا کر کھتی جلدی سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکلتی وضو کرنے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنے کمرے کے ایک کونے میں جائے

بغیر یہ جانے کہ اسکے گھر کی دیوار کے ساتھ جڑے گھر نماز بچھائی تھی۔۔

میں کوئی اپنے کمرے میں اسی وقت سجدے کی حالت میں پڑا اپنے رب سے باتیں کر رہا تھا۔۔ اپنے اللہ سے اپنا حال دل بیان کر رہا تھا۔۔ سنائیہ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے تھے۔۔ اور ساتھ موجود گھر میں سجدے کی حالت میں پڑے اس وجود کی ہچکیاں بندھی تھی۔ چند لمحوں بعد سنائیہ اللہ اکبر رکھتے ہوئے سجدے میں گئی اور عین اسی نفوس نے سجدے سے سر اٹھایا تھا۔۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھا جائے نماز کو دیکھ رہا تھا۔۔ اور جائے نماز پر آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔ کتنی عجیب بات ہے نا جہاں کچھ لوگوں کے لیے رات کے دو، اڑھائی اور تین بجے کا وقت ان کے سونے کا وقت ہوتا ہے وہی کچھ لوگوں کے لیے یہی وقت ان کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ہوتا ہے۔۔

کچھ لوگ اس وقت نیند کو اپنا سکون سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہی کچھ لوگ اس وقت تہجد میں اللہ پاک کے آگے سر جھکا کر سجدے میں سکون حاصل کرتے ہیں۔۔ سنائیہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔ یا اللہ جی اسے کن فیکون کے مالک۔۔ اے معجزے کرنے والے۔۔ ہر چیز پر اپنی قدرت رکھنے والے۔۔ آپ سب کے دلوں کے حال سے واقف ہیں۔۔ آپ کو میرے دل کا حال بھی پتا

ہے نا۔۔ یا اللہ میں بے بس ہوں آپ میری مدد فرمادیں۔ وہ جو میرے دل پر قابض ہو کر بیٹھا ہے اسے میرا محرم بنادیں۔ اسے میرے اور مجھے اس کے حق میں بہتر کر دیں۔ اے دلوں کے پھیرنے والے اس کے دل میں میرا خیال ڈال دیں۔ وہ دھیرے دھیرے سے بول رہی تھی۔۔ اور ساتھ موجود گھر میں بیٹھا آبان بھی دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے بیٹھا اللہ کو پکار رہا تھا۔۔

یارتی و مدھم مگر بھاری آواز میں بولا۔۔۔ مجھے سکون دے دیں۔۔۔ میں اسے
بھول نہیں پارہا۔۔۔ پلیز کچھ کر دیں۔۔۔ مجھے مانگنا نہیں آنا پر آپ تو بن مانگے
نوازنے والے

ہیں نا۔۔۔ پلیز میری دعاؤں کو سن لیں۔۔۔ اس کی یادیں مجھے سکون نہیں لینے
دیتی۔۔۔ پتا نہیں کس حال میں ہو گی وہ۔۔۔

شاید وہ مجھے بد دعائیں دیتی ہو گی۔۔۔ یہ اسکی آہ ہو گی جس نے میرا سکون چھین
لیا۔۔۔ پلیز اللہ میری دعا سن لیں۔۔۔ ایک بار مجھے اس سے ملو ادیں۔۔۔ میں اس
سے معافی مانگ لو۔۔۔ وہ ابھی کمرہ ہی رہا تھا کہ ایک دم اچانک سے اسکی
آنکھوں کے سامنے سے سنائیہ کا چہرہ آیا۔۔۔ وہ حیران ہوا۔ اس نے اپنی
آنکھوں کو دو تین بار بند کر کے کھولا۔۔۔ استغفر اللہ۔۔۔ آبان نے دل میں
کہا اور پھر اپنا دھیان اپنی پہلی دعا کی طرف کیا۔۔۔ پلیز میری دعاؤں پر کن فرما
دیں۔۔۔

آمین۔۔۔ وہ جلدی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور جائے

نماز لپیٹ کر سائیڈ پر رکھتا بیڈ پر جا لیٹا۔۔۔

کتنا عجیب تھا انسانائے کی دعاؤں میں آبان تھا اور آبان کی دعاؤں میں کوئی اور تھی۔۔۔ اور وہ کون تھی یہ آبان ہی جانتا تھا۔۔۔ پر ان سب سے بے خبر سنان مزے سے سویا اپنے خوابوں میں گم تھا۔۔۔ اس کے وہم و گماں میں بھی کبھی یہ خیال نہیں آتا ہو گا کہ اسکی قسمت بھی اسکے ساتھ کھیل کھیلے گی۔ اور پتا نہیں اسے کہاں لا کر کھڑا کر دے گی۔

سب انجان تھے کہ ان سب کے ساتھ اب قسمت نے کیا کرنا تھا۔۔۔ کیونکہ یہ محبت کے کھیل تھے۔۔۔ اور محبت جسے ہو جائے اسے کہاں بخشتی ہے۔۔۔ سنا ئیہ بھی دعا مکمل کرتی جائے نماز لپیٹ کر صوفے پر رکھتی واپس بیڈ پر جا کر سو گئی۔۔۔ اگلی صبح معمول کے حساب سے تھی۔۔۔ وہ اپنی سائرہ بھابی جو بھابی کم اس کی بہن زیادہ تھی کے ساتھ کچھ میں کھڑی سب کے لیے ناشتہ تیار کروا رہی تھی۔۔۔ سنا ئیہ۔۔۔ کچھ دیر بعد بھابی

نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ جی آپ۔۔۔ وہ کپ میں چائے انڈیتے ہوئے بولی۔۔۔
 سفیان کہہ رہے تھے کل کہ تم خالہ کی طرف چلی جاؤ وہ کافی بار کہہ چکی ہے
 باباجان کو کہ تمہیں وہاں بھیج دیں۔ وہ بہت باد کر رہی ہیں تمہیں۔۔۔۔ جی
 آپ جانتی ہوں بابا سے پوچھو گی جیسا وہ کہیں۔۔۔ اس نے نارمل انداز میں کہا
 اور چائے کا کپ ٹرے پر رکھتی اپنے بابا کے پاس چلی گئی۔۔۔ جو باہر بنے
 چھوٹے سے ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔۔۔ بابا چائے۔۔۔ اس کے چائے کا
 کپ پکڑا یا۔۔۔ جیتی رہو میرا بچہ۔۔۔ عامر صاحب مسکرا کر بولے۔۔۔ آمین
 ۔۔۔ یہ آواز سفیان بھائی کی تھی۔۔۔ جو سنائیہ کو دیکھ کر مسکرا رہے
 تھے۔۔۔ میرا ناشتہ نہیں لائی تم۔۔۔ وہ مصنوعی خفگی سے بولے۔۔۔ معذرت
 کے ساتھ جی۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیونکہ آپ کا ناشتہ آپ کی بیگم صاحبہ لاتی ہیں۔۔۔ وہ
 مسکرا کر

کھتی اپنے بھائی کے پاس ہی کر سی پر بیٹھ گئی۔۔۔

اچھا جی۔۔ سفیان بھائی نے آئی بروز اچکا کر کہا۔۔ جی جی۔۔ وہ دیکھیں آگیا
آپ کا ناشتہ۔۔ سنائیہ نے کھتے ہوئے کچن سے آتی اپنی بھابی کی طرف اشارہ
کیا۔۔

آپ کا ناشتہ۔۔ سائرہ نے دھیمی مسکراہٹ سے کھتے ہوئے
ٹرے سفیان کے

سامنے رکھا۔۔ جس میں پراٹھا، انڈا اور ساتھ چائے کے دو کپ تھے۔۔
شکریہ بیگم

سفیان کے کھنے پر سائرہ مسکراتی ہوئی وہی بیٹھ گئی۔۔ سنائیہ کے سفیان کے
پاس پڑے دو چائے کے کپ میں سے ایک اٹھایا تو سفیان نے اسے
گھورا۔ اس کے لیے چائے کیوں لائی آپ اب یہ کھالی پیسٹ بھرا ہوا کپ
چائے کا پیسے گی۔۔ سفیان نے سائرہ کو کہا تو اس نے سنائیہ کو دیکھا۔۔ روز ہی
پیتی ہے۔ اور پورے دن میں پتا نہیں کتنے کپ کھالی کرتی ہے۔۔ اب کونسا

ہمارے منع کرنے سے اس نے چائے پینا چھوڑ دینی ہے۔۔ اس لیے میں لے آئی۔۔ اس نے خفگی سے کہا تو سنائیہ نے دانت نکالے۔۔

بیٹاجی میں نے آپ کو کتنی بار بولا ہے زیادہ چائے مت پیا کرو۔۔ عامر حسین کے کھنے پر سنائیہ نے آنکھیں چھوٹی کی۔۔ کیا بابا آپ کو پتا تو بے دو کام میں لہجی نہیں چھوڑ سکتی۔ اور وہ کام ہیں۔ ایک چائے پینا اور دوسرا وہ بے کار ناولز پڑھنا۔۔ سنائیہ کے بات کرنے سے پہلے ہی ارمان نے اسکی بات مکمل کی۔۔ وہ بے کار نہیں ہیں۔۔ سمجھے آپ۔۔ سنائیہ نے دانت پیس کر کھتے ہوئے چائے کے کپ کو منہ سے لگایا۔۔

ویسے پتا نہیں ملتا کیا ہے ناولز میں تمہیں جو پورا دن گھسی

رہتی ہو ان میں۔۔۔ سفیان نے عجیب سامنہ بنا کر کہا اور ساتھ ساتھ ناشتہ کرنے لگا۔۔۔ برو مجھے جو کہنا ہے کہہ لیں۔۔۔ میرے ناولز اور چائے کو کچھ نا بولیں آپ۔۔۔ سنائیہ نے ناراضگی سے کھتے ہوئے چائے کا خالی کپ میز پر رکھا۔۔

اللہ اکبر دیکھیں بابا اتنے جلدی چائے کا پورا کپ خالی بھی کر دیا۔۔ آرمان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا۔

تو پھر آپ کی طرح چسکیاں بھرتی رہوں۔۔۔ پینے کی چیز ہے بس پی لی اب جلدی پی ہو یا دیر سے اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ سنائیہ نے گھور کر کیا۔ میں کب چسکیاں لیتا ہوں۔۔۔؟ ارحان نے دانت پیسے۔۔۔ اچھا بھئی اب چپ کرو تم دونوں۔۔۔ ناشتہ تو سکون سے کرنے دو مجھے۔۔۔ کام کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔ سفیان نے دونوں کو ڈانٹا۔۔۔ سنائیہ نے منہ بوڑا۔۔۔ جبکہ ارحان اپنا موبائل لے کر بیٹھ گیا۔۔

اچھا بیٹا تم ایسا کرو اپنی خالہ کی طرف چلی جاؤ کچھ دنوں کے

لیے۔۔ ویسے بھی بہت ٹائم سے گئی نہیں ہو۔ وہ بلارہی ہیں تمہیں۔۔ عامر حسین نے پیار سے کہا۔۔ ہاں صحیح ہے بابا خالہ جانی ویسے بھی ناراض ہو رہی تھی کہ ہم نے چکر نہیں لگایا تنے وقت سے ادھر۔۔ ہم تو مصروف ہیں! سنائیہ چلی جائے گی تو انکی ناراضگی بھی ختم ہو جائے گی۔۔ سفیان نے کہتے ہوئے چائے کا کپ اٹھایا۔۔ ہم ٹھیک ہے۔۔ عامر حسین نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور سنائیہ سے مخاطب ہوئے۔ بیٹا تم سامان وغیرہ پیک کر لینا کل بھائی چھوڑ آئے گا تمہیں۔۔ جی ٹھیک ہے بابا۔۔ وہ کہتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔ وہ کچن میں کھڑی بے دلی سے ناشتہ بنانے لگی۔۔ وہ نہیں جانا چاہتی تھی ملتان۔۔ پر وہ منع بھی تو نہیں کر سکتی تھی نا۔۔ کیا ہوا سنائیہ کہاں گم ہو۔۔ پیچھے سے اسکی بھابی نے آواز دی تو سنائیہ وہ پلٹی۔۔

کہیں بھی تو نہیں کیوں کیا ہوا۔۔ وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔۔ ہوا تو کچھ نہیں ہے پر حیرت کی بات ہے تم خوش نظر نہیں آرہی اس بار ورنہ پہلے تو بہت خوش

ہوتی تھی پالے اور خالہ کے پاس جانے پر۔۔ بھابی عام انداز میں کہتی سنگ
میں رکھے برتن دھونے لگی۔۔

ایسا نہیں ہے بھائی میں خوش تو ہوں پر۔۔۔ اس بار میرا دل نہیں ہے
وہاں جانے کا پتا نہیں کیوں خالہ جانی بھی ایسے ہی بلوار ہی ہیں

مجھے نہیں جانا بس۔۔۔ وہ جھنجھلا کر بولی۔۔ بھابی نے حیرت سے اسے

دیکھا۔۔ کیا ہو گیا ہے یار۔ خالہ سوچتی ہوں گی کہ انکی بہن نہیں رہی تو بابا نے

بچوں کو ان سے دور کر دیا ہے اس لیے بابا اور سفیان چاہتے ہیں تم چلی جاؤ۔۔

پر خود بتاؤ اگر امی ہوتی تو وہ بھی تو تمہیں خالہ جان کے کھنے پر بھیجتی نا وہاں۔۔

اب ہمیں ہی رشتوں کو جوڑ کر رکھنا ہے۔۔ اس لیے چپ چاپ تیاری کر لینا

کل نکلنا ہے تمہیں۔۔ ان کے پیار سے سمجھانے پر سنائیہ نے مسکرا کر اثبات

میں سر ہلایا۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔ اس نے سمجھا اور پلٹ کر پراٹھے بنانے

لگی۔۔ کیونکہ نو بج گئے تھے۔ اور باقی سب کے ناشتے

کا ٹائم ہو چکا تھا۔۔

ارحان بابا اور افغان بھی کام پر جا چکے تھے۔ اس کے بابت وہ کان چلاتے تھے۔ سفیان بھی کسی فیکٹری کام کرتا تھا۔ ارمان ایک کامیٹکس فیکٹری میں نوکری کرتا تھا اور الفنان ایک ہوٹل میں کیشیر کا کام کرتا تھا۔ البتہ زین ابھی ویلا انسان تھا۔ جس کا کام بس پب جی کھیلنا اور گھر میں بیٹھ کر سنائیہ کو تنگ کرنا ہوتا تھا۔

گیارہ بجے تک وہ اور بھابی گھر کے سارے کام کر کے فارغ ہو چکے تھے۔ وہ اب موبائل پر ناول پڑھنے میں گم تھی۔ تبھی مانیہ وہاں آٹکی۔ اوئے جانی کیا کر رہی ہو۔ وہ سنائیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے دانت نکال کر بولی۔ ناول پڑھ رہی تھی۔ اس نے موبائل میں مگن ہی جواب دیا۔ کونسا اس دن والا جس میں وہ بربان اور عمائرہ تھی۔ بانی نے اندازہ لگایا۔ ہاں وہی دل منتظر بائے ثانیہ حسین بہت اچھا ہے۔ تم بھی پڑھنا بہت امیزنگ سٹوری ہے۔ اس نے ساتھ ہی مشورہ دیا۔ ہاں وہ تو میں رات کو ہی سٹارٹ کرتی

ہوں۔۔ لیکن ابھی تم اٹھو اور چلو چچی جان بلار ہی ہیں۔ بانی نے کہا اور اس کے پاس سے اٹھی۔۔ ممانی بلار ہی ہیں۔۔! کام کروانا ہو گا یقیناً۔۔۔ سنائیہ نے خود ہی سوال کے ساتھ جواب دیا۔۔ ہاں یار۔۔ چلو آ جاؤ۔۔۔ بانی کہتی ہوئی باہر گئی تو وہ بھی موبائل رکھتی اس کے ساتھ اپنی ممانی یعنی آبان کے گھر کے دروازے کے سامنے ہی سنان کے گھر کا ایک گھر گئی۔۔ اس چھوٹا دروازہ تھا۔۔ جبکہ مین گیٹ باہر سڑک کی طرف تھا۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسکی نظریں خود بخود اس ستم گر کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہی تھی پر وہ باہر کہیں نظر نہیں آ یا شاید وہ اپنے کمرے میں تھا۔۔ اسلام علیکم ممانی۔۔۔ سنائیہ نے کچن سے باہر آئی آبان کی والدہ فوزیہ بیگم۔ کو سلام کیا۔۔

و علیکم السلام بیٹا۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔۔ سنائیہ نے ان کی > مسکراہٹ کو دیکھا۔۔ اور سر جھٹک گئی۔۔

سنائیہ آج کام والی نہیں آئی تو تم اور بانیہ مل کر مجھے تھوڑا کام ہی کروالو۔۔ مجھ اکیلی سے نہیں ہوگا۔۔ وہ لہجہ میں مٹھاس بھر کر بولی۔۔

اچھا ممانی۔۔ سنائیہ نے ادب سے کہا۔ پہلے کچن صاف کر لیتے ہیں ہم دونوں۔۔ بانیہ نے کہا تو فوزیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔ چلو تم لوگ اندر چل کے کام کرو میں تب تک دوسرے کام دیکھ لوں۔۔ وہ اسی میٹھے لہجہ میں کہتی آگے بڑھ گئی اور سنائیہ اور بانیہ کچن کی جانب چل دیں۔۔

ان کا گھر کافی بڑا بہت پیارا اور خوبصورت تھا۔۔ ان دونوں نے کچن میں داخل ہوتے ہی ارد گرد پھیلے برتنوں کو سمیٹنا شروع کیا۔۔ بانیہ میں یہ برتن دھوتی ہوں تم تب تک چولہا اور آپ پاس کی جگہ صاف کر لو۔۔ سنائیہ نے کہتے ہوئے اپنے سر پر لیا ہوا دوپٹا اتار کر گلے میں ڈالا اور دونوں اطراف ہے پلوؤں کو پیچھے کر پر لے کر

باندھ دیا۔ اتنے دن میں وہاں کیسے رہوں گی۔ کیا پورے ایک ماہ میں انہیں دیکھ بھی نہیں پاؤں گی۔ اتنی بات تو ویسے بھی نہیں ہوتی پر یہاں کم از کم کبھی کبھی نظر تو آ جاتے ہیں نا۔ وہ دل میں خود سے مخاطب تھی۔ اور اس کی سوچوں کا محور آبان میر تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم برتن دھونے میں مگن تھی جب آبان کچن میں داخل ہوا۔ اور ڈاغل ہوتے ہی اسکی نظریں سامنے کھڑی سنائیہ کی پشت پر گئی۔ جہاں اس کے کالے اور بھورے مکس شیڈ کی طرح کے بالوں کی ڈھیلی سی کمر تک آتی چٹیا بنی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی دونوں کندھوں پر سے آتے لال دوپٹے کے پلوؤں کی کمر پر گانٹھ بندھی ہوئی تھی۔

اس کے کالے رنگ کے سوٹ پر لال دوپٹا اور کمر پر پھیلی ڈھیلی سی چٹیا آبان کو ایک پل کے لیے بہت خوبصورت لگی تھی۔ ایک پل کے لیے اُس کا دل عجیب طرز سے دھڑکا تھا۔

اپنے دل کی حالت کو محسوس کرتے ہوئے اس نے فوراً ہی اپنی نظروں کا زاویہ بدلا اور سنائیہ کے دائیں طرف والی سائیڈ پر موجود فریج کی طرف گیا۔ اور اس میں سے پانی کی بوتل نکالی۔ نظریں ابھی ابھی بار بار بھٹک کر سنائیہ کی پشت پر جا رہی تھیں۔ اور اس سے بے خبر سنائیہ اس کے خیالوں میں کھوئی تھی۔ چند سیکنڈز کے بعد سنائیہ کو اس کے گلون کی خوشبو اپنے آس پاس محسوس ہوئی تھی۔

اب تو وہ کھڑوس مجھے اپنے آس پاس محسوس ہو رہا ہے۔ وہ منہ لگا کر بڑ بڑاتی۔

آبان جو پانی کی بوتل کو منہ سے لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی بڑ بڑاہٹ پر چونکا پر اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس نے کیا کہا۔ آبان کو ایک دم رات میں اپنی دعا کا خیال آیا جس میں اسے سنائیہ کا چہرہ دیکھا تھا۔ اس پل کو سوچتے ہی اسکے چہرے پر ایک دم سختی کے تاثرات ابھرے تھے۔ اس نے بوتل پر

ڈھکن دیا اور فریج کا نچلا دروازہ کھول کر اسے اندر رکھا۔۔۔ پر فریج کا دروازہ

اس نے

بہت زور سے بند کیا۔۔۔ اور اتنی زور کی آواز پر سنائیہ ڈر کر جھٹکے سے پیچھے پلٹی

تھی۔۔۔ پر سامنے ہی نظریں آبان کی نظروں سے ٹکرائی جس نے بروقت

سنائیہ کو پیچھے مڑتے ہوئے دیکھ کر اسکی طرف دیکھا تھا۔۔۔ ایک پل کے لیے

تو سنائیہ کو یقین ہی نا آیا کہ وہ سچ میں وہاں کھڑا ہے۔۔۔ پھر فوراً ہی اسے اپنی

حالت کا خیال آیا۔۔۔ اس نے جلدی سے دوپٹے کو کھول کر اپنے سر پر لیا۔۔۔

آبان کی نظریں اسکے ہوائیاں اڑے چہرے پر سے ہوتے ہوئے اسکے ہاتھوں

پر گئی جو صابن کی جھاگ سے بھرے تھے۔۔۔ تمہیں کیا ہوا۔۔۔ آبان نے

نار ملی انداز میں اسے مخاطب کیا۔۔۔ نے جھٹ نفی میں سر کو بلایا۔۔۔

لگ۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ وہ جلدی سے کہتی واپس پلٹ کر برتن دھونے

لگی۔۔۔

پر اس کے ہاتھ میں کپکپی تھی اور دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔

پر اس کے ہاتھ میں کپکپی تھی اور دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔

کہیں سن نالیا ہو۔۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔۔

استغفار۔۔ سنائیہ نے دل میں پڑھا۔۔ آبان ایک نظر سنائیہ کو دیکھتا

سر جھٹک کر باہر چلا گیا۔۔ تبھی کچن میں بانہ داخل ہوئی جس

نے آبان کو باہر جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔ یہ آبان بھائی یہاں کیا کر

رہے تھے۔

اس نے سنائیہ سے پوچھا۔ کیا مطلب کیا کر رہے تھے ان کا گھر ہے ان کا کچن ہے تو ظاہر ہے ان کا جب دل کرے گا وہاں جائیں گے۔ سنائیہ نے اپنی حالت کو کنٹرول کرتے ہوئے لب بھینچ کر کیا۔

لوئے کیا ہو گیا اتنا غصے میں کیوں ہو۔؟ انہوں نے کچھ کہا ہے کیا تمہیں۔۔؟ بانیہ جھاڑو وہی زمین پر رکھتی اس کے پاس آکر بولی۔۔ نہیں تو ایسے ہی کچھ کہہ لیں گے۔ ان کی ہمت ہے مجھے کچھ کہیں۔۔ سنائیہ نے فخر سے کہا تو بانیہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔ ہاں بالکل اسی لیے آبان بھائی کے سامنے آتے ہی تمہاری پٹر پر چلتی زبان ہکلا نے لگ جاتی ہے۔۔ بانی نے میٹھا

سا طنز کیا تو سنائیہ نے اسے گھورا۔۔۔ بکو اس نا کرو اور دفع ہو جاؤ تم۔۔۔ سنائیہ کہتی ہوئی واپس برتن دھونے لگی۔۔۔

بانی بھی مسکرا کر کام کرنے لگی۔۔۔ اور ساتھ میں سنائیہ بھی آبان کے بارے سوچ کر مسکرا نے لگی جس نے سنائیہ کو خود سے مخاطب کیا تھا۔۔۔ ان کا کام ختم ہوتے دو بج چکے تھے۔۔۔ اس نے اور بانی نے مل کر دوپہر کا کھانا بھی تیار کر لیا تھا۔۔۔ ممانی کھانا بھی بن گیا ہے اور کام بھی سب ہو گیا اب ہم جائیں۔

سنائیہ نے لاؤنج میں بیٹھی فوزیہ بیگم سے کہا تو وہ مسکرائیں اور پیار سے بولیں۔۔۔ بہت شکریہ تم دونوں کا بیٹا۔۔۔ مجھ اکیلی سے کبھی نا ہوتا یہ کام تم دونوں نے ہی کر دیا سارا۔۔۔

کوئی بات نہیں چچی جان اب ہم چلتے ہیں سنائیہ کی پیکنگ بھی کرنی ہے ہم نے۔۔۔ بانیہ نے کہا۔ پیکنگ۔ کیوں کہیں جا رہی ہو کیا تم سنائی۔۔۔ فوزیہ بیگم نے چونک کر کھا۔۔۔ اور ان کی یہ آواز پیچھے

سے آئے آبان نے بھی سنی۔۔

جی ممانی وہ میں خالہ جانی کی طرف جارہی ہوں کچھ دنوں کے لیے وہ بلارہی ہیں۔ سنائیہ نے

نارطی انداز میں کہا۔۔

اچھا۔۔ کب جارہی ہو پھر۔۔ فوزیہ بیگم نے سر بلاتے ہوئے پوچھا۔ پیچھے کھڑا آبان ان کی ساری گفتگو سن رہا تھا۔

کوئی بات نہیں بچی جان اب ہم چلتے ہیں سنائیہ کی پیکنگ بھی کرنی ہے ہم نے بانہ ہے ہم نے بانہ نے کہا۔ پیکنگ۔۔ کیوں کہیں جارہی ہو کیا تم سنائیہ۔۔ فوزیہ بیگم نے چونک کر کہا۔۔ اور ان کی یہ آواز پیچھے

سے آتے آبان نے بھی سنی۔۔

جی مہمانی وہ میں خالہ جانی کی طرف جارہی ہوں کچھ دنوں کے لیے وہ بلارہی ہیں۔ سنائیہ نے

نارطی انداز میں کہا۔۔

اچھا۔۔ کب جارہی ہو پھر۔۔ فوزیہ بیگم نے سر جلاتے ہوئے پوچھا۔۔ پیچھے کھڑا آبان ان کی ساری

گفتگو سن رہا تھا۔

کل جاؤں گی مائی۔۔ شاید بارہ سے نکلتا ہے افغانستان بھائی کے ساتھ جاؤں گی۔۔ اچھا چلو اچھی بات ہے خیریت سے جاؤ۔۔ ان کے کہنے پر سنائیہ سر

بلاقی وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔۔۔ سامنے ہی اسکی نظریں آبان سے
نگرائی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ سنائیہ نے طور اپنی نظریں نیچے کی طرف
جنکالی اور یہ منظر بان کی آنکھوں سے ہوتے ہوئے اس کے دل میں قید ہو گیا
تھا۔ اس نے ایک گھر اسانس لیا اور آگے بڑھنا سیڑھیاں چڑھنے گا
سیڑھوں پر کھڑے ہو کر اس نے پلٹ کر سنائیہ کی پشت کو دیکھا جواب باہر
کی طرف جا چکی تھی۔ یا اللہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ اس نے دل میں کیا اور
اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ ستان اٹھا کہ نہیں۔ ملتان شہر میں مرزا باؤس میں
مرزا صاحب کی آواز گونجی۔۔۔ اٹھ گیا میرے پیارے بابا جان میری جنت
کے دروازے میرا سکون، میرا چین، میرے دل کی دھڑکن میرا قرارستان
فریش فریش سا تیار ہو کر سیڑھیاں اترتے ہوئے تابعداری کی تمام حدود کو
توڑتے ہوئے بولا۔۔۔

الو کے پٹھے بکواس مت کیا کرو زیادہ مرزا صاحب نے دانت ہے۔ جبکہ
صوفے پر بیٹی محنت بیگم اور یانے نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ بکواس۔۔۔۔

سنان نا سمجھی سے بولا وہ کیا ہوتی ہے بابا۔ اس نے اچھنبے سے اپنے بابا کو دیکھتے ہوئے کیا۔ چہرے پر نام سمجھی ہے تاثرات ابھی تک قائم تھے جیسے سچ میں اسے بکو اس کا پناہ ہو۔

وہی جو تمہاری یہ ریل گاڑی کی سپیڈ سے بھی تیز چلتی زبان کر رہی ہے۔۔۔
 یالے نے لقمہ دیا۔ تم تو چپ ہی بیٹھو نظر نہیں آ بادو بڑے بات کر رہے
 ہیں۔ سنان نے اسے منہ چڑایا۔ کل کہاں تھے۔ مرزا صاحب سنجیدگی سے
 مدھے پر آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سامنے بیٹھے اس انسان کے روپ
 میں شیطان سے بحث شروع کر دی تو وہ کبھی بھی مرزا صاحب یا کسی کو بھی
 جتنے نہیں دے گا۔

وہی جو تمہاری یہ ریل گاڑی کی سپیڈ سے بھی تیز چلتی زبان کر رہی ہے۔۔۔
 یالے نے لقمہ دیا۔ تم تو چپ ہی بیٹھو نظر نہیں آ بادو بڑے بات کر رہے
 ہیں۔ سنان نے اسے منہ چڑایا۔ کل کہاں تھے۔ مرزا صاحب سنجیدگی سے

مدھے پر آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سامنے بیٹھے اس انسان کے روپ میں شیطان سے بحث شروع کر دی تو وہ کبھی بھی مرزا صاحب یا کسی کو بھی جیتنے نہیں دے گا۔

کل۔ اہم۔۔۔ سنان نے سوچنے والے انداز میں کتے ہوئے شہادت کی انگلی ہونٹوں پر رکھ کر آنکھیں اوپر کی جانب اٹھائیں۔۔۔ بال یاد آیا۔ کل تو میں اپنے دوستوں کے ساتھ تھا۔۔۔ وہ آرام سے بولا اور پاس بیٹھی یا نے کو دیکھتا جو اسے آنکھیں دکھا رہی تھی کیونکہ وہ جانتی کہ وہ کونسا کارنامہ سرانجام دے کر آیا تھا کلی۔۔۔ دوستوں کے ساتھ تو تھے پر تھے کہاں تم۔۔۔ مرزا صاحب نے قدرے نارمل لہجے میں کیا۔

ارے باباجان واصف کے گھر تھا یار۔ اس کی برتھ ڈے تھی تو بس وہی سیلیبریٹ کر رہے تھے۔ سات کھتے ہوئے صوفے پر حضرت بیگم کے پاس جا بیٹا۔ عامر صاحب نے بغور اسے دیکھا کتنے آرام سے وہ جھوٹ بول رہا تھا۔

جھوٹ مت بولوستان میں نے کل تمہیں سرکاری ہسپتال میں دیکھا تھا تو کیا ہسپتال میں برتھ ڈے سیلیبریٹ کر رہے تھے تم سب ہاں۔۔؟ مرزا صاحب سخت لہجہ بولتے توستان نے انہیں دیکھا۔

یالے اور منت بیگم نے بھی سنان کو دیکھا جو آرام سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا پر حیرت یا پریشانی سے نہیں بلکہ مشکوک نظروں سے۔۔ جو مرزا صاحب کو کنفیوز کر رہی تھی۔۔۔

ایک منٹ پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔ کیونکہ میں تو لیڈرز کے ڈیوری وارڈ میں تھا۔ تو آپ کا قبال کیا کام۔۔ وہ آنکھیں سکیر کر تفتیشی انداز میں بولتے ہوئے مرزا صاحب کو سہٹانے پر مجبور کر

گیا۔۔ 23/23

مرزا صاحب نے پالے اور عزت بیگم کو دیکھا جو بار بار ان باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔ پر ان سب کی مشکوک نظریں مرزا صاحب پر تھی جو بیچارے پہلو بدل کر رہ گئے۔ یہ شیطان کا بچا ہے خوا مخواہ میں ذلیل کر رہا ہے۔ اور تم لوگ۔ وہ ستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چلا کر بولے اور پھر اپنی بیگم اور بیٹی کی جانب متوجہ ہوئے۔ جب کے ستان کے کان ابھی تک شیطان کا حافظہ پر ایک گئے تھے۔ آج پھر ڈیڈ نے خود کو ایک نیا لقب دے دیا۔ وہ سوچتے ہوئے دل سے مسکرایا۔

لوگ زن مرید ہوتے ہیں اور وہ حسب مرید تھا۔ اپنے ڈیڈ سے لے جانے والے ہر نئے اب گروہ بہت کھلے دل سے قبول کرتا تھا۔ کیونکہ بقول اس کے شوہر بیوی کو چراض نہیں کر سکتے ہیں لیے وہ زن مرید ہوتے ہیں اور وہ اپنے باپ کے القابات کو قبول نا کر کے چار ماہر و انہیں ہو سکتا تھا اس لیے وہ محب مرید تھا۔ اور رویے بھی اس کے ڈیڈ نے اسے شریان کا بچا کھا اور وہ تو اپنے باپ کا ہی بچا تھا تو ظاہر ہے اس۔ اس کے بابا نے خود کو شیطان کیا تاہوں

خود کو دیے جانے والے ہر جب کو اپنے باپ کی طرف موڑ کر ان سے جوڑ دینا لنا ہے میں وہ انسان کے روپ میں کوئی عجیب ہی مخلوق تھا۔
اپنے مشکو کی نظروں سے کیوں گھور رہے ہو تم سب ہے۔ میں بس جہاں اپنے دوست کے ساتھ گیا تھا۔ اس کی وائٹ کی ڈلیوری ہونے والی تھی۔۔
اس کو اچانک کال آئی تھی میں اس کے ساتھ کیا تو اس لیے چلا گیا۔۔ مرزا صاحب نے وضاحت دی۔۔ عد ایسا اہا۔ پر نیک ہے نہیں رہنے تک ہو رہا تھا کہ کہیں دوسری شادی نا کر کے بیٹے ہوں اور اپنی اس بیوی کی ڈلیوری پر نا گئے ہوں۔ سنان نے کھنے والے اور ان میں سر اتے ہوئے کیا۔

لاحول ولا قوت مرزا صاحب بڑ بڑاتے ہوئے بھی پہلو بدل کر رہ گئے۔ پالے نے قلمہ کا اتنا اور عزت بیگم نے سنتان کو گھورا تھا۔ شرم کر لو تمہارے بابا ہیں۔

بابا ہیں ناب بیوی تھوڑی ہیں جو شرم کروں۔ اور وہے بھی بیوی کے سامنے
بھی کو نیا شرم آتی ہے۔ اس لیے میں بے شرم ہی اچھا ہوں۔ ستان یا اس کے
انداز پر مرزا صاحب اور سرپیٹ کر رہ گئے۔

22.38



<

0

19/19

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منہ بنا کر کھا۔۔
 اور جو اباکستان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ جیسے کیا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا
 ہوں۔ مجھے یقین نہیں آتا یہ میرا بیٹا ہے۔۔ مرزا صاحب تاسف سے
 ہوئے۔۔ باباجان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ
 ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔ یا لے
 کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنتان کو دیکھا۔۔



22:39

19/19

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منہ بنا کر کھا۔۔
 اور جو اباسنان نے مسکرا

کر اسے دیکھا۔۔ جیسے کہا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔

مجھے یقین نہیں آتا یہ

میرا بیٹا ہے۔۔ مرزا صاحب تاسف سے بولے۔۔

باباجان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔ یا لے کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنان کو دیکھا۔۔

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منہ بنا کر کہا۔۔
اور جوا با سنان نے مسکرا

کر اسے دیکھا۔۔ جیسے کہا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔

مجھے یقین نہیں آتا یہ

میرا بیٹا ہے۔۔ مرزا صاحب تاسف سے بولے۔۔

باباجان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔ یا لے کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنان کو دیکھا۔۔

کے پٹھے میں نے تم پر ایسے کونے ظلم کیے ہیں جو تمہیں میں سوتیلا باپ لگتا ہوں۔۔ مرزا صاحب نے سنان کو گھورا۔۔ جس پر سنان نے فوراً اپنی ماں کو دیکھا۔۔ عمال آپ کو میری قسم ہے آج آپ مجھے بتا ہی دیں۔ یہ سچ میں

میرے سگے بابا ہیں یا آپ نے ان قائم انسان سے کہیں دوسری شادی تو نہیں کر لی تھی میرے بچپن میں۔۔؟ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

اس کی اس بات پر جہاں مرزا صاحب نے بھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا وہی صفت بیگم نے تارا نگی سے سنان کو گھورا اور اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا۔۔ یا لے مزے سے بیٹھی ان سب کی



باتیں سن رہی تھی۔۔

تم کچھ زیادہ ہی زباندراز ہو گئے ہوستان۔۔ انہوں نے مصنوعی خفگی سے کیا۔۔ سنان نے اچھنے سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔ زبان دراز اور میں۔۔ اس نے بے یقینی سے کھتے ہوئے اپنی جانب

خود اشارہ کیا۔۔

جی ہاں۔۔۔ مرزا صاحب عفت بیگم اور یالے تینوں نے ایک ساتھ اثبات میں سر بلاتے ہوئے بال کیا۔۔۔ ستان نے ان تینوں کو دیکھا۔۔۔ عزت ہی نہیں ہے کوئی۔۔۔ وہ بڑ بڑایا۔۔۔ ماماں یار اب کھانے کو بھی کچھ لے گیا آن آپ کی اور ان دار و گاجی کی ڈانٹ سے پیٹ بھرنا ہے مجھے۔۔۔ کل رات سے بھوکا ہوں۔۔۔ وہ معصوم سی صورت بنا کر بولا تو یالے نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اور مرزا صاحب اپنے لیے دار و گاجی کا لقب سن کر بس نفی میں سر بلا کر رہ گئے۔۔۔ رات کو ہی یالے نے اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا گرم کر کے دیا تھا اور اب وہ کتنے سکون سے کہہ رہا تھا کہ رات سے بھوکا ہوں۔۔۔ جھوٹا یالے دل میں بولی۔۔۔ بابیٹا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میں ابھی تمہارے لیے کھانا لاتی ہوں۔۔۔ عفت بیگم پیار سے کمتی فوراً کچین کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

ان کے جاتے ہی مرزا صاحب نے سنان کو سنجیدگی سے دیکھا۔ اب بتاؤ کل ہاسپٹل میں

کیا کر رہے تھے۔ عفت بیگم کے سامنے وہ کچھ نہیں بتانے والا تھا یہ وہ جانتے تھے اس لیے ان کے جاتے ہی وہ واپس مدعے پر آئے۔۔۔ توستان بھی سنجیدہ ہوا۔۔۔ یا لے خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ ساری صورت حال کے بارے میں پہلے ہی جانتی تھی۔۔۔

وہ کل تھوڑا جھگڑا ہو گیا تھا کچھ لڑکوں سے اس لیے انہیں ہاسپٹل چھوڑنے گیا تھا میں۔۔۔ پھر وہاں مجھے پتا چلا کہ وہاں ایک لیڈی کی ڈلیوری تھی

اور ان کو بلڈ کی ضرورت تھی جو رینج نہیں ہو پارہا تھا۔۔۔ میرا بلڈ گروپ سیم۔ تھا تو اس لیے میں نے انہیں اپنا بلڈ دے دیا اور اسی وجہ سے رات کو بھی

لیٹ آیا تھا واپس۔۔ سنان نے آرام سے ساری تفصیل بتائی جسے مرزا صاحب نے تحمل سے سنا تھا۔۔ پر اندر ہی اندر وہ بہت تھے میں آچکے تھے۔۔ ویسے بابا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں جہاں تک مجھے لگتا ہے کل ہی محلے والوں نے آپ کو ایک کی چار لگا کر پورا کا پورا واقعہ بتایا ہو گا۔۔ سنان نے آبرو اچکا کر پوچھا۔۔ خون دے کر تو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے پر آخر تم یہ لڑائی جھگڑا کیوں کرتے ہو۔۔ باز کیوں نہیں آتے میں تنگ آ گیا ہوں تمہارے ان لڑائی جھگڑوں سے اور محلے والوں کی باتیں سن سن کر۔۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔۔۔

او کم رون ڈیڈ۔۔ آپ بھی جانتے ہیں میں بلا وجہ کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتا۔۔ اور جس کی کل دھلائی کی ہے میں نے اس نے کام ہی ایسا کیا تھا پر میں نے اسے پیار سے سمجھایا تھا وہ نہیں مانا تو اس لیے اسکی سروس کرنی پڑی ورنہ میرا تودل کر رہا تھا کمینے کی جان لے لوں۔۔ سنان نے انتہائی غصہ سے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔۔ اور سامنے بیٹھی یا لے کو دیکھا جواب سر جھکا گئی تھی۔۔

مرزا صاحب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں بیٹھی پالے کو دیکھا۔ وہ معاملہ سمجھ چکے تھے۔ کچھ دن پہلے ہی عفت بیگم نے انہیں بتایا تھا کہ محلے کا ایک لڑکے نے سنائیہ کو تنگ مار کیٹ جاتے ہوئے چھیڑا تھا۔ اور ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا وہ جب بھی گھر سے باہر نکلتی تو وہ لڑکا ایسے ہی اسے تنگ کرتا تھا۔ ویسے تو ان کے خاندان میں لڑکیوں کو اکیلا کہیں جانے کی اجازت بالکل بھی نہیں تھی۔

اس لیے وہ ہمیشہ عفت بیگم کے ساتھ ہی باہر جاتی تھی۔ تب بھی وہ عفت بیگم کے ساتھ تھی۔ لیکن وہ لڑکا اتنا بد تمیز تھا کہ عفت بیگم کے سامنے ہی اس نے سنائیہ کو سیٹی ماری تھی۔ جس سے انہیں بہت غصہ آیا تھا۔ اس لیے انہوں نے اس بات کا ذکر سنان اور مرزا صاحب سے کیا تھا۔ اور سنان اب اس لڑکے کی درگت بنا کر اسے اچھا سبق چکھا چکا تھا۔ لیکن پھر بھی تمہیں اسے اتنا نہیں مارنا چاہیے تھا۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بولے۔

میں نہیں مارتا اگر وہ پیار سے میری بات مان جاتا۔ لیکن وہ اپنی غلطی ماننے کی بجائے بکو اس ہی کیے جا رہا تھا۔ اینڈ یو نویری ویل ڈیڈ۔۔ میں اپنے گھر کی عورتوں پر اٹھنے والی ہر بری نگاہ اور اپنے باپ کے بارے میں خلط زبان یوز کرنے والے کو بخشتا نہیں ہوں۔۔ اس نے جو کیا یہ اسکی اپنی غلطی کی سزا تھی۔۔ اور اگر اب محلے والا آپ کو کچھ کے تو ان کو میرے پاس بھیج دیجیے گا علاج کر لو نگان کا بھی میں۔۔

وہ سنجیدگی سے بولا۔۔ یا لے نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں ستان کے لیے عربی فر تھا۔۔ مرزا صاحب بھی اسے دیکھ رہے تھے جواب بالکل سنجیدہ سا پہلے سے انتہائی

مختلف لگ رہا تھا۔۔

اچا ویسے اسے مارا تو مارا لیکن یہ خود ہی اسے ہسپتال کیوں لے کر گئے۔۔
 عجیب انسان ہو تم بھی۔۔ وہ مسکرا کر بولے اب ان کے لمحہ میں فخر تھا۔
 کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اپنے گھر والوں کے سامنے وہ چاہے جتنا ہی ار ریس و
 نسیبل بن جائے لیکن حقیقت میں اس سے زیادہ سمجھدار کوئی نا تھا۔۔ جو تمام
 زمرہ داریوں کو نبھانا جانتا تھا۔۔ اور اس کے لیے اگر سب سے ضروری کچھ تھا
 تو وہ تھی اسکی فیملی۔۔ جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ارے بابا ہم چوہان ہیں۔۔ دماغ کے گرم اور دل کے نرم۔۔ اس لیے میں
 نے اسکی ہڈی پسلی ایک تو کر دی تھی پر پھر مجھے اس پر رحم آگیا اس لیے
 ہاسپٹل لے گیا اس کا ٹریٹمنٹ کروانے۔۔ وہ مسکرا کر بولا۔ مرزا صاحب
 بھی مسکرائے تھے۔۔

یو آر دابیٹ برادران داور لڈ برو۔۔۔ یا لے محبت سے کھتی سنان کے پاس بیٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔۔۔ تو وہ مسکرایا۔۔۔ بس بس چڑیل اب زیادہ ناچیکو میرے ہے۔۔۔ سنان اسے دور کرتے ہوئے اتر کر بولا۔۔۔

یانی نے منہ بگاڑ کر زور سے اس کے کندھے پر مکہ مارا۔ بس کر دو چڑیل مار کیوں رہی ہو۔۔۔؟ سنان نے خفگی سے کیا۔۔۔ ان دونوں کے پیچھے کھڑی عفت بیگم مسکرا رہی تھی مرزا صاحب کی نظر جب ان کے مسکراتے چہرے پر پڑی تو وہ سمجھ گئے کہ وہ بھی سب سن چکی ہیں۔۔۔ چلو سنان آ کر کھانا کھا لو۔۔۔ انہوں نے محبت سے سنان کو آواز دی۔ ستان نے پیچھے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھا جو ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جی آیا جانی۔۔۔ وہ مسکرا کر کھتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر فوراً مرزا صاحب کی جانب پلٹا۔۔۔ ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے پرا بھی نہیں شام کو بتاؤں گا وہ کھتا اپنی ماں کی جانب بڑھ گیا مرزا صاحب نے

بھی اثبات میں سر بلایا تھا۔

یالے بھی اپنے بھائی کے پیچھے بھاگ گئی۔ وہ ڈائمنگ ٹیبل پر بیٹا بریانی سے انصاف کر رہا تھا جبکہ عفت بیگم پاس کھڑی مسکرا کر اسے محبت سے دیکھی جا رہی تھی جو بلو جینز اور ریڈ ٹی شرٹ پہنے پر کشتی نے پرکشش لگ رہا تھا۔ کیا ہوا ماما آپ بھائی کو ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں پاس بیٹھی پالے سے جب رہا نہ گیا تو وہ پوچھ ہی بیٹھی۔ اس کے سوال پر سنان نے بھی چونک کر اپنی ماں کو دیکھا۔ کچھ نہیں بس ایسے ہی وہ مرہم مسکراہٹ کے ساتھ کستی سنان کی طرف جنگی اور اس کی پیشانی کو شفقت سے چوہا۔ میرا پیارا بیٹا۔ وہ محبت سے بولیں۔ سنان بس مسکرایا تھا اور یالے کو اب پوری بات سمجھ آئی تھی۔

گھر آتے ہی اس نے بانیہ کے ساتھ مل کر دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر سنایا کہ کمرے میں جا کر اس کی پیکنگ کرنے لگیں۔ ٹیبل پر دو جانے کے لگ پڑے تھے جس میں سے ایک فل چانے سے بھرا تھا اور دوسرا ہاف سے بھی کم تھا وہ جو وہ دونوں اپنے پینے کے لیے ساتھ لائی تھیں۔۔۔ یار اب پتہ نہیں وہاں کے نہیں وہاں کتنے دن رہنا پڑے گا سنایا جانے کا بھرا ہوا ایک اٹھا کر دکھی لہجے میں بولی۔۔۔ بانیہ جو الماری سے اس کے کپڑے نکال رہی تھی ایک دم پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

دفع ہو تم ناشکری کہیں کی ایک تو اتنا اچھا موقع مل رہا ہے تمہیں ملتان گھومنے کا وہاں اتنے دن سکون سے رہنے کا۔۔۔ اوپر سے تم سوگ ایسے منار ہی ہو جیسے تم ملتان گھومنے نہیں جا رہی بلکہ تمہاری وہاں رخصتی ہو رہی ہو بانیہ ترک کر

بولی۔۔ مرو تم بانی کی بچی جب دیکھو بکواس ہی کرتی رہتی ہو۔۔ سنائیہ غصہ سے کہتی چائے پینے لگی۔

بابا بایا ویسے کتنا اچھا ہونا اگر تمہاری شادی دی فیس سوشل میڈیا سٹار سنان بھائی سے ہو جائے۔ بائے کتنا مزہ آئے گا۔ بانیہ چہک کر بولی۔ بغیر یہ جانے کہ اسکی یہ مزاق میں کی جانے والی بات بھی سنائیہ کا دھڑکتا دل روک گئی تھی۔۔

دیے قسم سے بے کبھی کبھی یقین نہیں آتا کہ سنان بھائی ہمارے ہی کرین ہیں۔۔ تمہیں پتا ہیں ان کے ایک لوگ اکاؤنٹ پر سیون ملیںز فالورز ہونے والے ہیں۔ اور ان کی ویڈیوز پر لڑکوں اور لڑکیوں کے کتنے پیارے پیارے کمنٹس ہوتے ہیں۔۔ میں روز ریڈ کرتی ہوں۔۔

کوئی کھتے ہے ایم یور بگ فین۔۔ کچھ کھتے ہیں۔ آپکی سائل بہت پیاری ہے۔۔ آپکی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔۔ آپ ہمارے کرش ہو۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ بانیہ بس بولتی جا رہی تھی۔۔ جبکہ سنائیہ کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔ ویسے وہ ہیں بھی کتنے کیوٹ اور بینڈ سم نا۔۔ بانیہ نے سنائیہ کی طرف دیکھ کر پوچھا تو بالمقابل وہ دانت پیس رہی تھی۔۔

اب اتنے بھی کوئی وہ پرنس چارمنگ نہیں لگے جو تم اس طرح ان کی تعریفوں کے پل باندھ رہی ہو۔۔ وہ اسے گھور کر کھتی پلٹ کر جانے کا لگ سائیڈ پر رکھتی ہیگ میں کپڑے رکھنے لگی۔۔ بس کر دو تم۔۔ تمہیں بس وہ کھڑوس آبان بھائی ہی پرنس چارمنگ لگتے ہیں دنیا کے۔۔ ڈھنگ سے بات تک تو کرتے نہیں تم سے اور پہلی بار چھ پر کھڑی ہو کر ان کے رویے کی وجہ سے ہی رور ہی تھی نا تم۔۔ وہ نظر نہیں آتا۔۔ بانیہ نے تراک کر کھا جبکہ سنائیہ ایک بار پھر اسکا وہ لمحہ یاد کرنے لگ گئی۔۔

کتنی آسانی سے اس نے کسی اور کا غصہ اس پر نکال دیا تھا۔۔۔ کتنے منصے سے اس نے سنائیہ کو کہا تھا کہ سکون نہیں ہے کیوں بار بار کال کر کے میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔۔۔ اب اگر بندہ کال رسیو نہیں کر رہا تھا تو اتنی عقل نہیں ہے کہ وہ بڑی بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ حد ہوتی ہے۔۔۔ اس نے غصے میں کہتے ہوئے بغیر سنائیہ کا جواب سنے کال بند کر دی تھی۔۔۔ حالانکہ وہ تو اس لیے کال کر رہی تھی کیونکہ اسے فوزیہ ممانی نے کہا تھا کہ آبان کو جلدی کال کر کے کھو گھر آئے۔۔۔ بہت ضروری کام ہے۔۔۔ بس اس لیے اس نے ممانی کے بار بار کھنسنے پر دو تین بار اسے کال کر دی تھی۔۔۔ پر بالمقابل تو

وہ بھڑک ہی اٹھا تھا۔۔۔

سنائیہ انہی خیالوں میں گم تھی جب بانیہ نے اس کا کندھا ہلایا اور بولی۔۔۔

اب ان کے خیالوں سے نکل بھی آؤ میڈم۔۔۔ مواقع چاہیے ہوتا ہے تمہیں
بھی ان کے خیالوں میں کھونے کا۔۔۔ بانیہ کے کھنے پر سنائیہ نے ایک دم
چونک کر اسے دیکھا۔۔۔ بس بکواس جتنی کروالو تم سے۔۔۔ سنائیہ مضبوط
سے بولی۔

دوست جو تمہاری ہوں کچھ تو صحبت کراثر ہونا تھا نا۔۔۔ بانیہ نے دوید و جواب
دیا تو سنائیہ میں تھی میں سر ہل کر رہ گئی۔ اور دوبارہ بیانگ کرنے میں لگی ہو
گئی۔ پیننگ کرتے کرتے شام کے چھینچ گئے جب وہ کمرے سے باہر نکلی۔
آپنی سائرواج کھانے میں کیا بناتا ہے سنائیہ نے اپنی سیاہی سے سوال کیا۔ وہ
پہلے ہی کچن میں موجود تھی۔

پتہ نہیں بابائیں تو ان سے پوچھتے ہیں یا پھر استان بازان سے پوچھے اور گیا
کھائیں گے سائرواجی نے کیا۔

افنان بھائی کو اب کون کال کریں میں زمین سے پوچھتی ہوں وہ کیا کھانا چاہتا ہے۔ ویسے بھی اسے بہت شکوے ہوتے ہیں مجھ سے کہ میں اس کی پسند کا کچھ نہیں بناتی۔۔ سنائیے ہنس کمتی زین کے کمرے کی جانب بڑھی۔ ترین آج کھانے میں کیا بنائیں۔۔؟

پتہ نہیں بابائیں تو ان سے پوچھتے ہیں یا پھر افنان یا زین سے پوچھ لو وہ کیا کھائیں گے سائرہ بھابھی نے کہا۔۔

افنان بھائی کو اب کون کال کریں میں زمین سے پوچھتی ہوں وہ کیا کھانا چاہتا ہے۔۔ ویسے بھی اسے بیت شکوے ہوتے ہیں مجھ سے کہ میں اس کی پسند کا کچھ نہیں بناتی۔۔ سنائیے ہنس کہتی زین کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔ زین آج کھانے میں کیا بنائیں۔۔؟

سنائیہ نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سوال دھاگہ تو زین جو موبائل میں کوئی فلم دیکھنے میں مگن تھا ایک دم حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ یہ انج مجھ سے پوچھنے کا خیال کیسے آگیا جاؤنا اپنے ان باقی تین چیتے بھائیوں سے پوچھو جن سے ہمیشہ پوچھ کر بناتی ہو کھانا۔

زین موبائل سائیڈ پر رکھ کر منہ لگاڑ کر بولا۔

زیادہ نہ خرے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے جو کھانا ہے جلدی بتاؤ نہیں تو میں افنان یا ارحان بھائی کو کال کر کے پوچھ لیتی ہوں ایک تو تم پر احسان کر رہی ہوں کہ کل میں نے چلے جانا ہے اس لیے تمہیں تمہاری پسند کا کچھ بنا کر کھلا دوں پر تمہارے تو خرے ختم نہیں ہو رہے۔ سنائیہ کمر پر ماتھ رکھ کر احسان کرنے والے انہاں ہاں تم تو بڑی کوئی رخصت ہو کر جا رہی ہونا ہمیشہ کے لیے جو احسان کر رہی ہو زین دو بدو بولا۔ بکو اس نہ کرو اور بتاؤ کیا بناؤں سنائیہ نے چیخ کر کہا تو زین تے مسکرا ہٹ دبائی اور نارمل

انداز میں بولا۔ اچھا اب تم کہہ رہی ہو تو چلو بریانی بنا لو۔ سنائیہ اسے گھور کر فوراً باہر کی طرف پلٹی تو پیچھے سے آتے آبان سے زور سے ٹکرائی۔

آہ۔ وہ ایک دم ڈر کر چلائی تھی اور زمین پر جا گری تھی۔ داز میں بولی۔

زین فوراً اٹھ کر اسکی جانب آیا تھا۔ اور آبان بھی تیزی سے معذرت کرنا اسکی جانب لپکا۔ پر اس سے پہلے وہ سنائیہ کو ہاتھ لگانا وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایم سوری میں نے دیکھا نہیں تمہیں۔ آبان نے سنائیہ کے کھڑے ہوتے ہی اس سے معذرت کی۔

کوئی بات نہیں آبان بھائی۔ وہ نارملی بولی پر دل ایسے دھڑکا تھا کہ ابھی باہر آجائے گا۔ جبکہ پیچھے کھڑے زین کا قہقہہ نکلا۔ چیخ تو تم نے ایسے

ماری جیسے کسی جن سے ٹکرا گئی ہو۔۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔ سنائیہ نے جواباً اسے گھور کر دیکھا۔۔

چل اب دانت اندر کر اور آجا باہر چلتے ہیں کہیں۔۔ آبان نے ایک نظر سنائیہ کی گھوری

دستی ان چھوٹی لائٹ براؤن سی آنکھوں کو دیکھ کر زین کو کھا۔۔ کہاں جانا ہے۔۔؟ زین نے پوچھا۔۔

ایسے ہی چلتے ہیں کہیں واپسی پر ڈنر بھی کرتے آئیں گے۔ آمان نے کھتے ہوئے کندھے اچکائے۔۔

سنائیہ کو اب اپنا آپ وہاں غیر ضروری لگا تو وہ باہر نکلی لیکن زمین کی آواز سنتے ہیں دروازے کے

بارک گئی جو آبان سے مخاطب تھا۔

یار باہر جا کر کھانا جب گھر میں ہی بریانی بن رہی ہے۔۔ اور وہ بھی سنائیہ کے ہاتھ کی۔۔ تو تو بھی بیٹھ جاؤ نہ یہی کریں گے ہم۔۔۔ زین نے مزے سے کہا۔۔ ارے واہ۔۔ ان محترمہ

کو آج کیسے یاد آ گیا بریانی کھانا۔؟ آبان مسکرا کر کہتے ہوئے زین کی بیڈ پر بیٹھا۔

دروازے کے پار کھڑی سنائیہ آبان کے اس میٹھے سے طنز پر مسکرائی۔۔ پار۔ اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔

بارکل جا رہی ہے وہ ملتان خالہ کے پاس اس لیے آج احسان کر رہی ہے ہم پر۔۔ زین نے کہا اور موبائل اٹھاتے ہی وٹس ایپ اون کیا۔۔ تو سامنے ہی نظر سنان بھائی کے کونٹیکٹ پر گئی جہاں نیو سٹیٹس کی گرین بار اسکی ڈیپی کے گرد دائرے کی صورت میں شوہور ہی تھی۔۔ تو اس نے سٹیٹس اون کیا۔

جبکہ آبان کا ذہن ناچاہتے ہوئے بھی سناتیہ کے ملتان جانے پراٹکا تھا۔۔۔ ویسے کتنے دنوں کے لیے جارہی ہے سناتیہ؟ آبان نے نارملی سے لہجہ میں زین سے پوچھا۔۔۔

وہ تو میں نہیں جانتا پر تم یہ دیکھو سنان کا سٹیٹس۔۔۔ نیا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس نے۔۔۔ زین مزے سے بولا اور آہان کے پاس بیٹھ کر موبائل کی سکرین اس کے سامنے کی۔۔۔

جہاں شاید کسی زخمی لڑکے کی تصویر لگی تھی۔ جس کے بازو اس سر پر سفید پٹی بندھی تھی اور بائیں گال کے جڑے پر نیل پڑا تھا اور وہ سو جا ہوا تھا۔ اور نیچے کیپشن میں لکھا تھا۔ ہاتھوں کی کھجلی مٹانے کا نیا طریقہ "اور ساتھ میں ہنسنے والے ایمو جی تھے۔۔۔ اور یہ دیکھتے وہ دونوں ہی ہنسنے لگے تھے۔۔۔ اس انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

آبان نے نفی میں سر ہلا کر کہا اور اپنا موبائل نکالا

کزن کس کا ہے آخر۔۔ زین نے فرضی کالر ایسے جھاڑے جیسے سنان کے
فینس

ہونے میں سارا ہاتھ ہی اس کا ہو۔۔

ہمارا۔۔ آہان نے آئبر واچکا کر کہا اور سنان کی ویڈیوز دیکھنے لگا۔۔ باتب تک
سنائیہ چکن میں کھڑی بریانی بنانے کا سامان ریڈی کر رہی تھی۔۔ اور سائرہ بھا
بھی بھی اس کے ساتھ تھی جو اس کو چکن دھو کر دے رہی تھی۔۔

کیونکہ سنائیہ سب کام کر سکتی تھی سوائے چکن یا مٹن کو دھونے اور کھانے
کے۔۔ اسے چکن یا مٹن کھانے میں تو بالکل بھی پسند نہیں تھا۔۔ اور وہ اسے
دھوتی بھی نہیں تھی۔۔ یہ کام اس کے گھر والے ہی کر کے دیتے تھے۔۔
تقریباً نو

بجے کے قریب ہی اس کی بریانی تیار ہو چکے تھی۔۔ اور اس کے ساتھ سائڑہ بھا بھی نے رائتہ اور کباب بنائے تھے۔

۔ بابا میں ممانی کو بریانی دے کر آتی ہوں۔۔ اس نے عامر صاحب سے کہا۔
اچھا بیٹا۔۔ عامر صاحب شفقت سے بولے۔۔ تو وہ گھر سے باہر نکلی۔ پر جاتے جاتے اسکی پشت کو آبان نے بہت غور سے دیکھا تھا۔۔
ممانی یہ بریانی میں آپ کے لیے لائی ہوں۔ سنائیہ نے محبت سے اپنی ممانی سے کہا تو وہ مسکرائی۔۔
ہ بیٹا۔۔ اور یہ آبان کہاں ہے تمہیں پتا ہے شام سے نکلا ہے۔۔ پتا نہیں کھانا بھی کھائے گا یا نہیں۔۔ انہوں نے فکر مندی سے کہا
۔۔ ممانی آبان بھائی ہمارے گھر ہیں اور انہوں نے کھانا بھی کھا لیا ہے آپ فکر نہ کریں۔۔ سنائیہ نے ویسے ہی نرم لہجہ میں کہا۔۔
اچھا چلو

ٹھیک ہے۔۔۔ برتن ابھی دوں یا بعد میں۔۔۔ انہوں نے پوچھا۔۔

میں تھوڑی

دیر میں آکر لے جاؤں گی۔۔ ابھی میں چلتی ہوں چائے کا پانی چولہے پر چڑھا کر آئی

تھی میں۔۔ سنائیہ جلدی سے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔ جبکہ پیچھے کھڑی فوزیہ بیگم نے اسکی پشت کو عجیب نظروں سے دیکھا۔۔ اور کمین کی جانب بڑھ گئی۔۔



سنائیہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی۔۔ جب اس نے آمان کے آگے ٹڑے کیا جس میں تین چار چائے کے کپ پڑے تھے۔۔ آبان نے سنائیہ کو دیکھا۔۔ یاریہ ہالٹ کر دو۔۔ میں زیادہ نہیں پیوں گا۔۔ آبان نے سنائے کو دیکھتے

ہی کہا۔۔۔ پر اسکی نظریں آبان پر نہیں تھی۔۔۔ بلکہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے
 ٹرے پر تھی۔۔۔ جی اچھا۔۔۔ وہ کہتی واپس کچن میں گئی۔۔۔ اور اس کے لیے
 بالٹ چائے کا کپ لائی۔۔۔

تھینک یو۔۔۔ آہان نے اس کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے دھیمی مسکراہٹ
 سے کہا۔۔۔ جس پر وہ بس ہمیشہ کی طرح سر ہی بلا پانی۔۔۔
 کمرے میں آکر اس نے بانیہ کو میسج کیا۔۔۔ اونے کہاں ہو۔۔۔؟
 بہن اپنے گھر ہوں۔۔۔ اب اپنے سسرال میں تو ہونے سے رہی۔۔۔ فوراً سے
 بانی کا جواب آیا۔۔۔ کرتے ہیں تمہارے سسرال کا انتظام بھی پر ابھی یہ بتاؤ
 بریانی کھاؤ کی۔۔۔؟
 سنائیہ نے دانت نکالنے والے ایمو جیز کے ساتھ میسج سینڈ کیا۔۔۔ ہیں۔۔۔؟
 بریانی کہاں سے آئی۔۔۔؟ فوراً گریپ لائے آیا۔۔۔

میں نے بنائی ہے۔۔ اب جلدی بتاؤ کھانی ہے یا نہیں۔۔ سنائیہ نے جواب دیا۔۔ کمینی۔۔ اب بتا کر میری روح کو تڑپانے کیا فائدہ جب میں کھاپی کے فل ہو کر بیٹھی ہوں۔۔ ہانیہ نے غصے سے کھا تو سنائیہ ہنسنے لگی۔۔ بار ٹائم نہیں ملا اور تم خود آئی بھی نہیں۔۔ اس لیے اب بتا رہی ہوں۔ سنائیہ کے جواب پر ہانیہ مسکرائی۔

تبھی تو میں کہوں یہ بریانی کی خوشبو کہاں سے آرہی ہے پھر میں سوچوں یہاں کے کنجوس لوگ تو بنانے سے رہے۔۔ پر خیر اب تم میرے حصے کی رکھ دو میں صبح آگر ناشتہ اسی سے کروں گی وہ بھی تمہارے گھر۔۔ ہانیہ نے کہتے ہی ایٹیڈ یوڈ والے ایمو جیز بھیجے۔۔

افغان بھائی کے ساتھ۔۔؟ سنائیہ نے مشرارتا گیا۔۔

نہیں اپنی بیٹی کے ساتھ۔۔ فوراً جواب آیا۔۔

چلو اوکے اللہ حافظ اینڈ گڈ نائٹ۔۔ سنائیہ کے کہنے فوراً ہانیہ نے بھی گڈ

نائٹ

کامیج بھیجا جسے پڑھتے سنائیے باہر نکلی۔۔ تو آبان کافی دیر پہلے ہی جا چکا تھا۔۔
 آبان بیٹا تم کھانا کھا کر آئے ہو۔۔؟ وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی
 صوفے پر اپنی امی کے پوچھنے پر ان کو دیکھتا ان کی جانب بڑھا۔۔
 جی امی۔۔

عامر انکل کے گھر تھا۔۔ افنان وغیرہ کے ساتھ وہی سے کھایا ہے۔۔ آبان
 پیار سے کھتا ان کے پاس ہی صوفے پر جا بیٹھا۔۔

اچھا۔۔ تمہارے بابا کل تک آئیں گے میری تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی ان
 سے۔۔۔ فوزیہ بیگم نے بتایا۔۔

جی پتا ہے۔۔ کال کر کے بتایا تھا بابا نے۔۔۔ آبان نے جواب دیا۔۔ اس کے

والد میر صاحب کام کے سلسلے میں لاہور تھے۔۔ آبان مجھے تم سے ضروری

بات کرنی ہے۔۔ اور سیدھا سیدھا جواب چاہیے مجھے تم سے۔۔ چندیل کی

خاموشی کے بعد فوزیہ بیگم نے کہا تو آبان نے چہرہ موڑ کر ان کی جانب دیکھا

وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں اب کیا کھنے والی ہے۔۔ ماماں پلیز زرز۔۔۔ وہ مت

مانگیں مجھ سے جو میں نہیں دے سکتا جو میرے خود کے بس میں ہی نہیں۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا۔۔

آبان تم رحم کھاؤ مجھ پر۔۔۔ پچیس سال کے ہو گئے ہو۔۔ اگلے ایک سال کے اندر اندر میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔ نہیں رہا جاتا مجھ سے اکیلا اس بڑے سے گھر میں۔۔ یہ تنہائی مجھے کاٹتی ہے۔۔ اپنی بہولے آؤ گی تو اس سے اور تمہارے بچوں سے گھر میں رونق لگی رہے گی۔۔ اس طرح میں بھی کچھ جی لوں گی۔۔ نہیں تو میں نے ویسے ہی اپنے ارمانوں کو دل میں بسائے ہی مر جانا ہے۔۔ وہ سخت لہجہ میں بولی۔۔ پران کے مرنے کی بات سن آبان نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا۔۔

زز۔۔ امی۔۔ ایسا نہیں کہیں۔۔ ایسی مرنے مرانے والی باتیں مت کیا کریں۔۔ میں کیا کروں۔۔ نہیں ہے میرے بس میں کچھ۔۔ میں نہیں

بھول سکتا اس کو۔۔ کیا کروں میں آپ ہی بتائیں۔۔؟ میں کہاں جاؤں
۔۔؟ کرب سے کہتا وہ اپنے ہاتھوں میں سر گرا گیا۔۔

میں نے کتنی بار بولا ہے بھول جاؤ اسے۔۔ بھول جاؤ۔۔۔ نکال دو اس کو
اپنے اندر سے۔۔ وہ تمہارے لیے صحیح نہیں تھی۔۔ تمہیں کیوں میری بات
سمجھ نہیں آتی۔۔ وہ ضبط سے بولیں پر انکا لہجہ سخت تھا۔۔ بھولنا چاہتا ہوں
مماں۔۔ پر وہ بھولتی ہی نہیں۔۔ اسے بھولنے کی کوشش بھی کرتا ہوں تو
مجھے میری سانسیں بند ہوتی محسوس ہوتی ہیں۔۔ آپ کے کہنے پر اسے چھوڑ تو
چکا ہوں پر اب اسے بھولنے کا مت کہیں نہیں تو میں مر جاؤں گا۔۔ وہ درد
بھری آواز میں بولا۔۔ آنکھوں میں نمی آچکی تھی۔۔

کاش میرے بس میں ہوتا کہ میں اس لڑکی کو تمہارے دل سے بھی نکال
سکتی۔ وہ لڑکی جو اب تمہارے پاس ناہوتے ہوئے بھی تمہارے اندر بھی ہے
اسے تم سے دور کر دیتی۔۔ وہ مٹھیوں کو بھینچ کر ضبط سے بولیں۔۔ آبان نے
انہیں دیکھا۔۔ اور ان کے قدموں میں بیٹھا۔۔ اسے مجھ سے دور کرنا ہے نا

آپ کو۔۔ تو ایسا کریں میری آنکھیں نکال دیں۔ جن میں اس کا عکس ہے۔۔
 میرے ان کانوں میں گرم سیسہ انڈیل دیں۔۔ جو اسکی اس میٹھی آواز کو سننے
 کے بعد اس کے اسیر بنے بیٹھے ہیں۔۔ کوئی ایسا زہر کھلا دیں مجھے جس کے
 کھاتے ہی میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں۔۔ جن میں وہ میری سوچوں کا
 تسلسل بنے بیٹھی ہے۔۔ میرے دل پر کوئی ایسی بھاری ضرب لگائیں کہ میرا
 دل جس پر وہ ناہوتے ہوئے بھی قابض ہے ٹوٹ کر اتنی کرچیوں میں بٹ
 جائے۔۔ کہ ناتو میں اسے جوڑ سکوں اور ناہی وہ واپس اس دل میں
 آپائے۔۔

جس طرح ٹوٹے بکھرے لہجہ میں وہ بول رہا تھا۔۔ فوزیہ بیگم کو اپنی جان
 جاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ ان کا خون خشک کر گیا تھا وہ۔۔ اور ساتھ ساتھ
 وہ کسی اور کی جان بھی حلق میں اٹکا گیا تھا۔۔

ایسے ہی وہ مجھ سے دور ہو سکتی ہے۔۔ نہیں تو شاید کبھی نہیں ہوگی۔۔ یا پھر
 صبر کریں۔۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ خود کی اس کو میرے دل سے نکال دے

ہو رہا تھا۔ آبان کی گھٹی گھٹی ہچکیاں وہ اب بھی سن رہی تھی۔ وہ اپنے دل پر بھاری ضرب لگانے کی بات کر رہا تھا۔ پر سنائیہ کو وہ وہی بھاری ضرب لگا چکا تھا۔ اس کے دل کی کرچیاں اس کے اندر ہی وہ بکھیر چکا تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ ابھی گر جائے گی۔ وہ دیوار کے سہارے جا لگی۔ میں دعا کروں گی میرے چاند۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔ تمہارے لیے اس نے کوئی بہت بہتر ڈھونڈی ہو گی انشاء اللہ۔ تم صبر کرو۔ ایسے رو رو کر خود کو اور مجھے تکلیف مت دو میرے بچے۔۔ فوزیہ بیگم اس کے بال سہلاتی محبت سے اسے سمجھا رہی تھی۔ سنائیہ کو ان کی آواز سنائی دے رہی تھی پر وہ کیا کھ رہی یہ وہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

آبان کی باتیں اس کے سننے کی حس کو ہی مفلوج کر گئی تھیں۔ اس کے جسم میں جیسے جان ہی نارہی تھی۔ ٹانگیں کپکپا رہی تھیں۔ اپنی سسکیوں کو روکنے کے لیے اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اسے لگا اگر وہ ایک اور

پل وہاں رکی تو گر جائے گی۔۔ اپنی سسکی دباتی وہ فوراً باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔

اپنی سسکی دباتی وہ فوراً باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔ پر خارجی دروازے پر پہنچتے ہی وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جا گری تھی۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ وہ سسکی تھی۔۔ اور پھر فوراً اٹھتی اپنے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔ شکر کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ ورنہ اسکی ایسی حالت دیکھ کر وہ کیا سوچتے۔۔ وہ پلٹ کر کپکپاتے ہاتھوں سے گھر کا دروازہ بند کرنی گھرے گھرے سانس لینے لگی اسکا چہرہ دروازے کی طرف اور پشت گھر کے اندر تھی۔۔۔ سناتیہ دروازے کو اچھے سے لاک کر دینا سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں میں بھی جا رہی ہوں سونے۔۔ پیچھے سے بھا بھی

کی آواز اسکے کانوں میں ٹکرائی۔۔ سنائیے نے ایک گیلی سانس اپنے حلق میں اتاری۔۔

جی اچھا۔۔ وہ بھاری آواز میں بولی پر شاید بھابی تب تک اپنے کمرے کی جانب بڑھ چکی تھی اس لیے اسکی آواز کونوٹس نہیں کر پائیں تھیں۔۔ دروازے کو لاک کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے چہرے پر آئے آنسوؤں کو صاف کیا۔ اور واش روم میں چلی گئی۔ اسے وضو کرنا تھا۔ آج پہلی بار وضو کرتے ہوئے اسکی

آنکھوں سے آنسو نہیں رک رہے تھے۔ وہ فوراً کمرے میں آئی اور ایک کونے میں جائے نماز بچھا کر نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی اس نے سکون سے نماز ادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ پر آج وہ کچھ بول نہیں پارہی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی جا رہی تھی۔ اسے اپنے دعا کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ تک دھندلنے دکھائی دے رہے

تھے۔ وہ کچھ نابولی تھی بس آہستہ آہستہ سکیاں بھر رہی تھی۔۔۔ ناجانے کتنی ہی دیر وہ

ویسے ہی بیٹھی روتی رہی۔۔۔ پھر آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ وہ کچھ نہیں کھور ہی تھی۔ بس روتے روتے چند سیکینڈز کے بعد ایک بچی بھرتی تھی۔۔۔ آمین۔۔۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ بغیر کوئی دعائے مانگے بس اللہ کے آگے رو رو کر آمین کہتی ہاتھوں کو چہرے پر پھیر گئی۔۔۔ اور اٹھ گئی۔۔۔ جائے نماز کو لپیٹ کر دائیں سائیڈ پر پڑے ٹیبل پر رکھتی وہ بیڈ پر آ بیٹھی۔۔۔

وہ کھالی کھالی نظروں سے اپنے کمرے کو دیکھنے لگی۔۔۔ اس کمرے میں اس کا دم گٹھنے لگا تھا۔۔۔ سنائیہ نے حجاب کی صورت میں لیے گئے کالے دوپٹے کو کھول کر کندھوں پر پھیلا یا اور کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ گھر کے کچھ افراد سو چکے تھے اور کچھ اپنے اپنے کمروں میں پب جی کھیلنے میں مصروف تھے۔۔۔ وہ گھر اسانس ہوا ایک سپرد کرتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔ اس وقت اسے تنہائی

کے ساتھ ساتھ کھلے ماحول کی بھی ضرورت تھی۔۔ وہ چھت پر پہنچی تو چاند کی روشنی نے اس رات کے تاریکی اندھیرے کو مدہم کر دیا تھا۔۔
 اسے چھت پر پڑی ہر چیز تھوڑی تھوڑی آسانی سے دیکھائی دے رہی تھی۔۔
 وہ فوراً اس دیوار کی جانب بڑھی جہاں وہ روز کھڑی ہوتی تھی۔۔۔ ٹیبل پر
 چڑھ کر اسنے

گھر کے باہر کا منظر دیکھا۔۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔۔ سڑکیں بھی
 ویران سی نظر آرہی تھی۔۔۔ دیوار پر دونوں ہاتھوں کو رکھ کر اسنے اپنی
 آنکھیں بند کیں۔ اپنے اندر کی گھٹن کو دور کرنے کے لیے اس نے ہوا کو ان
 بیل کیا تھا۔۔ چند لمحے

وہ ایسے ہی کھڑی رہی اور پھر چہرہ اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔۔
 جہاں سامنے چاند اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔ وہ بغور چاند اور چاند میں
 نظر آتے داغ کو دیکھنے لگی۔۔ اس بات سے بے خبر کے پاس موجود چھت پر
 آبان کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ خود آج حد سے زیادہ دکھی تھا۔۔ اس لیے

نماز پڑھتے ہی فوراً چھت پر آیا تھا۔ تاکہ اپنے اندر کی وحشت کو دور کر سکے۔۔ اسے آئے ابھی تقریباً آٹھ سے دس منٹ ہی ہوئے تھے۔۔ وہ چھت پر ٹہل رہا تھا جب اسے سنائیہ وغیرہ کی گھر کی چھت پر دیوار پر کھڑا کوئی حیولہ نظر آیا۔۔

اس نے غور سے دیکھا تو وہ کوئی لڑکی تھی اور وہ پہچان گیا تھا کہ وہ اور کوئی نہیں سنائیہ تھی۔۔ جس کا کندھوں کے گرد پھیلا دوپٹہ ہوا کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہر اہا تھا۔۔ تقریباً گیارہ سے اوپر ٹائم ہو چکا تھا اور اس وقت اس کا چھت پر یوں اکیلے ہونا آبان کو حیران کر رہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا اسے اکیلار بہنا پسند ہے پر

اتنی زیادہ وہ تنہائی پسند ہوگی یہ اسے آج پتا چلا تھا۔۔

سنائیہ کو بغور دیکھتے اسے سنائیہ اور بانہ کی چند ماہ پہلے ہونے والی گفتگو یاد آئی۔۔ جب وہ آبان کے گھر گھڑی ممانی کے لیے کچھ بنارہی تھی اور بانہ اس کے پاس آئی تھی۔۔

اوائے کل رات کو میں تمہارے گھر آئی تھی پر تم کھیں تھی ہی نہیں۔۔ کہاں چلی گئی تھی؟ ہانیہ کے پوچھنے پر وہ اسے دیکھنے لگی۔۔

My

کی



Zubi Novels Zone

ٹائم۔۔۔ سنائیہ نے پوچھا۔۔۔
 ام۔۔۔ رات کو تقریباً نو دی ہے۔۔۔ ہانیہ نے سوچ کر بتایا۔۔
 میں تب چھت پر تھی۔ سنائیہ نے نارملی انداز میں جواب دیا۔ اور چولہے پر رکھے برتن میں چمچہ ہلانے لگی۔۔ جس میں شاید سالن بن رہا تھا۔۔ آبان جو اسی وقت کچن کے پاس سے گزر رہا تھا ان کی بات سن کر رک گیا تھا۔ وہ

وہاں سے جانا چاہ رہا تھا پر بانیہ کا سوال سن کر اسے تجسس ہوا تھا۔ اس لیے وہی کھڑا ہو گیا۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی گھنٹوں گھنٹوں اکیلے چھت پر کھڑی ہو کر آسمان کو دیکھ کر اور اس چاند اور تاروں سے باتیں کر کے تمہیں ملتا کیا ہے۔؟ بانی نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا جیسے اسے سنائیہ کی یہ عادت بالکل پسند ناہو۔۔۔ سکون۔۔۔ سنائیہ نے ایک لفظی میں کہا۔۔ اور اسکا یہ جواب بانیہ اور آبان دونوں کو حیران کر گیا۔

سکون۔۔۔ سچ میں۔۔۔ بانیہ نے آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی سے کہا۔ اس کے اس طرح سے کھنے پر سنائیہ مسکرائی۔

ہم بالکل۔۔۔ کیونکہ جب میں لوگوں کے بیچ رہتی ہوں تو ان کے لہجہ، ان کی باتیں اور باتوں میں چھپے طنز مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔ اور جو لہجہ اور رویے مجھے تکلیف دیں ان کو میں چاہ کر بھی اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال سکتی۔۔ اس لیے میں تنہائی کی عادی ہوں۔ میری تنہائیاں مجھے سکون دیتی ہے۔۔

وہ مدہم مسکراہٹ سے بولی پردھیان سارا سالن پر تھا۔۔ باہر کھڑا آبان
حیران رہ گیا تھا۔۔ بانی نے سنائیہ کو دیکھا۔۔ کیا کسی نے کچھ کھا ہے
تمہیں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔۔ بظاہر تو کوئی کچھ بھی ہے۔۔ لیکن مجھے
محسوس ہوتا ہے سب کہ کچھ

لوگوں کو میں

محسوس کرنے۔

۔ وہ کھوئے ہوئے لہجہ میں بولی۔۔

ب سب بس زیادہ سوچنے کی وجہ سے لگتا ہے
تمہیں۔۔۔ تم زیادہ سوچا مت کرو۔۔ پھر سب ٹھیک لگے گا تمہیں۔۔ وہ
سمجھانے والے انداز میں بولی۔۔

yeah I know I overthink but do you know
why...?

because I notice everything and every person..

مجھے لوگوں کے روپے ان کے لہجہ سب سمجھ آنے لگ گیا ہے بانی اس لیے میں نے تنہائیوں کو اپنا دوست بنا لیا۔

سانہ نے کھاتواک پل کے لے بانی چپ ہی رہ گئی۔ کیونکہ ہوا جواب آبان ایک دم اس خیال سے باہر نکلا اور سامنے کھڑی سنائیہ کی پشت کو دیکھنے لگا۔ اسے ہمدردی ہوئی تھی اس لڑکی سے جسے وقت نے عمر سے پہلے ہی سنجیدہ اور اتنا سمجھدار کر دیا تھا۔ ساتھ ساتھ اسے دکھ بھی ہو رہا تھا یہ کوئی عمر نا تھی اسکی کہ وہ یوں اندھیروں کا اپنا سا تھی بنا لیتی۔ اس طرح تنہائی کی عادی ہو جاتی۔ افلطف سنائیہ۔ اس کے دھیرے سے بڑبڑاتے ہوئے تھوڑا آگے قدم بڑھائے۔ اور دیوار کے پاس اس طرح کھڑا ہو گیا ہے اسے سنائیہ کے چہرے کی ایک سائیڈ نظر آنے لگی۔ مگر اندھیرے میں وہ واضح نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

آہ۔۔۔ سنائیہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔۔۔ جسے آبان نے بھی سنا۔۔۔ کیونکہ وہ بالکل پاس ہی دیوار کے پار کھڑا تھا۔

کیا تم اداس ہو چاند؟ سنائیہ نے چاند کو دیکھتے ہوئے مدہم آواز میں سوال کیا۔۔۔ آبان اس کے سوال پر حیران ہوا۔

تمہیں بتایے میں بھی بہت اداس ہوں آج۔۔۔ وہ چاند کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

اتنے سارے تاروں کی بھیڑ میں بھی تم خود کو تنہا محسوس کر میں بھی تمہاری طرح تنہا ہوں۔ اتنے رشتے ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا نہیں جسے بتا سکوں کہ آج میں کتنی اذیت میں ہوں۔ آج مجھے اس شخص نے انجانے میں بہت بڑا دکھ دے دیا۔ پر اپنے اس دکھ کا ذمہ دار میں اس شخص کو نہیں کھوگی۔ کیونکہ ہمیں دکھ انسان تھوڑی دیتے ہیں۔ ہمیں دکھ تو ہماری انسانوں سے وابستہ کی گئی امیدیں دیتی ہیں نا۔ تو پھر میرے اس دکھ اس تکلیف کے ذمہ دار وہ کیسے ہوئے۔ امیدیں تو میں نے خود وابستہ کی تھی

ناان سے۔۔ اسی لیے تو آج میں تکلیف میں ہوں۔۔ وہ بھاری آواز میں
 بولی۔۔ آنسوؤں کا پھندا گلے میں اٹک گیا تھا۔۔ آبان کی فکریں بہنوز اس پر
 تھی۔۔ وہ حیران سا اسے دیکھ رہا تھا آخر کس کی بات کر رہی تھی۔۔ وہ۔۔۔
 تمہیں پتا ہے چاند چند گھنٹے پہلے تک میں ملتان خالہ جانی کے پاس نہیں جانا
 چاہتی تھی پر اب۔۔۔ وہر کی تھی اور ایک گھر اسانس ہوا کے سپرد کیا۔۔
 ایک آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر گال پر بہ نکا تھا۔۔ پر اب میں چاہتی ہوں کہ یہ
 رات جلدی سے گزرے اور میں خالہ جانی کے پاس پہنچ جاؤ۔۔ یہاں نہیں
 رہنا چاہتی اب میں۔۔ میں ان کو نہیں دیکھنا چاہتی۔ ان کو اپنے سامنے جب
 جب دیکھو گی تب تب مجھے انکی باتیں یاد آئے گی۔۔ کتنا عجیب ہے نا وہ اس
 لڑکی کو دل میں بسائے ہوئے ہیں اور میں ان کو۔ مجھے لگتا تھا کہ وہ اسے بھول
 گئے ہونگے۔۔ پر میں غلط تھی۔ بہلا پہلی محبت بھی کوئی بھولتا ہے۔ وہ بول
 رہی تھی۔۔ پر آبان کو خدشہ ہوا۔۔ کھیں۔۔۔ کھیں اس کے بارے میں تو

ایسا نہیں کھورہی تھی۔۔؟ اس نے دل میں سوچا۔۔ لیکن مجھے اللہ پر پورا یقین ہے اللہ نے میرے لیے بہتر ہی سوچا ہو گا بے تک۔۔

اللہ جی۔۔۔ وہ اب آسمان کو دیکھتی بولی۔۔ آپ آبان کو سکون دے دیں۔۔ آپ نے دیکھنا آج وہ کتنی تکلیف میں تھے۔۔ آپ انکی تکلیف دور کر دیں۔ اور ان کے حق میں جو بہتر ہے وہ کر دیں۔۔ آئی تو میں نے انکی اور ممانی جان کی باتیں سن کر غلط کیا پر اللہ جی آپ کو تو پتا ہے نا میں وہاں کام سے گئی تھی۔۔ پر وہ لوگ باتیں کر رہے تھے اس لیے میں نے سن لی۔۔ کیونکہ خالہ جانی آبان کی شادی کا کہہ رہی تھی تو مجھ سے واپس نہیں آیا گیا۔ میں ان کا جواب سننا چاہتی تھی۔ سوری۔۔ وہ معصومیت سے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے لگی۔۔ لیکن آبان۔۔ اس کے سر پر بے یقینی کے بم پھٹے تھے۔۔ یا اللہ۔۔۔ یہ کیا کہہ رہی تھی وہ۔۔ کیا وہ آبان کو پسند کرتی ہے۔۔؟ آبان نے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے سانس لینے کی کوشش کی لیکن وہ سانس نہیں

لے پار ہاتھا۔ اس کا سانس گلے میں ہی اٹک گیا۔ اسے لاجیسے ارد گرد کی ختم ہو گئی ہو۔ اور وہ چاہ کر بھی سانس نہیں لے پائے گا۔ آکسیجن میں انہیں پسند کرتی ہوں۔۔۔ یہ بات ان کو بتا نہیں سکتی۔۔۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو دھتکار نہ دیں۔۔۔ کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں کہ میں انہیں اچھی نہیں لگتی۔۔۔ وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔۔۔ مجھ سے اپنے من چاہے لوگوں کی نفرت برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ میں ایک قیدی بن چکی ہوں۔۔۔ یکطرفہ محبت کی قیدی۔۔۔

اور انسان ہر قید سے آزاد ہو سکتا ہے۔۔۔ سوائے یک طرفہ محبت کی قید ہے۔۔۔ کیونکہ یک طرفہ محبت ایک ایسے پنجرے کا نام ہے جو سیدھا انسان کے دل کو اپنی قید میں جکڑتا ہے۔ اور۔۔۔ اور پھر انسان کو اس طرح بے بس کر دیتا ہے کہ اگر وہ اس قید سے آزاد ہونے کی کوشش کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے۔ اور اگر وہ خود کو اس پنجرے میں قید ہی رہنے دیتا ہے تو تب بھی

مرتاہے۔۔ وہ کہتے ہوئے زخمی سا مسکرائی تھی۔۔ پر آبان کونا جانے کتنے
 زخم دے گئی تھی۔۔ یا اللہ۔۔۔۔ وہ بے یقینی سے آنکھیں
 پھیلائے دھیرے سے بڑبڑایا تھا۔۔

میں نہیں جانتی اب کیا ہوگا۔۔ لیکن مجھے آپ پر پورا یقین ہے اللہ جی۔۔ آپ
 نے میرے لیے بہتر نہیں بہترین ہی سوچا ہوگا۔۔ مجھے سکون دے دیں۔۔
 اب بس یہ رات گزر جائے۔۔ اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔ مجھے
 سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکون ملے گا نہیں بلکہ رہا سہا سکون بھی
 وہ چھین لیں گے۔۔

میرے پاس ایسا کچھ بھی نہیں اللہ جس کی بنا پر میں انہیں کہہ سکوں کہ مجھے
 مجھے ان سے محبت ہے۔ وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔ اتنے زیادہ اچھے کہ
 میں اپنی ساری زندگی ان کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔۔ پر وہ مجھے دھتکار
 دیں گے اللہ جی۔۔ میں جانتی ہوں۔۔ سنائیہ نے بے بسی سے کہتے ہوئے پھرا
 جھکالیا۔۔ کیونکہ اسکی آنکھیں برس پڑی تھی۔۔ یا اللہ۔۔۔۔ فی۔۔ یہ لگ۔۔

کیا کہہ رہی ہے۔۔۔ بی۔۔۔ یہ تم۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ اس سے آگے آبان سے سوچا نہیں گیا تھا۔

اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ آبان کا دایاں ہاتھ سیدھا اسکے سینے پر دل کی جگہ گیا تھا۔ دھڑکنیں حد سے زیادہ تیز تھیں۔۔۔ وہ گھرے گھرے سانس لینے کی کوشش کر

وہ گھرے گھرے سانس لینے کی کوشش کرتا اپنے سینے کو مسلنے لگا۔ اسے سنائیہ کی ہچکیاں سنائی دینے لگی تھیں۔ اور ساتھ ہی اپنی آنکھوں میں مانی جمع ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ اسکی آنکھیں بے یقینی سے اس قدر پھیلی تھیں کہ وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔ اچانک اسے اپنی گال پر نمی کا احساس ہوا۔۔۔ ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکلنا اسکی داڑھی میں جذب ہو گیا تھا۔ اسے لگا وہ اگر ایک سیکنڈ بھی اور وہاں رکاتا تو اسکا دل دھڑکنارک جائے گا۔۔۔ وہ فور وہاں سے پلٹا تھا اور تیز تیز قدم اٹھانا نیچے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ سنائیہ کچھ دیر

تک وہی کھڑی رہی پھر وہ بھی نیچے اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔
 اسے اب تھوڑا سکون محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس لیے سونے کی غرض سے
 آنکھیں موند گئی۔۔۔ پر آبان کا سکون تو وہ برباد کر گئی تھی۔۔۔ اس سے تو وہ
 اسکی نیند ہی لے گئی تھی۔۔۔ اب بھلا کہاں نیند آئی تھی اسے۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹا
 کمرے کی چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔ آنکھیں نم تھیں۔۔۔ کانوں میں سنائیہ کی
 باتیں گونج رہی تھی۔۔۔ دماغ میں نا جانے

کتنی سوچیں گردش کر رہی تھی۔۔۔

یہ کیسا امتحان ہے یا اللہ۔۔۔ کیسی آزمائش ہے۔۔۔ آخر سنائیہ کو کیا ہو گیا
 ہے۔۔۔ وہ میرے بارے میں ایسا کب سے سوچنے لگ گئی۔۔۔ میں نے تو
 کبھی اس سے اس طرح بات ہی نہیں کی کہ وہ میری باتوں کو اس سائیڈ پر لے
 کر جاتی۔۔۔ آپ نے اس کے دل میں میرا خیال کیوں ڈال دیا اللہ۔۔۔ وہ تو
 معصوم ہے۔۔۔ چھوٹی سی ہے۔۔۔ اسے بھلا کیا پنا محبت کا۔۔۔ اس کے دل سے
 میرا خیال نکال دے یا رب۔۔۔ اسکے معصوم دل کو ایسی تکلیف نادیں۔۔۔

پلیز۔۔ وہ نہیں جانتی یہ محبت کیا ہے۔۔ اسے بس مجھ میں اٹرکیشن محسوس ہوئی ہوگی جس کو وہ محبت سمجھی بیٹھی ہے۔۔ ہاں ایسا ہی ہے۔۔ نامحرم میں تو کشش ہوتی ہے جو ہمیں اس نامحرم کی طرف مائل کرتی ہے۔۔ اور اس کشش اور اٹرکیشن کو سب محبت کا نام دے دیتے ہیں۔۔ سنائیے بھی یہی سمجھی ہوگی۔۔ لیکن اسکی باتیں۔۔ وہ سوچتے ہوئے رکا۔۔ لیکن اسکی باتوں سے تو ایسا نہیں لگا کہ اسے مسجد سے بس ایک اٹرکیشن ہے۔۔ دل دماغ کی نفی کر رہا تھا۔۔ لیکن اس وقت اس کا دماغ دل پر حاوی تھا۔ جو بھی ہے بس آپ اس کے دل سے میرا خیال نکال دیں۔ وہ کہہ تو ایسے رہا تھا جیسے اللہ ابھی کے سنائیے کے دل سے اس کا خیال نکال دے گا۔۔ اب اسے کون بناتا کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تب ناسن لیتا جب سنائیے خود اس کا خیال اپنے دل سے نکالنے کی دعائیں تجد میں کرتی تھی۔۔ تو کیا اللہ تب سنائیے کے دل سے اس کا خیال نہیں نکال سکتا تھا۔ میں اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں دے سکتا۔۔ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے اسے تکلیف ہو۔۔ آپ پلیز سب ٹھیک کر دیں۔۔

وہ دل میں دعا کر رہا تھا آبان نے آنکھیں بند کیں تو آنکھوں کے پوروں سے آنسو بہہ نکلے۔۔ کیسی بے بسی تھی۔۔ کیسی تکلیف تھی۔۔ جو اس کی روح کو جھنجھوڑ رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو۔۔ کیا تمہیں سچ میں اسکی محبت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا وہ سچ کہہ رہی تھی کہ تم اسکے احساسات کو دھتکار دو گے۔ کیا سچ میں تمہارے دل میں اسکے کوئی احساس نہیں جاگا اب تک۔۔

اس نے ایک دم سے آنکھیں کھولی۔ مجھے کبھی اس سے محبت نہیں ہو سکتی۔ اس سے تو کیا کسی سے بھی نہیں ہو سکتی۔۔ میں اپنے حصے کی محبت پر چکا ہوں۔۔ بس۔۔ مجھے نہیں ہے اس سے محبت۔۔ اور نا ہی کبھی ہو گی۔۔ وہ بڑبڑایا تھا۔۔ آنکھیں سرخی اختیار کر چکی تھی۔۔ پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔ اب پوری رات تو آنکھوں پر ہی کاٹنی تھی اس نے۔۔ اپنے دل اور دماغ سے لڑ کر۔۔ صبح دس بجے کے قریب ہی وہ تیار ہو کر پانی کی طرف چلی گئی تھی۔۔ ایک گھنٹے تک وہ نکلنے والی تھی اس لیے سب سے مل رہی

تھی۔۔ بانیہ کو ساتھ لیے وہ فوزیہ ممانی کی طرف آئی تھی۔ تاکہ ان سے مل سکے۔۔ سامنے ہی صوفے پر میر صاحب یعنی آبان کے والد بیٹھے تھے۔۔ اسلام علیکم ماموں جان آپ کب آئے۔۔۔ وہ ان کے پاس جاتے ہی حیرانی سے بولی۔۔ وعلیکم السلام میر ایٹا میں ابھی بس تھوڑا دیر پہلے ہی آیا ہوں۔۔ میر صاحب نے شفقت سے کہتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ اسلام علیکم چاچو۔۔ بانیہ نے بھی مسکرا کر سلام کیا۔۔ وعلیکم السلام۔۔ ہے۔۔۔ کیسی

ہو آپ دونوں۔۔؟ اور گھر والے کیسے ہیں۔۔ ہم بھی ٹھیک اور گھر والے بھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔ سنائیہ نے مسکرا کر کہا۔۔ تبھی اسکی نظر بائیں طرف پڑے صوفے پر بیٹھے آبان پر گئی۔۔ جو اسے اور میر صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔ اسے دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔۔ وہ بھی وہی بیٹھا تھا پر سنائیہ کو پتا ہی نہیں چلا۔۔

سنائیہ کی نظریں اسکی نظروں سے ٹکرائی۔۔ اسے آبان کی آنکھیں سرخ اور

سو جی

ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

ماشاء اللہ۔۔ کھڑی کیوں ہو آپ دونوں آؤ بیٹھو نا۔۔ میر صاحب کی آواز سن

کر سنائیہ نے ایک دم چونک کے انہیں دیکھا۔۔ ماموں جان میں ناخالہ جانی

کی طرف جارہی ہوں کچھ دنوں کے لیے۔ اس لیے ممانی سے ملنے آئی

تھی۔۔ بھائی انتظار کر رہے ہونگے ہمیں تھوڑی دیر میں نکلنا ہے ملتان کے

لیے۔۔ تو میں چلتی ہوں۔۔ سنائیہ تاریلی انداز میں بولی۔۔

اوہ اچھا ہی۔۔ چلو ٹھیک ہے خیریت سے جاؤ۔۔ اور ہاں عفت، بھائی صاحب

اور بچوں کو میرا سلام دینا۔۔

میر صاحب کے کھنے پر اپنے سر بلایا۔۔ اور کچن میں گئی جہاں ممانی کھڑی

تھی۔۔ ان سے ملنے کے بعد وہ واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔ لیکن آگے

قدم نہیں بڑھا پائی تھی۔۔ کیونکہ سامنے بی آبان صوفے پر بیٹھا اسے ہی دیکھ

رہا تھا۔ سنائیہ کو حیرت ہوئی وہ کبھی بھی اسکی طرف یا کسی کی بھی طرف ایسے نہیں دیکھتا تھا جیسے اب سنائیہ کو دیکھ رہا تھا۔

لیکن وہ سمجھ ناپائی تھی کہ وہ کیوں ایسے غور سے اس کو دیکھی جا رہا تھا۔ اور اسکی آنکھیں اتنی صرح اور سوجی ہوئی کیوں لگ رہی تھی کیا وہ ساری رات سویا نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگی۔ آہان نے ایک دم سے اس پر سے نظریں بنائی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ آخر میں کیوں اس کو ایسے دیکھ رہا تھا۔ آہان نے دل میں سوچا۔ سنائیہ اس کو دوسری طرف دیکھتا پا کر جلدی سے وہاں سے نکلی اور اپنے دل میں سوچا۔ تھر کی طرف بڑھ گئی۔

زین جو کچن میں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا۔ اسکی نظر ٹیبل پر پڑے سنائیہ کے بہتے موبائل پر گئی۔ جہاں کسی کی کال آرہی تھی۔ زین نے جا کر بیسٹی جانی مانگ ظر آرہا تھا۔ ”موبائل اٹھایا تو سامنے سکرین پر جسے دیکھتے ہی زین کی بھوری آنکھیں چمکی تھیں۔ اس نے کال رسید کرتے

ہی کان سے اسلام علیکم جانو۔۔۔ سپیکر سے پالے کی چہکتی ہوئی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔ اس نے اپنی فی ضبط کی۔۔ اور سنجیدگی سے ہوا۔۔
شرم کر لوٹڑ کی ابھی میں شوہر بنا نہیں ہوں اور تم نے جانو پہلے سے بنالیا ہے۔۔ لگ۔۔ کون۔۔؟ بالے کی آواز ایک دم لڑکھڑائی تھی۔۔

آپکا ہونے والا جانو۔۔ زین شریر مسکراہٹ کے ساتھ ہوا۔۔ استغفر اللہ۔۔
پالے کے منہ سے ایک دم نکلا۔۔

سنائیہ کہاں ہے اسکو فون دیں آپ شرم نہیں آتی کسی کا موبائل یوز کر رہے ہیں۔۔ اور تو اور ایسے ہی کسی کی کال بھی رسیو کر لی۔ فرینڈز کی پرائیویسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔ پالے نے اسے شرم دلانی چاہی۔۔ پر بالمقابل اسکی سوچ سے ہی زیادہ بے شرم ثابت ہوا تھا۔۔ پہلی بات یہ موبائل کسی کا نہیں میری اپنی چھوٹی بہن کا ہے۔۔ وہ بھی سگی۔۔ اور دوسری بات میں نے اپنے ہی کسی کی کال رسیو نہیں کی۔۔ میں نے غور سے پہلے نام دیکھا ہو کہ میری ہونے والی دائی کا تھا۔۔ اور پھر اپنے پورے ہوش و حواس میں کال کو رسیو

کیا۔ جس نے طور ہی مجھے پہچان لیا تھا اور ڈائریکٹ مجھے بانو بول دیا اور تیسری بات۔ فرینڈز کی پرائیوسی میں دخل اندازی شب ہوئی اگر یہ موبائل کمپی کی جگہ سنائیہ کے کمرے میں ہوتا اور میں اسکی موجودگی میں یہ کال رسید کرتا کیونکہ یہ موبائل کچھ میں پڑا رہا تھا اور سنائیہ یہاں موجود ہی نہیں۔ اور چوتھی اور آخری بات میں نے اپنی ہونے والی وائٹ کی کال رسید کی ہے کسی اور کی نہیں سو یہ سب باتیں معنی نہیں رکھتی۔ وہ بڑے مزے سے اسے باتیں سناتے ہوئے بولا۔ جبکہ بالمقابل وہ دانت پیس کے ہی رہ گئی۔ آپ آپ تا انتہائی کوئی بد تمیز انسان ہیں۔۔۔ وہ زچ ہو کر بولی۔ جی جی بجا فرمایا آپ نے میں تو ہوں بی بد تمیز اور اپنے اپنے بارے میں کیا میاں میں آپ کے جواب نے منگیتر کو جانو بول رہی ہیں وہ کس زمرے میں آتا ہے۔۔۔ ترین ڈھیٹائی سے بولا۔۔۔

استغفر اللہ توبہ توبہ۔۔۔ شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے۔۔۔ میں نے
آپ کو نہیں سنائیہ کو بولا تھا۔۔۔ پانے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بے چینی
سے ہوئی۔۔۔ زین نے مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

پر کال تو میں نے رسید کی تھی ج۔۔۔ تو مجھے تو یہی لگے گانا کہ مجھے بولا ہے۔۔۔
زی۔۔۔ آپ اس سے پہلے بالے کچھ لکھتی اسے سنائیہ کی آواز سنائی دی
تھی۔۔۔ یہ میرے موبائل پر کس سے بات کر رہے ہو۔۔۔؟ کچی کے
دروازے پر کھڑی سنائیہ نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔ اس کی آواز سن کر
زین فوراً دیکھے پتا۔۔۔

اپنی ہونے والی جانو ہے۔۔۔ وہ شرم مانے
کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا جب کہ سنایا نے انکھیں پھاڑی تھی۔۔۔
شرم کر لو زین۔۔۔ تمیز نہیں ہے۔۔۔ وہ تمہاری
منگیتر ضرور ہے پر بیوی یا محرم نہیں جسے تم اس طرح کے نام سے بلاؤ۔۔۔
سنائیہ نے ناراضگی سے کتے ہوئے اس کے ہاتھ سے موبائل چھینا۔۔۔

سوری میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔ زین شرمندہ سی شکل بناتا معصومیت سے بولا۔۔۔ اس کی معصوم سی شکل اور بات سن کر سنائیہ مسکرائی اور ساتھ ساتھ موبائل کے یاریلے کے چہرے پر بھی سٹر میلی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔

چلو جاؤ اب یوں مسکینوں والی شکل نابناؤ۔۔۔ سنائیہ کے کھنے پر وہ دانت نکالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ اور سنائیہ پالے سے باتوں میں لگ گئی تھی۔۔۔ کب نکل رہی ہو

تم۔۔۔؟ پالے نے پوچھا۔۔۔
 مافنان بسائی آنے والے ہیں۔۔۔ پھر نکلیں گے۔۔۔ سنائیہ نے کہا اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی۔۔۔ بسم۔۔۔ پانی پیتے ہوئے اس نے پانے کی کسی بات کا جواب دیا تھا۔۔۔ اور اپنی بھابی کے پاس جا بیٹھی۔۔۔
 سنائیہ تیاری ہو گئی نا۔۔۔ پالے سے بات کرنے کے بعد بھابھی نے پوچھا۔۔۔
 جی ہو گئی ہے۔۔۔ سنائیہ نے جواب دیا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد افنان آیا۔

سانی تیار ہو تم۔۔؟

جی بھائی بس ابایا پہنتا ہے۔ آپ پہلے نسائیں تب تک میں آپ کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں پھر تیار ہو جاؤں گی۔ سناٹیہ نے کھا اور کمین کی جانب چلی گئی۔

افنان بھی سر بلاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

افنان ناکہ باہر آیا تو سناٹیہ چائے تیار کر چکی تھی۔ بھائی آپ پائے ہیں میں عبایا پہن کر آئی سناٹیہ جانے کا کپ اس کے سامنے ٹیبل پر رکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

پیچھے سے افغانستان اپنے گلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا چائے پینے لگا۔ اس وقت وہ بلو پیٹ اور براؤن کائن کی شرٹ میں ملبوس تھا۔ بال ماتھے پر بکھرے تھے۔ وہ ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھتا آہستہ آہستہ

چائے کے سپ لینے لگا۔

بانہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی اس کی نظر سامنے بیٹھے افغان پر گئی۔ وہ جلدی سے اس کے پیچھے سے خاموشی سے قدم اٹھانی سنائیے کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

وہ اس کا منگیتر تھا یہ بات وہ جانتی تھی۔۔ اس لیے افغان کی موجودگی میں بہت کم۔ ہی ان کے گھر آتی تھی۔۔ پر اس وقت اسکا آنا ضروری تھا۔۔ کیونکہ سنائیے جانے والی تھی۔۔ اسی لیے وہ جلدی سے اس کے گھر آئی تھی اور سامنے ہی وہ جاذب نظر پر سنیلٹی لیے اپنے موبائل اور چائے کے ساتھ مصروف تھا۔۔

وہ جیسے ہی اس کے پیچھے سے نکلی افغان کی نواز نے اس کے قدم روکے۔۔ اب تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔۔ بانی۔۔ وہ ہنوز موبائل پر نظر جمائے بانہ کے نام پر تھوڑا زور دے کر بولا بانہ فوراً واپس پلٹی۔۔ جس سے اسے افغان کی پشت کے ساتھ چہرے کی ایک سائیڈ ہی نظر آئی۔۔۔

نی۔۔۔ نہیں افنان بھائی وہ۔۔۔ وہ جوا بھی بول ہی رہی تھی افنان کی انکھیں
دکھانے پر ایک دم خاموش ہوئی۔۔

ایک تو کزن میرج میں یہ بھائی بولنے کا رواج پتہ نہیں کب ختم ہو گا۔۔ جب
دیکھو بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔ وہ بانہ کو انکھیں دکھانا بڑ بڑایا۔۔

بانہ نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔۔ آپ نے کیا کہا افنان بجا۔۔

لڑکی میں بھائی نہیں ہوں تمہارا۔۔ بانی کے بولنے سے پہلے ہی وہ اس کی بات
کا ثناء انت پیستے ہوئے بولا۔۔ ہی۔۔ جی۔۔ ہانیہ نے جلدی سے اثباتی انداز

میں سر بلاتے ہوئے کہا۔۔ ام۔۔ میں جاؤں اب سنائیہ کے پاس۔۔ وہ

زبردستی مسکرا کر بولی۔۔ افنان نے ایک نظر اسے سرتا پیر دیکھا جو اس

وقت سفید ٹراؤزر کے ساتھ گلابی رنگ کی قمیض میں ملبوس تھی۔ جس پر

سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے ساتھ ہی سادہ سفید

دوپٹہ سلیقے سے اوڑھا ہوا تھا۔۔ گورے رنگ اور خوبصورت اٹریکٹو نہیں

نقوش کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ ہم جاؤ اور سنائیہ کو جلدی

سے بھینا ہمیں نکلنا ہے دس منٹ تک وہ نظروں کا زاویہ بدلتا ہوا بولا۔۔۔ تو بانی شکر کا سانس خارج کرتی جلدی سے وہاں سے کھسکی۔۔۔

اوائے جائی جلدی کہ تمہارے بھائی باہر بلا رہے ہیں کہ رہے تھے دس منٹ تک لگتا ہے۔۔۔ بانی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی سنائیے آئینے کے سامنے کھڑی نقاب کی انہیں سیٹ کر رہی تھی۔ اچھا بس دو منٹ۔۔۔ سنائیے آخری بن لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ سائرہ بھا بھی جو سنائیے کے ساتھ ہی کمرے میں موجود تھی بانیہ کو دیکھ کر مسکرا نے لگی۔ کیا ہوا بھا بھی آپ ایسے بنس کیوں رہی ہیں۔۔۔ بانیہ انکھوں کو چھوٹا کر ان کو دیکھنے لگی۔۔۔ ارے کچھ نہیں سوچ رہی تھی بابا کو بولوں ار حان کے ساتھ ساتھ افغان کی بھی شادی کر دیں اب۔۔۔ وہ شرارت سے بولی۔۔۔ اللہ اللہ کریں بھا بھی۔۔۔ ابھی عمر ہی کیا ہے میری کچھ دن تو سکون سے جینے دیں۔۔۔ اور ویسے بھی سنائیے میں اور پالے اکٹھے ہی شادی کریں گے۔۔۔ بانیہ نے جیسے فیصلہ سنایا تھا۔۔۔ کیوں بھئی ساتھ کیوں تم دونوں کی پہلے ہوگی سمجھی۔۔۔ سنایا پلٹ کر اپنا پرس اٹھا کر

چار جر رکھتے ہوئے بولی۔۔ دفع ہو تم تو ہو ہی دشمن۔۔ اس میں موبائل اور بانی نے منہ بگاڑ کر کیا۔۔ تو سائرہ اور سنائیہ دونوں مسکرائی۔۔

چھا چلو اب دونوں باہر آ جاؤ میں جا رہی ہوں افنان انتظار کر رہا ہے۔۔ بھا بھی کھتی ہوں باہر چلی گئی۔۔ سنائیہ جلدی کرو یا۔۔ آ بھی جاؤ اب افنان نے صوفے پر بیگ کو رکھتے ہوئے سنائیہ کو اواز دی۔۔

ہاں تو بھی جا رہے ہو۔۔؟ آبان نے افنان کے پیچھے کھڑے ہو کر پوچھا۔۔

افنان ایک دم پیچھے پاتا۔۔

زکوٹا جن۔۔ تو کہاں سے آ گیا۔۔ افنان حیرانی سے بولا۔۔ کیونکہ وہ مالک میں پنکھے سے آگاتا۔۔

دروازے سے آیا ہوں یا اب چھت پر سے تو کو دکر آنے سے رہا۔ آبان نے سننے کیا۔ کوئی بھروسہ ہے بھی نہیں تیرا۔ افنان اس کے کندھے پر بالکاسالک لگاتے ہوئے بولا تو وہ بھی مسکرایا۔۔ تم واپس کب آؤ گے۔۔ آبان نے

پوچھا۔ میں دو دن بعد آ جاؤں گا یا رکام کی وجہ سے زیادہ چھٹیاں نہیں کر سکتا۔ افنان نے تاری انداز میں کیا تو آ بان نے اثبات میں سر ہلایا۔
اچھا لوئے جانی پہنچ کر کال کروں گی نہیں۔ سنائیہ بانی کے تجھے لگتے ہوئے ہوتی۔۔۔ جسم بھی امان اللہ میری پالی دوست۔ بانی لاڈ سے بولی تو سنائیہ اس سے الگ ہوتی پرس تھاے ہنستی ہوئی باہر نکلی۔۔

افنان نے ایک نظر اسے سرتاپیر دیکھا جو اس وقت سفید ٹراؤزر کے ساتھ گلابی رنگ کی قمیض میں ملبوس تھی۔ جس پر سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے ساتھ ہی سادہ سفید دوپٹہ سلیقے سے اوڑھا ہوا تھا۔
گورے رنگ اور خوبصورت اٹریکٹو نہیں نقوش کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔ ہم جاؤ اور سنائیہ کو جلدی سے بھینا ہمیں نکلنا ہے دس منٹ تک وہ نظروں کا زاویہ بدلتا ہوا بولا۔ تو بانی شکر کا سانس خارج کرتی جلدی سے وہاں سے کھسکی۔۔

اوتے جائی جلدی کہ تمہارے بھائی باہر بلا رہے ہیں کہ رہے تھے دس منٹ تک لگتا ہے۔۔۔ بانی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی سنائیہ پینے کے سامنے کھڑی کتاب کی پینیں سیٹ کر رہی تھی۔ اچھا بس دو منٹ۔۔۔ سنائیہ آخری بن لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ سائرہ بھا بھی جو سنائیہ کے ساتھ ہی کمرے میں موجود تھی بانیہ کو دیکھ کر مسکرا نے لگی۔ کیا ہوا بھا بھی آپ ایسے بنس کیوں رہی ہیں۔۔۔ ہانیہ انکھوں کو چھوٹا کر ان کو دیکھنے لگی۔۔۔ ارے کچھ نہیں سوچ رہی تھی بابا کو بولوں ارمان کے ساتھ ساتھ افغان کی بھی شادی کر دیں اب۔۔۔ وہ شرارت سے بولی۔۔۔ آبان کی نظر اپنے کمرے سے نکلتی ہوئی سنائیہ پر پڑھی تھی۔۔۔ جو بلیک بائے کے ساتھ بلیک ہی سٹالر سے نقاب کیے ہوئے تھی۔۔۔ اسکے پیچھے ہی بانیہ نکلی تھی۔ جبکہ بھابی سائرہ پہلے ہی افغان کے ساتھ کھڑی اسے ہدایات دے رہی تھی۔۔۔ سنائیہ نے جیسے ہی انکی جانب دیکھا تو افغان کے دائیں جانب ہی اسے وہ کھڑا نظر آیا۔۔۔ جو شاید اسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا پر سنائیہ کے دیکھنے پر فوراً ہی خطروں کا زاویہ

بدل گیا تھا۔۔ ایسا سنائیہ کو لگا۔۔ سنائیہ نے اسے دیکھا تھا جو آج پہلے سے تھوڑا مختلف بلیک پینٹ اور لائٹ گرے سی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔۔
سنائیہ سر جھٹکتی افغان کے برابر اور اسکے سامنے گھڑی ہوئی۔۔ کالی بڑی آنکھیں ایک بار پھر سنائیہ کی چھوٹی ڈارک براؤن آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔۔

چلیں بھائی۔۔ سنائیہ طوراً

افغان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔

بس سے جارہے ہو تم لوگ۔۔؟ آبان ایک نظر نقاب کے مالے میں لیٹے سنائیہ کے چہرے کو دیکھتا ہوا افغان سے بولا۔۔

ہاں جس پر ہی جائیں گے۔۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کا سفر سارا ہے۔۔ افغان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔

تو بس سٹاپ تک رکشے پر جاؤ گے۔۔؟ اس بار وہ مکمل افغان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کیوں پر وہ سنائیہ سے نظریں چرا رہا تھا۔ اسے

ایسا لگ رہا تھا جتنی بار وہ سنائیہ کی جانب دیکھے گا اتنا ہی وہ اپنے دل پر اختیار کھوتا جائے گا۔

ہاں۔۔ افغان نے جواب دیا۔

رکشہ رہنے دو میں چھوڑ آتا ہوں۔۔ تم سامان لے کر باہر آؤ میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔۔ آبان کرتا ہوا باہر پلٹ گیا۔۔ دروازے کے باہر نکلتے ہی اس نے ایک گھراسانس ہوا کے سپرد کیا۔۔ اففف اللہ۔۔ پٹا نہیں کیا کر رہا ہوں میں۔۔ وہ دھیرے سے کہتا اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔

اچھا بھائی اللہ حافظہ۔۔۔ بابا، سفیان بھائی اور ارمان بھائی کو میرا سلام دینا۔۔ سنائیہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔ وہ سب اس سے صبح ہی مل کر کام پر گئے تھے۔ اللہ حافظ۔۔ بھابھی کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر بلایا۔۔ ویسے یہ زمین کہا گیا۔۔ سنائیہ نے افغان سے پوچھا۔

چل اوکے جانی۔۔ سنائیہ نے بانیہ سے کہا۔۔ جسکی آنکھیں تھوڑی تم ہو چکی تھی۔۔ ہم۔۔۔ ویسے میں نے بور ہو جاتا ہے تمہارے بغیر۔ وہ بھرائی آواز

میں بولی۔۔ افنان نے بغور اسے دیکھا جو بڑی مشکل سے اپنے آنسو روکے
 کھڑی تھی۔۔ وہ ایسی ہی تھی۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والی۔۔ پر اب
 یہاں بات تو اسکی جان سے عزیز دوست سے دیر ٲھ دو ماہ دور رہنے کی تھی۔
 وہ تو کیسے نارونی۔۔

ارے یار ہم روز بات کریں گے نا۔۔ سنائیہ پیار سے بولی۔۔ وہ کسی جنگ پر یار
 خصت ہو کر نہیں جاری جو تم نے رونا شروع کر دیا ہے۔۔ آخر کار افنان
 بول ہی پڑا۔

آپ کو کیا ہے۔ میں بنویار وؤں۔۔ ہن۔ بانیہ اسے گھور کر بولی آباؤ یار سانی
 ورنہ اس نے بھی روکے رکھنا ہے ہمیں۔۔ افنان اسے اگنور کرنا۔۔ سنائیہ
 سے بولا۔۔ جی بھائی۔۔ سنائیہ مسکراہٹ دباتی ہوئی۔۔ جبکہ ہانیہ نے دانت
 پیس کر افغان کو گھورا تھا۔ اور افنان اس کو خود خور دگھورتا پا کر اپنی
 مسکراہٹ روکتا باہر پلٹ گیا۔۔ سنائیہ انہیں بائے کھتی باہر نکل گئی۔۔ وہ

جیسے ہی گھر کے باہر پہنچے آبان اپنی بلیک رنگ کی کار کے پاس ہی کھڑا زین سے بات کر رہا تھا

وہ دونوں فوراً ان کے پاس گئے۔۔۔ افنان کار کی ڈکی کھول کر بیگ اس میں رکھنے لگا۔۔۔ اوئے سانی۔۔۔ میری پیاری بہنا اور میری ہونے والی بیوی کی پیاری سی دوست۔۔۔ زین لاڈ سے کھتا اس کے پاس آیا۔۔۔ ستانیہ اسے آنکھیں دکھانے لگی۔۔۔

یار اس کو سوری کر دینا میری طرف سے میں مزاح کر رہا تھا میں۔۔۔ زین ستانیہ کا ہاتھ پکڑ کر معصوم سی شکل بنا کر بولا۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ ستانیہ نے احسان کرنے والے انداز میں کھا۔۔۔ آبان ان دونوں کے پاس کھڑا انکی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ اور ہاں ایک اور بات بھی ہے۔ زین نے کیا۔ اتنا تو وہ سمجھ ہی گیا تھا کہ زمین نے ضرور کچھ فضول حرکت کی ہوگی یا لے کے سامنے۔۔۔ اس لیے تو سوری کر رہا تھا۔۔۔

کو نسی بات۔۔۔؟ سنائیہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وہ یہ کہ اگلے ہفتے میں لاہور جا رہا ہوں کام پر۔ اچھی جاب ہے اور اچھی سیلری بھی۔۔۔ زین خوشی سے بولا۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔ بابا کو بتایا۔۔۔؟ سنائیہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ نہیں تمہیں بتا رہا ہوں پہلے۔۔۔ بابا شام کو آئیں گے ناتوان کو تب بتاؤں گا بکوز مجھے خود تھوڑی

دیر پہلے پتا چلا کہ مجھے کام مل گیا ہے۔۔۔ زین نے بتایا۔۔۔ تو سنائیہ نے سر بلایا۔۔۔ ماشاء اللہ مبارک برو۔۔۔ اب سے تو بھی کام کاج والا بندہ ہو جائے گا۔۔۔ آبان زین کے سینے پر ملکا سا مکہ مارتے ہوئے کھنے لگا۔۔۔ شکران شدیدن۔۔۔ زین نے داد وصول کرنے والے انداز میں کہا۔ تب تک المنان نے بھی آگرا سے مبارک باد دی تھی اور کام کے بارے میں پوچھنے لگا۔۔

ب کو سلام دینا ہماری طرف سے۔۔۔ آخر کار وہ سنائیے سے مخاطب ہو ہی گیا تھا۔۔۔ سنائیے نے اسکی جانب دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ محض اتنا ہی بول پائی۔۔۔ اور نظریں جھکا گئی۔۔۔

چلو اندر پیشہ جاؤ اب۔۔۔ آبان کار کا

پہلا دروازہ کھول کر اس سے بولا۔۔۔ سنائیے نے حیرانگی سے اپنی جسکی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کے لیے کار کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔۔۔ وہ سڑک کے پاس کھڑے تھے۔۔۔ اس لیے آبان کو اچھا نہیں لگ رہا تھا اس کا یوں باہر کھڑے رہنا۔۔۔ وہ فور آگے بڑھتی کار کے اندر بیٹھ گئی۔۔۔ اسکی آنکھوں کی یہ حیرانگی آبان کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔۔۔ اس نے ایک نظر اندر بیٹھی سنائیے کو دیکھا اور دروازہ بند کرتا افنان سے مخاطب ہوا۔۔۔ چل آ جا بھئی۔۔۔۔

چل ہوئے خیال رکھنا سب کا۔۔۔ افنان زین سے بولا اور کار میں اگلی سیٹ پر آیشا۔۔۔ آبان نے بھی دوسری جا کہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

اللہ حافظ زینو۔۔۔۔ خیال رکھنا بابا کا۔۔۔ وہ شیشے سے باہر دیکھتی زین سے بولی۔۔۔ جس نے اسے اچھا کہا تھا۔ آبان بیک ویو مرر سے اسے دیکھ رہا تھا جو شیشے سے باہر کھڑے زین کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ اس بات سے انجان تھا کہ اس کے گھر کے مین گیٹ کی اوٹ میں کھڑی اسکی والدہ فوزیہ بیگم انہیں دیکھ رہی تھی۔ انہیں آبان کا سنائیہ کے لیے کار کادر وازہ کھولنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔ وہ ایک عجیب نظر سنائیہ کے کار کے بیٹے سے باہر آئے ہاتھ پر ڈالتی اندر بڑھ گئی۔ اور آبان کار سٹارٹ کرنا بس سٹاب کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بس سٹاپ پر پہنچے جس کا انتظار کر رہے تھے۔ اور انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد ہی بس آگئی تھی۔ ہر طرف شور شرابا اور لوگوں کا ہجوم تھا۔

جس سے سنائیہ کو کوفت ہونے لگی تھی۔ اس وجہ سے ہی وہ سفر وغیرہ نہیں کرتی تھی۔ پر اب تو وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے منہ بگاڑتی ان کے ساتھ چل رہی تھی۔ آبان نے ان دونوں کو بس میں بٹھایا تھا۔ سنائیہ ونڈو

سیٹ پر تھی اور افنان اس کے پاس دوسری سیٹ پر بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر تک بس چلنے والی تھی۔۔ باہر کھڑا وہ ونڈو سیٹ پر بیٹھی سنائیے کو دیکھ رہا تھا جو اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنے میں مگن تھی۔۔
او کے یار میں چلتا ہوں اب۔۔۔ آبان نے
افنان کو آواز دی۔۔۔

ہم شکریہ۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔ افنان نے باہر اسے دیکھتے ہوئے جواب
دیا۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔ آبان سنائیے کو دیکھتا ہوا بولا۔ شاید وہ اسے سننا چاہتا تھا یا اسے
کچھ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اپنے دل کی حالت سمجھنے سے قاصر تھا۔۔۔
اللہ حافظ آبان بہائی۔۔۔ ممانی کا

خیال رکھیے گا۔۔۔ وہ پلٹنے ہی والا تھا کہ اسے سنائیے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔
اور یہ آواز سنتے ہی جیسے اس کے دل کو سکون سا میسر ہوا تھا۔۔۔

ہم۔۔۔ تم بھی۔۔ خیال رکھنا اور جلدی آنا۔۔ سب کو تمہاری عادت ہے
کسی کا دل نہیں لگے گا تمہارے بغیر۔

اور میرا بھی۔۔ میں بھی تو نہیں روز دیکھنے کا عادی ہوں۔۔ وہ اسکی آنکھوں کو
دیکھتا

مسکرا کر بولا تھا۔۔ پر آخری بات اسے اپنے دل میں خود بخود سنائی دی۔۔ جسے
وہ اگنور کر گیا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی اتنی سی بات سنائیہ کو کتنا سکون دے گئی تھی۔۔۔
ایک انجانی خوشی اسے محسوس ہوئی تھی۔۔ وہ مسکرائی تھی۔۔ پر اسکی یہ
مسکراہٹ آبان نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ ہاں پر اسکی ڈارک براؤن آنکھوں کو
ضرور دیکھا تھا اس نے جن

میں اچانک ہی جیسے ایک چمک آگئی تھی۔۔
گی۔۔۔ وہ جلدی سے اثبات میں سر بلاتی بولی تھی۔۔ اس کے صہ میں
صاف ایک انجانی خوشی آبان کو محسوس ہوئی تھی۔۔

آبان مسکراتا ہوا پلٹ گیا تھا۔۔۔ اور وہ اسے دور جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس وقت اسے اپنے آس پاس کو شور محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اسے لگا بس وہ تنہا تھی اور آبان کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنکھیں تھوڑی سی تم ہوئی تھی۔۔۔ پر وہ مضبوط تھی اس لیے ایک گہرا سانس لے کر آنکھوں کو بند کرتی اس نمی کو اپنے اندر دھکیل گئی۔۔۔ اور پھر سے اس ستم گر کی پشت کو دیکھنے لگی جواب اپنی کار کے پاس پہنچ گیا تھا۔۔۔ افنان اپنے موبائل میں بڑی تھا شاید وہ عفت خالہ کو اطلاع دے رہا تھا۔۔۔

ارونی پشت پر وہ ستائیہ کی خطروں کی محال محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ وہ جیسے جیسے کار کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے کانوں میں ستائیہ کی رات والی باتیں گونج رہی تھی۔۔۔ میں انہیں پسند کرتی ہوں۔ یہ بات ان

کو بتا نہیں سکتی۔۔۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو

دھتکار نہ دیں۔۔۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا۔ دل کی

دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی جاری تھی۔ ایک بار پھر اسے ستائیہ کی باتیں سنائی

دی۔۔ اب بس یہ رات گزر جائے اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔
مجھے سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکون نے کا نہیں بلکہ رہا سا سکون
بھی وہ میں نہیں گے۔۔

ہاں اگر اسکا سکون مجھ سے دور جانے پر ہے تو اچھا ہے وہ جاری ہے۔۔ اس کے
دارج نے کیا۔۔۔ پر جانے جاتے وہ تمہارا سکون بھی تولے کر جاری ہے نا
ساتھ۔۔۔ دل سے آواز آئی تھی۔۔۔

مجھے ان سے محبت ہے۔۔۔ پر وہ مجھے دوستکار دیں گے اللہ ہی۔۔ میں جانتی
ہوں۔۔۔ اس کے کانوں میں سنائیہ کی ہچکیاں گونجی تھی۔۔

کاش مجھے تم پہلے مل جاتی۔۔ آؤ!!! کاش میرے دل میں تمہارے لیے یہ
جذبات پہلے آجاتے جواب آرہے ہیں۔۔ پر اب میں اس قابل نہیں رہا
سنائیہ۔۔ تمہارے جذبات بہت قیمتی ہیں۔۔ اتنے قیمتی کہ میرے پاس ایسا
کچھ نہیں جن کے بدلے میں انہیں اپنے پاس رکھ سکوں۔۔ میں اس قابل

نہیں کہ تمہارے ان پاکیزہ احساسات کی قدر کر سکوں۔ مجھے معاف کرنا
نائیں۔۔ ایم سوری۔۔ اس کے اندر سے آوازیں آرہی تھی۔۔

اپنی پشت پر وہ ستائیہ کی نظروں کی عمال محسوس کر سکتا نا۔۔ وہ جیسے جیسے کار
کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے کانوں میں ستائیہ کی رات والی باتیں گونج رہی تھی۔
میں انہیں پسند کرتی ہوں۔۔ یہ بات ان
گویا نہیں سکتی۔۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو دو
شکار نہ دیں۔۔ اسنے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے
ترتیب ہوتی جا رہی تھی۔۔ ایک بار پھر اسے ستائیہ کی باتیں سنائی دی۔۔
اب بس یہ رات گزر جائے اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔ مجھے
سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکون ملے گا نہیں بلکہ رہا سا سکون بھی
وہ چھین لیں گے۔۔

ہاں اگر اسکا سکون مجھ سے دور جانے پر ہے تو اچھا ہے وہ جاری ہے۔۔ اس کے دماغ لے گیا۔۔۔ پر جانے جائے وہ تمہارا سکون بھی تو لے کر جاری ہے نا ساتھ۔۔ دل سے آواز آئی تھی۔۔۔

بس سٹارٹ ہو چکی تھی۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ جسکی نظریں ابھی تک اس پر تھی۔۔ آبان نے اپنی کار سٹارٹ کی تھی۔۔ نظریں ابھی بھی فرنٹ مرر سے باہر اس پر تھی جو اسی طرف دیکھ رہی تھی۔۔ وہ کار سٹارٹ کر نادائیں جانب بڑھا تھا اور مین اسی وقت بس بائیں جانب بڑھ گئی تھی۔۔ ان دونوں کا دل خالی رہ گیا تھا۔۔

سنائیہ نے سیٹ کی پشت سے سرٹا کر آنکھیں موند لی تھیں۔۔ کار میں بیٹھے آبان نے ضبط سے آنکھوں کو جھپکا تھا۔۔

دیکھا پٹ کے اس نے حسرت اسے بھی تھی ہم جس پر مٹ گئے تھے چاہت اسے بھی تھی؛ چپ ہو گیا وہ بھی دیکھ کر ادھر ادھر وقت و حالات سے میری؛ طرح شکایت اسے بھی تھی

یہ سوچ کر اندھیرے کو گلے سے لگا لیا راتوں میں جاگنے کی عادت اسے بھی
; تھی

اور وہ روپڑا مجھے پریشان دیکھ کر اس دن پتا چلا میری ضرورت اسے بھی تھی
دیکھا پلٹ کے اس نے حسرت اسے بھی تھی
ہم جس پر مٹ گئے تھے چاہت اسے بھی تھی; سنائیہ کے دل سے آواز آئی
تھی۔۔

ہم جس پر مٹ گئے چاہت اسے بھی تھی۔۔ سنائیہ آنکھیں کھولتی
دھیرے سے بڑبڑائی اور پرس سے موبائل نکالا۔۔

اس کے سٹیٹس لگایا۔۔ اور

Traveling to multan...

موبائل واپس بیگ میں رکھ کر ایک نظر افغان کو دیکھا جو کانوں میں بینڈ فری لگائے موبائل میں مصروف تھا۔ پھر ونڈو سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔۔۔
 ستان۔۔۔ بیٹا اٹو جاؤ اب۔۔۔ ایک بہنے والا ہے۔۔۔

افغان اور ستائیہ پہنچنے والے ہ

ونگے۔۔۔ تمہیں انہیں پک بھی کرنے جاتا ہے۔۔۔ عفت بیگم سنان کے سر پر کھڑی ہو کر بولی۔۔۔ ماماں جانی۔۔۔ پلیز سونے دیں۔۔۔ وہ کروٹ بدلتے ہوئے عمار بھری آواز میں بولا۔۔۔

ستان میری جان اللہ جاؤ۔۔۔ نہیں تو تمہارے بابا جان غصہ کریں گے۔۔۔ جلدی سے ریڈی ہو کرنے لگو۔۔۔ اور میں پھر کہہ رہی ہوں تم نے افغان اور ستائیہ کو پک کرنے جاتا ہے۔۔۔ دوبارہ نہ لکھنا پڑے مجھے۔۔۔ وہ ذرا سختی سے کہتی باہر جانے لگی کہ سنان پھر سے بولا۔۔۔ یار درد ماماں۔۔۔ میں نہیں

جارہا اس میں تحریلی کو پک کرنے۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا۔ اور انکی طرف رخ پھیر لیا۔۔

شرم کر دوہ کزن ہے تمہاری اور سنائیہ نام ہے اسکا یہ کیا تحریلی تحریلی لگائے رکھتے ہو۔۔ خبردار جو اس کے سامنے تم نے اسے ایسے نام سے مخاطب کیا۔ اور جلدی سے اٹھو اور ٹائم پر پہنچو وہاں۔۔ کھیں وہ انتظار نا کرتے رہ

جائیں۔۔ عفت بیگم واپس اسکے سر پر کھڑی ہو کر اسے ڈیٹنے لگی۔۔ ماماں یار ررر۔۔ اب وہ ہے تحریلی تو تحریلی ہی بولوں گانا۔ اور جاتا ہوں تھوڑی دیر تک۔۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہے تقریباً۔۔ سنان منہ بگاڑ کر کہتا واش روم کی جانب بڑھ گیا۔۔ اور

عنت بیگم بھی مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

ستان جیسے ہی تیار ہو کر نیچے آیا اسکی نظر چہکتی ہوئی پالے پر پڑی۔۔ اسکے چہرے پر صاف خوشی کی رمت تھی۔۔ ہائے امی کب آئے گی وہ۔۔ کتنا ٹائم تو ہو گیا

ہے۔۔؟ پانے نے اکتائے ہوئے لہجہ میں کیا۔۔

آنے والے ہیں بیٹا۔ بس سنان جا رہا ہے ان کو لینے سنائیہ کی کال آئی تھی کہہ رہی تھی پہنچنے والے ہیں۔۔ پندرہ بیس منٹ تک۔۔ عفت بیگم یا لے کی بے تابی دیکھ کر مسکرا کر بولی۔۔ نہیں کونسی کوئی وہ ملکہ عالیہ آر میں ہیں جو تم ایسے تڑپ رہی ہو اس تحریلی کے انتظار میں۔۔ سنان پالے کے پاس آنا ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔۔

منہ۔۔۔ ویلے لوگوں سے سر نہیں کھپاتے ہم۔۔ جائیں اور وہ کریں جو ماں نے آپ کو کرنے کے لیے

کہا ہے۔۔ پالے منہ بگاڑ کر بولی۔۔ تو سنان اسے گھورتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ جب کہ عفت بیگم کچن میں تیار ہوئے کھانے کو دیکھنے لگی۔۔

پچھلے دس منٹ سے وہ بس سٹاپ پر کار سے ٹیک لگائے کھڑا بس کا انتظار کر رہا تھا۔۔ چہرے پر واضح اکتاہٹ تھی۔۔ انتظار کرنے کی وجہ سے۔۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے آس پاس کے لوگوں کو دیکھنے لگا۔۔ تبھی اچانک بس آکر رکی۔۔

اور آہستہ آہستہ مسافر بس سے اترنے لگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی افنان پر پڑی تھی۔ جو پہلے خود نیچے اتر تھا۔ اور اب ہاتھ بڑھا کر ہائے میں لیٹی ایک لڑکی کا ہاتھ تھامے اسے اتار رہا تھا۔ وہ سنائیہ تھی۔ سنان پہچان گیا تھا۔

وہ بے ساختہ اسے دیکھے گیا۔ جواب جس سے نیچے اتر کر کھڑی تھی اور اپنے پرس کو دیکھ رہی تھی۔ ماشاء اللہ۔۔۔ وہ پردے میں ستان کو اتنی خوبصورت لگی تھی کہ وہ بے ساختہ بڑبڑایا۔۔۔ پھر فوراً سمر جھٹک کے انکی جانب بڑھا تھا۔

اسلام علیکم۔۔۔ اپنے پیچھے کسی کی آواز سنتے وہ دونوں پلٹے تھے۔ سامنے ہی ستان کھڑا مسکرا کر افنان کو دیکھ رہا تھا۔ سنائیہ نے بھی بس اسے دیکھا تھا۔ چہرے پر سوائے ستان کے لیے احترام کے اور کچھ نا تھا۔ نا کوئی خوشی کی چمک۔۔۔ نا کوئی بے تابی، نا کوئی شوخین۔۔۔ اور نا ہی پہلے کی طرح ستان کو دیکھ کر اس کا چکنا۔۔۔

و علیکم السلام سنان کیسے ہو۔۔۔ افنان سنان کے گھے لگنا خوشدلی سے بولا۔۔
 الحمد للہ۔ تم سناؤ۔۔ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔ سنان اس سے الگ ہوتا ہوا
 بولا۔۔ ظریں سنائیہ پر گئی جو خاموش سی کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔
 اللہ پاک کا کرم ہے۔ اور کوئی پریشان نہیں ہوئی ہم آرام سے پہنچ گئے۔۔
 افنان نے مدہم مسکراہٹ سے کیا۔۔

سنان نے اثبات میں سر بلایا پر نظریں ابھی بھی سنائیہ کے خطاب میں لیٹے
 چہرے پر تھیں۔۔

جس نے بروقت سنان کو جانب دیکھا تھا۔۔ اور اسکی ڈارک براؤن آنکھیں
 سنان کی ڈارک براؤن پر چمکیلی سی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔ السلام علیکم
 میں رخ۔۔۔ سنائیہ کیسی ہو۔۔؟ وہ جلدی سے لفظوں کی تصحیح کرتا ہوا
 مدہم مسکراہٹ سے بولا۔۔ جس پر سنائیہ پہلے تو نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔
 پھر مدہم آواز میں بولی۔۔ و علیکم السلام سنان بھائی۔۔ میں ٹھیک الحمد للہ۔۔
 آپ کیسے ہیں۔۔ ہیں۔۔۔ بھائی۔۔۔ پہلے تو کبھی بھائی نہیں کہتی تھی مجھے

-- اور اسکی آواز اتنی سلو میٹھی سی کیسے ہو گئی۔۔۔ سنان نے دل میں سوچا پر
 بظاہر مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔۔۔ میں بھی ٹھیک۔۔۔ چلو آ جاؤ۔۔۔ وہ
 افغان کے ہاتھ سے بیگ لیتا ہوا بولا۔۔۔ اور آگے چل دیا۔۔۔ اور وہ دونوں بھی
 اس کے پیچھے پیچھے چل دیے۔۔۔

دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد ستان کی گاڑی اس کے گھر کے پورچ میں آ کر ر
 کی تھی۔۔۔ کار سے نکلتے ہی اس نے ایک نظر سارے گھر پر ڈالی تھی۔۔۔ تین
 منزل پر مشتمل اس گھر پر چاکلیٹ براؤن اور وائٹ کلر کے کمرہ پر منٹیشن کا
 پینٹ تھا۔۔۔ سامنے ہی ایک چھوٹا سا گارڈن تھا جہاں رنگ برنگے پھولوں
 کے کچھ گھلے تھے۔۔۔ اور درمیان میں ایک چھوٹا سا سفید گول ٹیبل پڑا تھا
 جس کے گرد چار سفید کرسیاں پڑھی تھیں۔۔۔ دائیں دیوار کے پاس نیم کا
 ایک بہت بڑا درخت تھا۔۔۔ ساتھ چھوٹے چھوٹے اور بہت سے پورے
 وغیرہ تھے۔۔۔

وہ ابھی ان پودوں کو بی اشتیاق دے دیکھی جا رہی تھی جب پانے کی چیخ پر اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔۔ جو گاڑی کے بارن کی آواز سن کر باہر کی جانب بھاگی تھی اور سامنے سنائیہ کو دیکھ کر چکی تھی۔۔۔ آئی ہیں۔۔۔ سنائی دی۔۔۔۔۔ وہ سنائیہ کی جانب بھاگتے ہوئے اسکے گلے لگی تھی۔۔۔ افنان نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا جبکہ سنان نے اپنے کان کے پردے میں انگلی ڈالی تھی۔۔۔ چڑیل ابھی بھرا کر دیتی مجھے۔۔۔

وہ ہنوز کان میں انگلی ڈالے بڑبڑایا۔۔۔

کیسی ہو یا۔۔۔۔۔ شکر ہے آگئی۔۔۔ میں صبح سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔ پالے خوشگوار مسجد میں بولی۔۔۔ اسکے چہرے پر صاف خوشی کی چمک تھی۔۔۔ میں ٹھیک تم کیسی ہو۔۔۔ وہی مہم اور میٹا لہجہ۔۔۔ ستان ایک بار پھر حیران ہوا۔۔۔

اسلام علیکم افغان بھائی۔۔ پالے اس سے الگ ہوئی افغان کے سامنے اگر
پوچھنے لگی۔۔ جس نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ میں بالکل
ٹھیک تم کیسی ہو۔۔

میں بھی بالکل ٹھیک۔۔۔ وہ خوشی سے بولی سنائی کا ہاتھ پکڑے اسے اندر لے
گئی۔۔ اور سنان اس راستے کو دیکھی گیا جہاں سے وہ گزری تھی۔۔
وہ افغان کو لیے جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوا تو عفت بیگم سنائیہ کو گلے
لگائے کھڑی تھیں۔۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی پر آنکھیں نم
تھیں۔۔۔

کیسی ہو میری بچی۔۔ اتنے وقت کے بعد آئی ہو۔۔ خالہ کی یاد نہیں آتی
کیا۔۔ وہ ناراضگی سے شکوہ کرتے ہوئے بولیں۔۔

میں ٹھیک خالہ جانی۔۔ آپ کیسی ہیں۔۔ سوری نامیری پیاری خالہ جان
ناراض: میں آپ کو بہت مس کرتی تھی پر آنکھیں پائی۔۔ پر اب تو آگئی ہوں

نا۔۔۔ پلیر ایسے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ سنائیے ان سے الگ ہوتی محبت سے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔۔۔ عفت بیگم مسکرائیں۔۔۔ نہیں ہوں میں ناراض اور اب میں نے جانے نہیں دینا تمہیں۔۔۔ وہ تیسری انداز میں بولی۔۔۔ اور میں نے جانا بھی نہیں ہے ابھی۔۔۔ سنائیے بھی ہنستے ہوئے کہنے لگی۔۔۔ جس پر باقی سب بھی مسکرائے تھے سوائے سنان کے۔۔۔ جو انہیں اگنور کیسے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے اس کا یہ کام زیادہ اہم ہو۔۔۔ اسلام علیکم خالہ جان۔۔۔

افنان نے آگے بڑھ عنت بیگم کے آگے سر جھکایا۔۔۔ وعلیکم السلام میرا بچہ کیسے ہو۔۔۔ گھر میں سب کیسے تھے۔۔۔ وہ سنان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے بولیں۔۔۔ سب ٹھیک الحمد للہ۔۔۔ افنان نے کہا۔۔۔ چلو آؤ بیٹھو تم دونوں تھی گئے ہو گے۔۔۔ اور پالے تم جاؤ جلدی سے پانی لاؤ۔۔۔ عفت بیگم انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پالے سے مخاطب ہوئیں۔۔۔ جو فوراً کپی میں پانی پینے چلی گئی۔

وہ دونوں صوفے پر بیٹھے۔ افنان کے ساتھ سنان ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھا تھا۔ اور سنائیہ ان کے سامنے ہی تھری سیٹر صوفے پر عفت بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ نقاب اتار دو بیٹا گرمی لگ رہی ہوگی۔ عفت بیگم اسے ابھی تک نقاب کیے بیٹھا دیکھ کر بولی۔

جی خالہ مجھے ابایا بھی اتارنا ہے۔ وہ اپنے ابائے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

افغان بھائی یہ لیں پانی پیئیں۔ اور سنائیہ تم آ جاؤ میرے کمرے میں وہی اتار لو ابایا اور فریش بھی ہو جاؤ۔۔۔ پالے نے افنان کو پانی دیتے ہوئے سنائیہ کو کھا۔ بان چلو جاؤ بیٹا۔ عفت بیگم نے بھی پالے کی تائید کی۔

سنائیہ اثبات میں سر بلاتی پالے کے ساتھ چلی گئی۔ جبکہ باقی تینوں افراد باتوں میں مشغول ہو گئے۔ سنائیہ نے کمرے میں آ کر پہلے نقاب اتارا اور پھر ابایا۔ اور پرس سے اپنا سوٹ کے ساتھ کا دوپٹا نکال کر گلے میں ڈالا۔

یہ لو پانی پیو۔۔۔ اور پھر منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ۔۔۔ پالے نے اسے پانی دیتے ہوئے کہا۔۔۔

ہم۔۔۔ اچھا۔۔۔ سنائیے نے کہتے ہوئے گلاس تمام اور پانی پینے لگی۔۔۔ پھر اللہ کرواش روم گئی اور منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی۔۔۔ پالے ابھی تک وہی بیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ چہرے پر ہنوز مدہم مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے دیکھ سنائیے بھی مسکرائی۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ سنائیے نے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں یاد دیکھ رہی ہوں تم تو بہت پیاری ہو گئی ہو ماشاء اللہ۔۔۔ پالے مدہم مسکراہٹ سے کہتی اس کے پاس آئی۔۔۔ اور تھوڑی کمزور بھی ہو گئی ہو۔۔۔ وہ سنائیے کی جسامت دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

پھر اٹھ کر واش روم گئی اور منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی۔۔۔ پالے ابھی تک وہی ریشمی اس

کا انتظار کر رہی تھی۔۔ چہرے پر ہنوز مدہم مسکراہٹ تھی۔۔ جسے دیکھ سنائیہ بھی مسکرائی۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔؟ سنائیہ نے پوچھا۔ کچھ نہیں یاد دیکھ رہی ہوں تم تو بہت پیاری ہو گئی ہو ماشاء اللہ۔۔ پالے مدہم مسکراہٹ سے کہتی اس کے پاس آئی۔۔ اور تھوڑی کمزور بھی ہو گئی ہو۔۔ وہ سنائیہ کی جسامت دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

جواہائے میں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ پر اب واضح تھی۔۔ نہیں یار۔۔۔ ٹھیک تو ہوں۔۔۔

سنائیہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

تم نے نہیں ماننا پر سچ میں تم پہلے سے ویک ہو گئی ہو۔۔۔ یقین نہیں تو باہر چل کے دیکھ لینا ماماں بھی یہی کہیں گیں۔۔۔
یا لے بولی اور شیشے سے

کنگھا اٹھا کر اسے دیا۔ جسے اس نے تھاما اور اپنے آگے کے بالوں کو سیٹ کرنے لگی۔۔۔ باقی بال کیسچر کے ساتھ چوڑے کی مقید تھے۔۔۔ انہوں نے تو ویسے بھی کہنا ہے چاہے میں کمزور ہوئی ہوں یا ناہوئی ہوں۔۔۔ سنائیہ بہنے ہوئے بولی اور کنگھا سر پر رکھ کر دوپٹا سلیقے سے سر پر اوڑھا۔۔۔ چلو آجاؤ۔۔۔ وہ یالے کو کھتی اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ سنان جو آبان سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اسکی نظر سیڑھیوں سے اترتی سنائیہ پر گئی تھی۔۔۔ جو مکمل کالے سادہ سے لون کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔ پر سر پر دوپٹا مکس شیڈز کا اوڑھا ہوا تھا۔۔۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا جو پہلے سے بہت بدل گئی تھی۔۔۔ قد بھی تھوڑا بڑھ گیا تھا۔۔۔ پہلے وہ کافی ہیلدی تھی پر اب سمارٹ سی لگ رہی تھی۔۔۔ رنگ جو دو سال پہلے سانولا تھا اب گندمی گوراسا لگ رہا تھا۔۔۔ اور چہرے ہر جہاں ہر

وقت شرارت ناچتی تھی ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک پل کے لیے بھی نائب نہیں ہوتی تھی وہاں اب سنجیدگی تھی۔

اور دوپٹا جو پہلے گلے میں جھولتا تھا اب سلیقے سے سر پر لگا ہوا تھا۔ نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ اسے پورے دو سال بعد دیکھ رہا تھا۔ اتنے بدلاؤ کے ساتھ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ وہ پھر سے بے ساختہ بڑبڑایا۔۔۔ استغفر اللہ۔۔۔ لیکن فوراً ہوش میں آنا سر جھٹک کر تھوڑا اونچا بولا۔ جس پر افنان نے نا سمجھی اسے دیکھا۔

کیا گیا۔۔۔؟ افنان نے پوچھا۔۔۔
کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ وہ زبردستی مسکرا کر کھنے لگا۔

سنائیہ چلتے ہوئے واپس عفت

بیگم کے پاس جا بیٹھی۔ سنائیہ بچے تم تو کمزور ہو گئی ہو اتنی زیادہ.. وہ
مما

سنائیہ کو دیکھتی ہوئی فکر مندی سے! بولیں۔ میں نے بھی کہا اسے پر یہ مانی ہی
نہیں پالے جو سنائیہ کے دوسری طرف ہی بیٹھی تھی جلدی سے کہنے
لگی۔۔ سنان بھی بغور اسے دیکھ رہا تھا جو کبھی یا لے کو دیکھتی تو کبھی عفت بیگم
کو۔۔ نہیں خالہ جانی ٹھیک تو ہوں آپ کافی ٹائم کے بعد دیکھ رہی ہیں نا اس
لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے وہ انہیں

قابل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔۔ کوئی ایسے نہیں لگ رہا مجھے
جب کال پر بات کرتی تھی تو تم یہ کہہ کر ٹال دیتی تھی کہ موبائل پر ایسے لگ
رہی ہوں پر اب دیکھو سامنے تو اس سے بھی زیادہ کمزور لگ رہی ہو۔۔۔ وہ
مصنوعی غصے سے بولیں۔۔ ارے خالہ جان یہ سچ میں کمزور ہو گئی ہے لیکن
مانے گی نہیں کیونکہ اسے کمزور کرنے والی چیز سے بقول اس کے اسے عشق
ہے۔۔ اب کی بار افنان بولا سنائیہ نے اسے گھورا عفت بیگم اور سنان نہ سمجھی

سے انہیں دیکھنے لگے... پر پالے کے چہرے کی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ سنائیے کہ اس عشق کو جانتی ہے۔۔

۔۔ ہیں بھلا ایسی پہ کیا چیز ہے وہ جس سے اسے عشق ہے۔؟ عفت بیگم نے ان کو دیکھ کر پوچھا.. عفت بیگم کی پریشان سی صورت دیکھ کر افغان نے مسکراہٹ

. دبائی

ارے ماما چائے کی بات کر رہے ہیں افغان بھائی۔۔ اس پاگل کو چائے سے عشق ہے میں نے بھی اتنی بار اسے روکا کہ چائے نہ پیا کرو صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔ پر آگے سے یہ کہتی ہے چائے اس کا دوسرا عشق ہے اور اسے اپنے عشق کی توہین برداشت نہیں۔۔۔ پیالے

سنائیے کے کندھے پر ٹھوکا دیتی شکایتی انداز میں بھنویں آچکا کر بولی۔۔ سنائیے نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گورا جسے وہ سرے سے اگنور کر کے بیٹھی

تھی۔۔ عفت بیگم نے حیرانی سے اپنے ساتھ سر جھکائے بیٹھی سنائیہ کو
.... دیکھا

افنان کے ہونٹوں پر مدہم مسکراہٹ تھی اور ہمارے دی گریت سنان
صاحب اس سوچ میں گم ہو چکے تھے کہ اگر چائے سنائیہ کا دوسرا عشق ہے تو
پہلا عشق کون ہے۔۔۔ وہ سنایا کس جھکے سر کو دیکھتا ہوا سوچ رہا
تھا

جب عفت بیگم کی آواز نے اسے سوچوں سے باہر پٹھکا۔ سنائیہ بچے تمہیں
پتہ بے چائے خون کو جلاتی ہے اور تم چائے اتنا پیتی ہو خبردار جو تم نے آج
کے بعد اتنی چائے پی تو۔۔ بیٹا اپنی صحت تو دیکھو اور جانے کو عشق کہتی ہو اپنا
... عفت بیگم سنائیہ کو محبت سے سمجھانے لگی پر لہجے میں ہلکی سی سکتی برقرار
رکھی

خالہ جانی.. وہ جھکے سر سے شر مندہ سی بولی یالے اور افغان کے چہرے پر
 مسکراہٹ آئی تھی سنائیہ کو ایسے دیکھ کر پر یہ بھی وہ جانتے تھے کہ وہ چائے
 پینا تو کبھی کم نہیں کرے گی۔ چھوڑنا تو بہت دور
 کی بات تھی۔ سنان نے ایک نظر اس جھکے سروالی لڑکی کو دیکھا۔۔۔ اسے
 چائے بالکل بھی پسند نہ تھی اور یہاں چائے کو عشق بنایا ہوا ہے اس نے سوچا
 پھر عفت بیگم سے بولا.. ماما چلیں کھانا کھاتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے چلو آ جاؤ
 بیٹا کھانا کھا لو عفت بیگم

جلدی سے بولی۔۔ خالہ جان میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں افغان کہتا
 جی

ہوا اٹھا اس کے ساتھ ہی سنان بھی اٹھا۔۔ ہاں اجاؤ میرے کمرے میں فریش
 ہو لو سنان اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور پالے مسکرا کر سنائیہ کا
 ہاتھ پکڑ کر ڈائننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد وہ آرام کرنے کی غرض سے پالے کے روم میں آگئی۔ چلو جانی تم سو جاؤ ابھی تھوڑا رست کر لو۔ پھر ہم بہت ساری باتیں کریں گے۔۔۔ یا لے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ہممم... ٹھیک ہے.. اس نے سادگی سے کہا تو پالے نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ تم یہاں آ کر خوش نہیں ہو گیا۔۔۔ یا لے نے پوچھا۔۔۔ سنائیہ نے ایک دم چونک کر اسے دیکھا.... نہیں یار میں بھلا کیوں خوش نہیں ہوں گی۔۔۔ سنائیہ نے الٹا سوال کیا۔۔۔ کیونکہ یہاں تمہارا وہ کھڑوس جو نظر نہیں آئے گا اس لیے مجھے لگا تم خوش نہیں ہو گی۔۔۔ یا لے مسکرا ہٹ دیا کر بولی۔ استغفر اللہ... بد تمیز... سونے دو مجھے ابھی۔۔۔ پھر شام کو بہت ساری باتیں کریں گے.. سنائیہ اسے آنکھیں دکھا کر بولی تو وہ ہنستے ہوئے سر ہلا گئی۔۔۔ سنائیہ بیڈ پر لیٹی آبان کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔ آج وہ بہت بد لے ہوئے لگ رہے تھے ان کی آنکھیں، ان کی

باتیں، ان کا لہجہ سب بدلا ہوا تھا۔ وہ شاید میری طرف دیکھ بھی رہے تھے۔ پاس بیٹھی پالے کا ہاتھ تھام کر وہ مدھم آواز میں بولی

آج وہ بہت بدلے ہوئے لگ رہے تھے ان کی آنکھیں، ان کی باتیں، ان کا لہجہ سب بدلا ہوا تھا۔ وہ شاید میری طرف دیکھ بھی رہے تھے۔ پاس بیٹھی پالے کا ہاتھ تھام کر وہ مدھم آواز میں بولی پالے نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا اور پھر مسکرائی۔ ہو سکتا ہے وہ تم میں انٹر سٹ لینے لگے ہوں اور تمہارے یہاں آنے پر ادا اس ہوں اس لیے اتنے بدلے ہوئے ہوں۔ پالے

سے

کی اس بات پر سنائیے نے اسے دیکھا۔ پتہ نہیں کبھی کبھی مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے پر پتہ ہے کیا۔۔۔ جب ہمارے دل میں کسی کے لیے احساسات آئیں ناتو ہمیں سب سے پہلے یہی خوش فہمی لاحق ہوتی ہے کہ اگلے شخص کے دل میں

بھی ہمارے لیے فیلنگز ہوں گی۔۔۔ حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ ان کا لہجہ، ان کی باتیں اور ان کا ہماری طرف دیکھنا سب عام ہوتا ہے۔

پر ہماری خوش فہمیاں ہماری آنکھوں اور ہمارے سنتے کی حس کو اتنا کمزور کر دیتی ہیں کہ ہمیں ان کی آنکھوں میں وہ کشش اور لہجوں میں وہ چاشنی محسوس ہوتی ہے جو ہمارے اپنے دلوں میں ان کے لیے ہوتی ہے۔ پر ضروری تو نہیں نہ کہ جو احساسات ہمارے دل میں اس شخص کے لیے ہوں اس کے دل میں بھی ہمارے لیے وہیں جذبات ہوں یہ جذبات ہمدردی بھی تو ہو سکتے ہیں۔

سنائیہ مدہم مسکراہٹ کے ساتھ کہتی آنکھیں موند گئی اور پالے... وہ خاموش ہو گئی تھی۔ اس کے پاس الفاظ نہیں تھے وہ اسے کیا کہتی۔۔۔ سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ اس لیے خاموشی سے اٹھتی باہر

چلی گئی اور پیچھے لیتی صنائبہ نے اپنی نم آنکھوں کو کھول کر ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا اور چھت کو دیکھنے لگی۔ نیند کہاں آتی تھی اسے وہ اس وقت سونے کی عادی ہی نہ تھی۔ افغان ستان کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھا

یب جی کھیلنے میں مصروف تھا۔ جبکہ ستان اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس چیک کر رہا تھا۔۔۔

دو دن تک وہ کراچی جا رہا تھا ماڈلنگ کے لیے۔ جس کی اجازت وہ مرزا صاحب سے پہلے ہی لے چکا تھا۔۔۔ شام کے پانچ بجے کا وقت تھا وہ پانے اور ممانی کے ساتھ باہر لان میں بیٹھی ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی تبھی اس کا موبائل بجاتا تھا جہاں آپی کالنگ نظر آ رہا تھا السلام علیکم آبی سنائیہ نے کال رسیو کرتے ہوئے کیا وعلیکم السلام سنایا کیسی ہو آگے سے جواب آیا۔ میں ٹھیک الحمد للہ آپ سنائیں کیسی ہیں۔ جیجو کیسے ہیں اور گڑیا کیسی ہے؟ سنائیہ نے پوچھا تو مثال سنائیہ کی بڑی بہن نے کچھ کہا تھا۔۔۔ جس پر اس نے اپنے سامنے بیٹھی عفت بیگم کو دیکھا۔۔۔ جی میں خالہ جان کے پاس بیٹھی ہوں۔ اچھا۔ یہ لیں کریں بات سنائیہ نے کہتے ہوئے موبائل عفت بیگم کو

پکڑا یا۔ السلام علیکم بینا کیسی ہو گھر والے کیسے ہیں۔ میں ٹھیک اپ سنا میں خالہ جان مثال نے جواب دیا۔ الحمد للہ کیا بات ہے بیٹا خیریت عفت بیگم نے پوچھا جی خالہ ضروری بات کرنی تھی آپ سے مثال نے کہا ہاں بولونچے عفت بیگم ایک نظر سنائیہ کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

سنائیہ پالے تم لوگ بیٹھو میں آتی ہوں عفت بیگم ان کمتی اندر چلی گئی خالہ وہ حارث نے نامیرا دیور... مثال کہتے ہوئے چپ ہو گئی۔ ہاں تو بیٹا خیریت ہے ناعفت بیگم پریشانی سے

بولی۔ خالہ اس نے سنائیہ کے لیے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور امی (مثال) کی ساس نے کہا ہے کہ میں پایا اور سفیان بھائی سے بات کروں ان کے رشتے کے لیے مجھے اب سمجھ نہیں آرہی کیا کروں۔ اس لیے مسوچا آپ سے مشورہ کروں۔ مثال کے کہنے پر عفت بیگم سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

حارث مثال کا دیور تھا ویسے تو وہ پڑھا لکھا اور سلجھا ہوا لڑکا تھا ادب احترام کرنے والا ماشاء اللہ جاب بھی اچھی تھی اس کی لیکن پھر بھی عفت بیگم ابھی

یہ نہیں چاہتی تھیں۔ بیٹا میں سفیان اور عامر بھائی سے بات کروں گی لیکن ابھی! انتی جلدی کیا ہے۔ سنائیہ کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔۔ میری پالے سے بھی چھوٹی ہے۔ اس پر ابھی ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالوں ابھی عفت بیگم نے جیسے بات کو ٹالنا چاہا

لیکن خالہ کاشف منال (کاشوہر) اور امی کہہ رہے تھے کہ اگر سب مان جاتے ہیں تو ابھی بس منگنی کر لیں گے۔ شادی دو تین سال بعد کر لیں گے۔۔۔ مثال نے بتایا۔۔۔ تو عفت بیگم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔ مثال کے سسرال والے تو جیسے پوری تیاری کیے بیٹھے تھے۔ مثال بچے میں نے کہا میں خود بات کروں گی عامر بھائی کوئی عمر نہیں نکلی جا رہی سنائیہ کی۔ اور ویسے بھی میں ہوں نا سنائیہ میری ہی بیٹی ہے

سمجھتی

بس... اب تم خود سمجھ جاؤ.. عفت بیگم نے ڈھکے الفاظ میں اسے کچھ باور کروایا۔ وہ مسکراتے ہوئے سر ہلا گئی۔۔۔ جی خالہ جان ٹھیک ہے.. اب آپ جلدی بات کر لیجیے گا بابا سے تاکہ کاشف اور امی کو بھی بنا سکوں۔ او کے اللہ حافظ... بعد میں بات کروں گی انشاء اللہ مثال ادب سے کہتی کال کٹ کر گئی۔

میں

حارت اچھا لڑکا تھا۔ وہ اسکا دیور تھا وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی۔ اسے حارث کے لیے افسوس بھی ہو رہا تھا وہ دو سال سے مثال کے پیچھے پڑا ہوا تھا سنائیہ کے رشتے کے لیے پرچونکہ عفت بیگم کچھ اور سوچ کر بیٹھی تھیں تو اس کے لیے عفت بیگم کی خوابش زیادہ اہم تھیں۔ اس لیے وہ سوائے خاموش ہونے کے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔

کیا بات تھی خالہ جان سب ٹھیک ہے نا۔ آپ کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔ سنائیہ عفت بیگم کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے بولی۔ کچھ نہیں بیٹا۔ بس ایسے

ہی بات کرنی تھی اس نے۔۔۔ عفت بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور سنائیہ کو دیکھا۔ اور ان کے چہرے کی مسکراہٹ کو دیکھ کر سنائیہ کو پتا چل... گیا کہ پریشانی والی کوئی بات نہیں۔۔۔ اس لیے وہ بھی مسکرا پڑی رات کو مرزا صاحب گھر آئے تھے وہ جانتے تھے کہ سنائیہ آئی ہوئی ہے اس لیے اس کے لیے چاکلیٹس لائے تھے۔ وہ خوشی سے گھر میں داخل ہوئے تو سامنے ہی لاونج میں افغان پالے اور عفت بیگم بیٹھی تھیں۔ سنائیہ ان کے ساتھ نہیں تھی۔ اسلام علیکم خانو کیسے ہیں آپ انہیں دیکھتا افغان جلدی سے کھڑا ہوتا ان کے گلے لگتے ہوئے بولا.. وعلیکم السلام میں ٹھیک بیٹا جی۔ وہ شفقت سے بولے پر نظریں ادھر ادھر سنائیہ کی تلاش میں تھی۔ جسے دیکھتے وہ تینوں مسکراہٹ دیا کا سنجیدگی اختیار کر گئے۔

میری بیٹی کہاں ہے۔ انہوں نے عشت بیگم سے پوچھا۔۔۔ اشارہ سنائیہ کی طرف تھا۔ جسے وہ اپنی دوسری بیٹی کہتے تھے۔ سنائیہ ان کو بہت عزیز تھی کیونکہ وہ ان کے بڑے بھائی عامر صاحب کی سب سے چھوٹی اور مرزا

صاحب کی لاڈلی بھتیجی تھی۔ مرزا صاحب ان کے چاچو بھی تھے اور عفت بیگم کے رشتے کے حساب سے خالو بھی۔۔۔ لیکن سب انہیں خالو ہی کہتے تھے۔

وہ تو سو رہی ہے خالو آپ لیٹ آئیں ہیں اس لیے ناراض تھی آپ سے افنان سنجیدگی سے بولا۔ سنائیہ جو دروازے کے پیچھے ہی چھپی ہوئی تھی خاموشی سے قدم اٹھاتی مرزا صاحب کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔۔۔ کیا۔۔۔ نہیں میری بیٹی مجھ سے ناراض نہیں ہوتی کبھی بھاؤ۔۔۔۔۔ وہ ابھی بول ہی رہے تھے کہ سنائیہ نے پیچھے سے اگر ایک دم انہیں ڈرایا۔ پر اس کا منہ لٹک گیا تھا کیونکہ مرزا صاحب تو بالکل ہی نہیں ڈرے تھے۔۔۔ کیا خالو۔۔۔ آپ تو ڈرے ہی نہیں۔۔۔ کبھی تو ڈر جایا کر یہ وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔۔۔ تو مرزا صاحب نے قہقہہ لگایا۔

سیڑھیوں سے اترتے سنان نے اسکی یہ ساری کارروائی دیکھی تھی۔ مجھے ایسے ہی لگ رہا تھا کہ یہ بدل گئی ہے۔۔۔ حرکتیں تو اب پہلے کی طرح ہی ہیں۔ آج

خالہ جانی... پلیز زرزرز... یاں آپ کو پتا ہے نا میں دودھ نہیں پیتی۔۔۔ مجھے نہیں پسند بالکل بھی۔۔۔ میں نے بھی چائے پنی ہے۔۔۔ سنائیہ منہ بگاڑ منت بھرے لہجہ میں بولی۔۔۔ مرزا صاحب چائے کے سب لیتے ان کو بڑے مزے سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ پالے دودھ پیتی سنائیہ کے چہرے کے رباکشن انجوائے کر رہی تھی۔۔۔ نہیں کوئی چائے نہیں ہے۔ آج دودھ پیو کل صبح چائے ملے گی وہ بھی بس ایک ٹائم ناشتے کے وقت۔۔۔ آج سے رات کو ہمیشہ تم دودھ پی کر سویا کرو گی۔ صحت دیکھو اپنی عفت بیگم اس کو ڈیٹے ہوئے بولیں۔۔۔ ہیں۔ اللہ اللہ کریں خالہ میں چائے کے بغیر نہیں رہ سکتی۔۔۔ میرا ہی پی لو ہو جاتا ہے اور سر میں بھی درد ہوتا ہے۔ پلیز میں نے نہیں پیٹا دودھ وہ منہ بگاڑ کر بولی

چائے نا پینے سے پیپی لو... واہ مرزا صاحب اس کے بہانے پر ہنستے ہوئے ہوئے۔۔۔ خالو آپ تو میری سائیڈ لیں نا۔۔۔ سنائیہ نے ان کو ہنستے دیکھ کر خفگی سے کہا۔۔۔

اچھا بیٹا جی ابھی دودھ پی لودیکھو خالہ جانی کتنے پیار سے لائی ہیں آپ کی۔۔۔

چائے بھی ہی لینا پر آج نہیں کل اوکے۔۔۔ مرزا صاحب کے پیار کہنے پر وہ

ایک خفگی بھری نظر خالہ پر ڈالتی دودھ کا گلاس تھام گئی۔ لیکن اسے پیتے

ہوئے اس نے چہرے کے اتنے ایکشنز بنائے تھے کہ پالے ہنس ہنس کے

لوٹ پوٹ ہو گئی۔۔۔ مرزا صاحب اور عفت بیگم کا حال بھی پالے سے زیادہ

مختلف نہ تھا۔۔۔ چلو بیٹا اب آپ لوگ جا کر سو جاؤ دس بج گئے ہیں۔۔۔ ستان اور

افغان آجائیں گے بعد میں۔۔۔۔۔ عفت بیگم کے کہنے پر وہ دونوں کمرے میں

چلی گئی۔۔۔ پیچھے سے مرزا صاحب اور عفت بیگم بھی تھوڑی دیر بعد اپنے

کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ کمرے میں آکر ان دونوں نے نماز ادا کی اور

سونے کے لیے لیٹ گئیں۔۔۔۔۔

سنائیہ پالے کے برابر میں بیڈ کے دائیں جانب لیٹی ہوئی تھی۔ ان دونوں کا

رخ ایک دوسرے کی طرف تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں مدہم روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ پالے سنائیہ کے چہرے پر کچھ
کھوج رہی تھی۔۔۔۔ جبکہ وہ بظاہر تو وہ اسکی طرف چہرہ کیے ہوئے تھی پر
کھوئی کہیں اپنے ہی خیالوں میں تھی۔۔۔۔ کر رہی ہوا نہیں؟ پالے کی آواز
اسے خیالوں

کیا میں

سے باہر لائی۔

سے باہر لائی۔

پایا اور بھائیوں کو یاد کر رہی ہوں پر انہیں یاد نہیں کر رہی بس میں یہ سوچ
رہی تھی وہ کیا کر رہیں ہونگے۔۔۔ جب سے میں یہاں آئی ہوں کیا انہیں
غلطی سے ہی صحیح ایک بار بھی میرا خیال آیا ہوگا۔۔۔ وہ جانتی تھی پالے کس
کا پوچھ رہی ہے اس لیے صاف گوئی سے بولی

کیا اتنی محبت کرتی ہوں ان سے...؟ پالے نے ہنوز اس کے چہرے پر نظریں
جمائے مدہم آواز میں پوچھا۔ محبت نہیں ہے پالے۔۔۔ بس وہ اچھے لگتے ہیں۔

میں کہ کہتی ہوں مجھے ان سے محبت ہے پر میں جانتی ہوں یہ محبت نہیں۔
ایک لڑکی اپنی زندگی اور اپنے ہمسفر کے لیے بہت خواب دیکھتی ہے۔ اور پتا
ہے میں

جب جب ان کو دیکھتی ہوں۔ وہ مجھے ہر لحاظ پر فیکٹ لگتے ہیں۔ وہ کسی بھی
لڑکی کا آئیڈیل ہو سکتے ہیں۔۔ اس لیے وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔ میں
کہتی ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے۔ پر کبھی کبھی میں خود نہیں سمجھ پاتی کہ
کیا سچ میں یہ محبت ہے۔۔؟ میں؟ نہیں جانتی یہ محبت ہے یا نہیں پر مجھے اتنا پتا
ہے جب وہ میرے محرم بنیں گے ناتب مجھے ان سے سچی والی بے پناہ محبت
ہوگی اور میں چاہتی ہوں وہ میرے محرم بن جائیں۔ سنائیہ کے کہنے پر پالے
مسکرائی اللہ پاک وہ کر دیں جو تمہارے اور ان کے حق میں بہتر ہے۔۔ امین
پالے نے دل میں دعا کی تھی۔۔۔ اور آنکھیں موند گئی۔

سنائیہ کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی پر نیند نے تو جیسے قسم کھا رکھی تھی نا
آنے کی ایک نئی جگہ اوپر سے چائے نا پینے سے سرد درد بھلا وہ کیسے ہو سکتی

تھی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی چھوٹی گول گھڑی پر ٹائم دیکھا جہاں گیارہ بج کر دس منٹ ہو رہے تھے... وہ اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھی۔ اس نے پالے کو آواز دی... یا لے... پر وہ شاید گہری نیند

میں تھی۔۔۔۔۔ یا لے اٹھو دو.. سنائیہ نے کہتے ہوئے اس کا کندھا ہلایا۔ پالے نے زبردستی اپنی آنکھوں کو کھول کر سامنے بیٹھی سنائیہ کو دیکھا۔۔ کیا ہوا یا رررر... پالے خمار بھری آواز میں بولی مجھے چائے پینی ہے آ جاؤ چائے بنانے چلتے ہیں۔۔ پلیز... مجھے نیند نہیں آرہی اور سر میں بہت درد ہو رہا ہے... وہ منت بھرے لہجہ میں بولی... تو ناچار پالے کو اپنی پیاری نیند کو اس کے لیے قربان کرنا پڑا۔۔ چلو آ جاؤ۔ سنائیہ جلدی سے بیڈ سے اترتی اس کو ایسے ہی اپنے ساتھ گھسیٹ کر کچن میں لے آئی۔ پالے نے آنکھوں کو مسلا اور فریج سے دودھ نکال کر سنائیہ کو پکڑایا۔ سامنے پڑی پتیلی کو سنائیہ نے اٹھا کر چولہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا۔۔۔۔۔ کر چولہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا۔

یار سنانیہ تم چائے بناؤ میں منہ دھو کر آئی۔۔ نہیں تو آنکھیں بند ہو جائیں
گی۔۔۔ پالے آنکھوں کو

میری

زبردستی کھولتے ہوئے بولی۔

سے

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ سنانیہ کے کہنے پر وہ فوراً کچن نکل گئی۔۔۔ سنان جو کچن
میں پانی لینے کی غرض سے آیا تھا کچن میں لائٹ کو جلتے دیکھ کر حیران ہوا۔ وہ
اور افغان تقریباً پندرہ بیس منٹ پہلے ہی واپس آئے تھے۔۔۔ افغان تو آتے ہی
سو گیا تھا پر سنان جاگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظر پانی کے خالی جگہ پر پڑی تو وہ پانی
لینے آیا تھا تاکہ رات کو اگر افغان کو پیاس لگے تو
کچن میں اسے مسئلہ ناہو۔۔۔ وہ جیسے ہی کچن کے دروازے پر پہنچا سامنے ہی
نظریں سنانیہ کی پشت پر پڑیں۔۔۔ جو

چائے بنانے میں گم تھی... گلے میں ڈالا ہوا دوپٹہ دونوں کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جہاں سے بہت سے بال بابر بکھرے

ہوئے تھے۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر کے لیے تو وہ اسے ایسے کی دیکھتا رہا جو شاید چائے میں چینی ڈال رہی تھی۔ ماشاء اللہ... یہ مس خریلی تو بہت خوبصورت ہو گئی

ہے۔۔۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل تخریلی کی تعریف کر رہا ہوں؟ اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔ اور اسے مخاطب کرنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔۔۔

کرچو لہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا... یار سنائیہ تم چائے بناؤ میں منہ دھو کر آئی۔ نہیں تو میری آنکھیں بند ہو جائیں گی۔۔۔ پالے آنکھوں کو زبردستی کھولتے ہوئے بولی۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ سنائیے کے کہنے پر وہ فوراً کچن سے نکل گئی۔۔۔ سنان جو کچن میں پانی لینے کی غرض سے آیا تھا کچن میں لائٹ کو جلتے دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔ وہ اور افنان تقریباً پندرہ بیس منٹ پہلے ہی واپس آئے تھے۔۔۔ افنان تو آتے ہی سو گیا تھا پر سنان جاگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظر پانی کے خالی جگ پر پڑی تو وہ پانی لینے کچن میں آیا تھا تاکہ رات کو اگر افنان کو پیاس لگے تو

اسے مسئلہ نہ ہو۔ وہ جیسے ہی کچن کے دروازے پر پہنچا سامنے ہی نظریں سنائیے کی پشت پر پڑیں۔۔۔ جو چائے بنانے میں گم تھی۔۔۔ گلے میں ڈالا ہوا دوپٹہ

دونوں کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔۔۔ جہاں سے بہت سے بال بابر بکھرے

ہوئے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر کے لیے تو وہ اسے ایسے کی دیکھتا رہا جو شاید چائے میں چینی ڈال رہی تھی۔ ماشاء اللہ۔۔۔ یہ مس خریلی تو بہت خوبصورت ہو گئی

ہے۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل نخریلی
کی تعریف کر رہا ہوں؟ اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔۔ اور اسے مخاطب
کرنے کے لیے لب کھولے

ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔۔
اسیر محبت از قلم اینجل

مینہ ری بوسید پ سے میں پیس میں ربی سی
ماشاء اللہ... یہ مس نخریلی تو بہت خوبصورت ہو گئی ہے۔۔۔ اس نے دل
میں سوچا۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل نخریلی کی تعریف کر رہا ہوں؟
اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔۔ اور اسے مخاطب کرنے کے لیے لب کھولے
ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔ چہرے پر ایک دم شرارتی مسکراہٹ
نمودار ہوئی۔۔۔ اور چمکیلی بھوری آنکھیں اور زیادہ چمکی تھیں۔۔۔۔۔ اسے
سنائیہ کو شام والی حرکت یاد آئی... اس لیے خاموشی سے قدم اٹھاتا اس کے
..... پیچھے جا کھڑا ہوا اور آہستہ آواز میں بولا... بھاؤ

آبیہ... سنائیہ اپنے پیچھے کسی کی آواز سنتی ایک دم خوف سے چیخ مارتی
پلٹی تھی اسی بڑی میں اس کے ہاتھ کی پشت چولہے پر پڑی گرم پتیلی سے جا
نکرائی

آنکھیں بند کرتی وہ ایک دم سسکی تھی... اور پھر فوراً آنکھیں کھول کر سامنے
دیکھا جہاں سنان ایک دم سنجیدہ ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

سنائیہ کی آنکھوں میں جہاں ڈرنے سے نمی آئی تھی وہی اب ہاتھ کی پشت پر
ہوتی جلن سے اور زیادہ بڑھنے لگی تھی۔۔۔ تھوڑی بکا سا کپکپائی تھی۔ سنان
... اسکی آنکھوں میں خوف اور تکلیف سے بڑھتی نمی کو دیکھتا پریشان سا ہو گیا

ایم.. ایم سوسوری سنائیہ میرا مقصد تمہیں برت کر نابالکل نہیں تھا۔ میں بس
آنگ کر رہا تھا۔۔۔ وہ دو قدم

... سنائیہ کے قریب ہوتا اس کا ہاتھ تھام کر دیکھتے ہوئے بولا

اس کے ہاتھ پکڑنے پر سنائیہ تو ایک دم بوکھلا گئی تھی۔ اس نے فوراً چہرا اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے سنان کو دیکھا جس کا سارا دھیان سنائیہ کے ہاتھ کی پشت پر تھا۔

ایم سو سو ری یار... سنان سنائیہ کی ہلکی ہلکی سرخ ہوتی ہاتھ کی پشت کو دیکھتا ہوا بولا۔ اور سامنے کھری سنائیہ کو دیکھا جو ہوکھلائے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ نظریں سنائیہ کی بکا بکا، پھیلی ہوئی تم آنکھوں ٹکرائیں۔ وہ سب بھولائے اسکی نم آنکھوں میں بے ساختہ کہیں کھو گیا تھا۔ سنائیہ نے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش سے سی

کی تو وہ ایک دم ہوش میں آیا... اس نے ایک نظر پھر سنائیہ کو دیکھا جو بالکل پاس ہی کھڑی تھی۔ پھر اپنی پوزیشن کا خیال آیا تو ایک دم اس کا ہاتھ چھوڑتا دو قدم پیچھے لیتا کھڑا ہو گیا۔

دو قدم پیچھے لینا نصر ابونیا

ام.... ایم سوری اگین.... میں بس تمہیں۔۔۔ وہ آنکھوں کو جھپکتا اپنی صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ پردے نہیں پارہا تھا۔۔۔ نظریں بار بار بھنک کر جان بوجھ کر سنائیہ کی نم آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کر رہی تھیں جو سنان کو کنفیوز کر رہی تھی... ک کوئی بات نہیں سنان بھائی.... وہ جلدی سے کہتی دوپٹے کو سر پر جھاگئی۔ کیا ہوا سنائیہ..؟ سنان کی نظریں ہنوز سنائیہ پر جمی تھیں جب پیچھے سے پالے کی آواز پر اس نے چونک کر پیچھے... دیکھا

مجھے ایسے لگا جیسے تم چلائی تھی۔ وہ ایک نظرستان کو دیکھتی سنائیہ کے پاس آتے ہوئے بولی۔ ہاں وہ سنائیہ نے ایک نظرستان کو دیکھا... وہ میرا ہاتھ جل گیا غلطی سے تو اس لیے شاید میری چیخ نکل گئی... اسکی بات پر جہاں پالے پریشان ہوئی تھی وہی سنان نے حیرت سے اسے دیکھا.. کیا ہاتھ جل گیا۔۔۔؟ کیسے؟ پالے پریشانی سے بولی... بس ایسے ہی غلطی سے.. چھوڑو زیادہ

نہیں ہے۔ سنائیہ زبردستی مسکرا کر بولی.. انکھیں بنوزنم تھی.. سنان کو ایک بار پھر حیرت ہوئی وہ آخر اس کا نام کیوں نہیں لے رہی تھی۔ ہاتھ غلطی سے جلا پر غلطی کرنے والا تو وہی تھا نا۔

ادھر او میں دوائی لگاؤں دیکھو سکھن ریڈ ہو رہی! وہ اسے لے کر کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔ یا لے کے صاف پریشانی تھی۔ سنان نے بھی اس کے لہجے میں ہاتھ کی پشت کو دیکھا جو بہت زیادہ تونہ جلی تھی پر بہت کم بھی نہ ... تھی۔ لیکن سرخی اختیار ضرور کر چکی تھی

پر میری چائے... سنائیہ نے مل کر چائے کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔ جہاں چائے اہل رہی تھی۔۔۔ سنان نے ایک بار پھر حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ یہ لڑکی تو بار بار اسے حیرتوں میں غوطہ زن کر رہی تھی۔۔۔ اب بھی اسے ہاتھ کی جلن سے زیادہ چائے کی فکر تھی۔

پی لینا چائے بھی پہلے ادھر بیٹھو۔ یال نے اسے زبردستی کرسی پر بٹھایا اور پھر پلٹ کر فریج کے نچلے حصے میں کچھ تلاش کرنے لگی... سنائیہ نے چہرہ موڑ کر

چولہے پر رکھی پتیلی کو دیکھا۔ اور پھر ساتھ کھڑے سنان کو جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ پر اس کی آنکھوں میں حیرت تھی اور ماتھے پر بل تھے جس پر سنائیہ نے غور نہیں کیا تھا۔

وہ آگے بڑھتا فریج سے پانی کی بوتل نکال کر باہر چلا گیا۔۔۔ پیچھے پالے نے پہلے اس کے ہاتھ پر کوئی ٹیوب لگائی اور پھر خود ہی اس کو چائے ڈال کر دی۔۔۔ جسے وہ مزے سے پیتی وقفے وقفے سے ایک نظر ہاتھ کی پشت پر ڈال لیتی۔ اسے جلن ہو رہی تھی۔ جسے وہ برداشت کیے بیٹھی تھی۔ کیونکہ اس کا ہاتھ پہلے بھی کئی بار کچن میں جل چکا تھا اس لیے وہ اب عادی تھی ایسی تکلیف کو برداشت کرنے کی جب انسان کو ایک ہی تکلیف بار بار ملے نہ پھر اس کے اندر خود بخود بی اس تکلیف کو برداشت کرنے کی ہمت آ جاتی ہے۔ پھر چاہے وہ تکلیف انسان دیں یا ہے جان چیزیں

چائے پینے کے بعد وہ سکون سے جا کے سوئی تھی۔۔۔۔۔ اگلی صبح معمول کے حساب سے اس نے فجر پڑھی اور پھر پالے کو نماز کے لیے جگا کر خود قرآن پاک کھول کر

تلاوت کرنے لگی تلاوت قرآن کے بعد وہ باہر لان میں کرتھلنے لگی۔ صبح صبح لان درخت اور ہری بھری گھاس کی بریانی اوپر ان پر گرے نئے تھے شبنم کے قطرے ساتھ میں پرندوں کی چچھات بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

وہ اس منظر کو محسوس کرنے میں محو تھی۔۔ جب یالے بھی اس کے پاس آگئی۔۔

نا

... کتنا خوبصورت لگ رہا ہے دیکھ کر خوشی سے بولی سب وہ پالے کی طرف

بہم... بہت خوبصورت ہے... پالے نے بھی اسکی تائید کی۔ پیروں کے نیچے دبی گھاس پر موجود شبہم کے قطروں کی نمی کو محسوس کرنے کے لیے اس نے اپنی چپل اتار کر سائیڈ پر رکھ دی۔ اور اسے دیکھتے دیکھتے پالے نے بھی اپنی چپل اتار دی اپنے پیروں کے نیچے ٹھنڈک کو محسوس کرتے ہوئے سنائیہ نے انکھیں بند کر کے ایک دم جھرجھری لی

ہونٹوں پر بکھری مدیم مسکراہٹ کے ساتھ اور بند انکھوں کو بھینچ کر وہ جس طرح ہلکا سا کانپی تھی یہ منظر کسی کی انکھوں کو بہت بھایا تھا۔ یہ منظر اسے اتنا زیادہ بھایا تھا کہ اس شخص نے سنائیہ کے چہرے کی مسکراہٹ اس کی بھینچی ہوئی انکھوں اور جھرجھری لینے کو اپنی انکھوں کے راستے سے گزار کر اپنے دل کی پنجرے میں قید کر لیا تھا۔۔۔

ماشاء اللہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا وہ سامنے کے منظر کو دیکھتا ہوا مبہوت سا بڑبڑایا۔ جہاں سنائیہ ننگے پیر نرم و ملائم گھاس پر چلتی ہوئی مسکرا کر یا لے سے باتیں کر رہی تھی۔ استغفر اللہ۔۔ میں کیوں ایسے چھپوروں کی طرح

اسے تاڑ رہا ہوں۔۔؟ سنان مرزا انسان کے بچے بنو شیطان کے نہیں۔۔ وہ خود کو ڈپٹتا ہوا جلدی سے بالکنی سے بٹ

گیا۔۔ وہ ہمیشہ صبح چھ بجے کے قریب ہی اٹھتا تھا اور جاگنگ کے لیے جایا کرتا تھا۔ اگر اس کی آنکھ وقت سے پہلے کھل جاتی تو وہ کبھی کبھی نماز بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ آج وہ ویسے ہی لیٹ اٹھا تھا اس لیے نماز پڑھنے یا اس کے قضاء ہو جانے کا خیال تک اس کے اس پاس نہ آیا۔۔ وہ ہمیشہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا ہو کر باہر کے منظر کو دیکھتے ہوئے انگڑائی لیتا تھا اس لیے آج بھی وہ بالکنی میں کھڑا گھر کے لان کو دیکھتا ہوا انگڑائی ہی لے رہا تھا۔ لیکن وہاں سنائیہ کو دیکھ کر اس کی انگڑائی لیتے بازو ہوا میں ہی کہیں رک گئے۔۔ تھی اور سستی تو کہیں دور جا بھاگی تھی۔۔

اس کا کمرہ اس طرز سے بنا تھا کہ اس کی بالکنی باہر لان کی طرف آتی تھی اس لیے وہ ہمیشہ صبح اٹھ کر سبب سے پہلے لان کو ہی دیکھتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واش روم سے جاگنگ سوٹ میں ملبوس باہر نکلا جو کہ ایک بلیک ٹراؤزر اور

براؤن ٹی شرت تھی۔ اس کی نظر سوئے ہوئے افنان پر پڑی۔ ایسا کرتا ہوں
اس کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں جاگنگ

پر

سنان سوچتے ہوئے اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔ اوئے افنان اجایا جاگنگ پر
چلتے ہیں۔۔ یہ اس نے کوئی تیسری بار افغان کو کہا تھا لیکن وہ ٹس سے مس نہ
ہوا۔ اے او گینڈے تجھے کہہ رہا ہوں میں کون سی چرس پی کر سویا ہے جس
کانشہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ سنان نے دانت پیس کر کہتے ہوئے اس
کے چہرے پر سے کمبل بتایا۔۔۔ یار کیوں تنگ کر رہا ہے میں نے جاتا جاگنگ
پر۔۔ تو نے جانا ہے تو جانا۔ مجھے کیوں تنگ کر رہا ہے۔۔ سونے دے مجھے
افنان بند آنکھوں سے خمار بھری آواز میں واپس کمبل اوڑھنے لگا جسے سنائے

درمیان میں ہی

...روک لیا

کہتا

میں تو تجھے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا اس لیے جلدی اٹھ جا نہیں تو میں نے پانی پھینک دینا ہے تیرے اوپر... سنان وار ننگ دیتے ہوئے بولا۔ جسے افغان سرے

سے اگنور کرتا ویسے ہی آنکھیں بند کرتا سو گیا۔۔۔ اچھا بیٹا یہ بات ہے۔ تو تو نہیں جا جائے گا۔ سنان سر بلا کر بولتے ہوئے بیڈ کی دوسری سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ کو اٹھایا اور واپس افغان کے سر پر پہنچا جواب بغیر کمبل منہ پر اوڑھے سویا ہوا تھا۔ بیڈ پر اس کا منہ تھا اور اوپر تلوار کی طرح لٹکتا ہوا پانی سے بھرا جگ... سنان نے جگ کو تھوڑا تیرھا کیا لیکن پانی کے گرنے سے پہلے ہی واپس سیدھا کر لیا۔ بھلا میں اپنے پیارے بیڈ کو کیوں گیلا کروں.. اور ویسے بھی یہ سین بڑا پرانا ہو گیا ہے۔ کچھ نیا کرتے ہیں۔۔۔ وہ اپنی بیئر ڈکھاتے ہوئے خود سے بولا اور جگ سائیڈ ٹیبل پر واپس رکھ دیا۔۔۔ افغان کو گدھے... گھوڑے بیچ کر سوئے دیکھ اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی اتھا

تھوڑا

اس نے اپنی سائیڈ پر نظر آتے افغان کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا جس پر افغان نیند میں ہی کسمایا اور بازو چھڑانے کی کوشش بھی کی لیکن سنان نے اسے مضبوطی تھام لیا۔ سے

چل بیٹا اب تو اٹھنا ہی پڑے گا تجھے سنان نے دانت نکال کر کہتے ہوئے افغان کو اپنی طرف کھینچا۔ اس کا ارادہ افغان کو بیڈ پر سے گرانے کا تھا پر براہوا کہ افغان ابھی آدھا بیڈ پر اور آدھا ہوا میں تھا۔۔۔ جب سنان کا اپنا پیر دوسرے ... پیر میں اٹکا اور وہ دھڑم کمر کے بل فرش پر جا گرا

اب اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور افغان جو چیخ سنتا بڑبڑا کر اٹھ رہا تھا بیڈ پر لٹکا

ہونے کی وجہ سے ایک دم سنان کے اوپر جا گرا۔ آئیسی... بائے اللہ بہ وہ ستان کی ٹانگوں پر آڑھاتر چھاتی زور سے گرا تھا کہ سنان کے منہ سے پھر چیک نکل گئی... یا لے اور سنائیہ جو سنان کی پہلی

سے

چنچ سنتے ہی اندر کی طرف بھاگی تھی سنان کی دوسری دلخراش چنچ نے دونوں کو اور زیادہ ڈرا دیا۔ یا اللہ خیر عفت بیگم اور مرزا صاحب پریشانی کے عالم میں کہتے ہوئے سنان کے کمرے کی طرح بھاگے۔ یا لے اور سنائیہ بھی ان دونوں کو ان کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھ ان کے پیچھے گئی۔۔۔ اپے کمینے اٹھ جا۔ بہائے اللہ... سنان در سے بلبلاتا ہوا

... چلایا

یار کیسے اٹھوں افنان اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک بار پھر اس کے اوپر جا گرا۔

پائے ماماں۔۔۔!!!! جس پر درد سے بلبلاتا سنان پھر

. چلایا

گدھے آہستہ چلا مجھے کیوں بہرا کر رہا ہے... افنان غصے سے کہتا اپنی بیڈ پر دھری دونوں ٹانگوں کو باری باری نیچے زمین پر لایا۔۔۔ باقی جس تو ویسے ہی

سنان کے اوپر گرا ہوا تھا۔ سنان بچے کیا ہوا۔۔۔ عفت بیگم دروازہ بجاتے ہوئے پریشانی سے بولی۔ افغان ستان کیا ہوا ہے۔ کیوں چلا رہے ہو۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔ دروازہ کھولو۔۔۔ مرزا صاحب فکر مندی سے بولے۔۔ ان کی آواز سن کر افغان جلدی سے سنان پر سے بٹا اور دروازے کی طرف جا ہی رہا تھا کہ سنان نے اس کے پیروں کے آگے اپنی ٹانگ اٹکائی اور بیچارہ افغان اوندھے منہ فرش پر جا گرا۔ ایہہ ہائے اماں اب چلانے کی باری افغان کی تھی۔

افغان سنان کیا ہو گیا ہے بچے کچھ تو بولو۔۔۔ عفت بیگم بھرائی آواز میں بولی وہ پریشانی سے رونے والی ہو گئی تھیں۔۔ جسے محسوس کرتے سنان قمر پکڑ کر اہر جاتے جاتے افغان کو ٹانگ مارنا نہیں بھولا۔ مرکینے۔۔ انسانوں کی طرح اٹھ جاتا تو کیا ہو جاتا۔۔ سنان منہ کے زاوے بگاڑ کر بولا۔ اور زمین پر الٹا پڑا افغان ایک بار پھر آئینی کر کے رہ گیا۔۔۔۔ سنان نیرشہا میزھا چلتا ہوا دروازے تک

پہنچا اور دروازہ کھولا.. دروازہ کھلتے ہوئے باہر موجود چاروں افراد جلدی سے
کمرے میں داخل ہوئے

کیا ہوا بیٹا کیوں چلا رہے تھے تم دونوں عفت بیگم سنان کو پکڑتی اسے اچھی
... طرح دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولی

افغان بینا زمین پر کیوں پڑے ہو تم ایسے... مرزا صاحب کی پوچھنے پر وہ جلدی
سے بدک کر سیدھا کھڑا ہوا۔ وہ کچھ نہیں ہم بس کھیلتے کھیلتے بیڈ سے گر گئے
تھے... افغان زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا۔ سنان نے بھی اسکی
تائید میں سب کو دیکھتے

ہوئے زبردستی ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

جس پر مرزا صاحب نے ان دونوں کو گھوری سے نوازا... الو کے پٹھے ہو تم
دونوں گدھے ناہو تو... ہمیں اتنا ترابر آگے سے دانت دیکھو کیسے نکال رہے
ہیں۔ مرزا صاحب ان دونوں کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔ ان دونوں نے

فور اپنے دانت اندر کیے۔ حد کرتے ہو بچوں میں اتنا پریشان ہو گئی تھی۔

عفت بیگم بھی ناراضگی سے بولی

سوری ماماں جانی سنان عفت بیگم کے گلے لگنے ہوئے لاڈ سے بولا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا۔۔۔ یا لے اور سنائیے ان دونوں کو دیکھتی نفی میں سر ہلا گئی... سنان کو لاڈ سے عفت بیگم کے گلے لگے دیکھ سنائیے کوماں کی کمی کا احساس شدت سے ہوا۔ کبھی وہ بھی ایسے ہی شرارتیں کر کے ان کے ساتھ لاڈ کرتی تھی۔ عفت بیگم کی نظر جب سنائیے کے مرجھائے چہرے پر پڑی تو وہ اسکی ادا سی بھانپ گئی تو سنان سے الگ ہوتی اس کو اپنے گلے سے لگا گئی۔۔۔۔ میری بچی ڈر گئی تھی... انہوں نے محبت سے پوچھا.. جس پر سنائیے کی آنکھیں نم ہو گئی۔ اور اس نے اثبات میں سر... ہلایا۔۔ سب کی نظریں اب ان دونوں پر تھیں

سوری سانی یار... افنان آگے بڑھنا پیار سے بولا تو وہ مسکرائی اور سنان ایک بار پھر مبہوت سا اس کے

ہو نٹوں پر رقصاں مدیم مسکراہٹ دیکھی گیا۔۔۔

جلو آ جاؤ میرا بیٹا ہم چائے پیتے ہیں چل کر۔۔ ان نمونوں کو دفع کرو۔۔۔ یہ تو ہیں ہی الو کے پٹھے۔۔ بچیوں

کو بھی ڈرا دیا پاگلوں نے... مرزا صاحب پیار سے سنائیہ کو کہتے ہوئے ایک... سخت گھوری ان پر ڈالتے ہوئے باہر نکل گئے

ان کے غصے پر افنان اور سنان نے ایک دوسرے کو منہ بی ہنہ میں گالیوں سے نوازا... اب سونے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لیے افنان بھی فریش ہونے چلا گیا۔ اور سنان کا صبح صبح عزت افزائی پر اب جاگنگ پر جانے کا ارادہ کینسل ہو گیا۔ عفت بیگم کچن میں کھڑی ناشتہ تیار کر رہیں تھیں۔ پالے اور سنائیہ ان کی ہیلپ کر رہی تھی۔ تقریباً آٹھ بجے ہی سب نے مل کر ناشتہ شروع کیا۔ سنان نے جو س پیتے ہوئے ایک نظر بالکل اپنے سامنے ہی سنائیہ کو دیکھا جس کا سارا دھیان ناشتے پر تھا۔ پھر سنان کی نظر اس کے

دائیں ہاتھ کی پشت پر گئی جو کل جلاتھا۔ وہاں اب ہلکی ہلکی سرخی موجود تھی۔۔

اس کے جھکے سر کو دیکھ کرستان کے دل نے ایک بہت میں کی تھی.. اس کا دل کیا کہ بس اسے دیکھی جائے پر ارد گرد کا لحاظ کرتا سر جھٹک گیا۔۔۔
نخریلی کے تو نخرے ہی ختم ہو گئے ہیں سارے

مس

مس

تخریلی سے مس معصومہ بن گئی ہے یہ تو۔۔۔ بنوز سنائیہ کے جھکے سر کو دیکھتے
... ہوئے سنان نے دل میں سوچا

پر سوچنے والی بات ہے یہ مجھے اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے اور میں کیوں اس
کو بار بار اتنے غور سے دیکھتا ہوں۔۔۔ اس نے خود سے سوال کیا۔ لیکن اس کا

جواب اسے ابھی نہیں ملا تو سر جھٹکتا اٹھ کھڑا بوا ج سارا دن اس نے افغان کے ساتھ ہی گزارتا تھا۔۔ کیونکہ رات تک افغان نے چلے جانا تھا۔ اس لیے ناشتے کہ ایک دیر ٹھ گھنٹے بعد ہی وہ دونوں گھر سے نکل گئے تھے۔

پیچھے سنائیہ اور پالے نے مل کر پہلے سارا کام کیا اور پھر اپنے کمرے میں جا کر ناول کھول کر بیٹھ گئیں۔۔۔ اوئے میں سوچ رہی تھی کتابی شکل میں ناول منگواتے ہیں زیادہ مزا آئے گا پڑھنے میں... پالے نے مشورہ دیا۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔ تو ایسا کرتے ہیں۔۔۔ عالم یا امر بیل منگواتے ہیں۔ سدا سنائیہ کے چہرہ ناول کا سنتے ہی خوشی سے چمک اٹھا۔

ہممم ٹھیک ہے... دونوں کرتے ہیں۔ ایک تم پڑھ لینا اور ایک میں پھر بعد میں اسے سچینج کر لیں گے۔۔ اور بانی

کو بھی دے دیں گے... پالے سر ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔ لو چڑیل کو یاد کیا اور

چڑیل کی کال آگئی... پالے کی

نظر سنائیہ کے بجتے موبائل پر پڑی تو ہنستے ہوئے بولی اور کال رسیو کی... بس
 پھر شام تک ان تینوں کی چولیاں ہی چلتی رہیں
 افنان شام کے چھ بجتے ہی واپس جا چکا تھا۔... سنان اسے بس سٹاپ چھوڑنے
 جانے کے بعد ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔۔۔ شام کے کھانے کی تیاری
 سنائیہ پالے اور عفت بیگم نے مل کر کی تھی۔ ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے سنان کا
 فرائیڈ فش کو دیکھ کر

منہ بنا تھا۔۔۔ یار ماماں اب اس میں سے کانٹے کیسے نکالوں...؟ وہ اپنے
 سامنے پڑے فش کے پیس کو دیکھتا ہوا منہ بسوز کر بولا۔
 سنائیہ جو اس کے سامنے ہی دوسری سائیڈ والی چئیر پر بیٹھی تھی ایک دم
 چونک کر اسے دیکھنے لگی۔ جس کا سارا دھیان فش اور عفت بیگم پر تھا۔
 اتنے بڑے ہو گئے ہیں... اور ابھی تک فش سے کانٹے نکالنے نہیں آئے...
 سنائیہ نے سوچا۔ جب بھی وہ یہاں آتی تھی تو فش بننے پر ہمیشہ مرزا صاحب
 عفت بیگم

یا پالے جو کہ اس سے چھوٹی تھی وہ سنان کو فش میں سے کانٹے نکال کر دیتی تھیں۔۔ وہ کبھی بھی خود کانٹے نہیں نکالتا تھا۔۔ کیونکہ اسے نکالنے آتے ہی نہیں تھے۔۔ ایک بار جب اس نے کوشش کی تھی تو وہ کانٹا نگل گیا تھا۔۔ جس سے اسے کافی مسئلہ ہوا تھا۔۔ اس کے بعد اس نے خود کبھی فش میں سے کانٹے نہیں نکالے تھے۔ یہ کام اس گھر والے ہی کر کے دیتے تھے۔۔۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ چوبیس سال کا ہو گیا تھا اور ابھی تک یہ کام اس کے گھر والوں کے ذمہ

... تھا

کے

تم کچھ اور کھاؤ میں تب تک نکال دیتی ہوں۔۔۔ عفت بیگم نے کہا تو وہ سر ہلا کر دال چاول کھانے لگا۔ اسکی نظر اچانک سنائیہ پر گئی جو اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی پھر اچانک نظروں کا زاویہ بدل گئی۔ جسے سنان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔ سنائیہ کے جھکے سر کو دیکھتا وہ مسکرایا تھا۔ بالکل مدہم سا ہمیشہ کی طرح

سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکنوں سے الگ بی ساز گایا... استغفر اللہ....
 باز آ جاؤ سنان... اپنے دل کو سمجھاؤ... یہ بات غلط ہے... اس نے خود کو
 ڈیٹا... شاید وہ اپنے جذبات کو محسوس کرنے لگا تھا۔ اس لیے جلدی سے
 .. کھانا کھانے لگا

اگلے دن کی شام ڈھل رہی تھی۔ شام کے پانچ بجنے والے تھے۔ رات تک
 سنان نے کراچی کے لیے نکلنا تھا۔ سنا یہ
 اور پالے باہر لان میں ٹھہل رہی تھیں جب اسکی بلیک بیوی بایک پورچ میں
 آکر رکی... سنان نے بایک سے اتر کر اپنا سیلٹ اتارا اور اسے بایک پر رکھتا
 خان بابا (گارڈ) کے پاس واپس گیا۔۔۔ اور اس کے کوئی بات کرنے لگا۔ جی
 بیٹا ٹھیک ہے... خان بابا نے اثبات میں سر ہلا

کر کہا۔۔۔ ہمہم۔۔۔ اوکے خان بابا۔۔۔ جس پر سنان بھی مسکرا کر کہتا اندر
کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ پر راستے میں ہی اس کی نظر لان میں کھڑی پالے اور
... سنائیہ پر گئی

پالے اپنی پکس بنا رہی تھی اور سنائیہ اپنے ہاتھ میں ایک گلاب کا پھول پکڑے
اس دیکھنے میں محو ہوئی ستان کے قدم خود بخود ان کی جانب بڑھ گئے۔۔
اسلام و علیکم چڑیلوں... سنان نے سلام کیا۔۔۔ وعلیکم السلام پالے نے سلام کا
جواب دیا پر چڑیل کہنے پر سنان کو خفگی سے گھورنا نہیں بھولی۔ اور پھر واپس
اپنے موبائل میں لگ گئی۔۔۔
سنان نے چند قدم کے فاصلے پر سامنے کھڑی سنائیہ کو دیکھا جو ویسے ہی کھڑی
پھول کو پکڑ کر مدہم مسکراہٹ کے ساتھ دیکھنے میں گم تھی۔۔۔ سنان
دھیرے سے قدم اٹھاتا اس کے پاس دو قدم کے فاصلے پر رکا۔۔۔

مسلمان ہونے کے ناطے سلامتی بھیجنا فرض ہے۔۔ وہ سنائیہ کو دیکھتا ہوا بولا۔ سنائیہ نے چونک کر ایک دم اسے دیکھا۔۔ جج۔۔ جی سنان بھائی۔۔؟ وہ نا سمجھی سے ہوئی۔۔ تو سنان نے بغور اسے دیکھا۔۔

پھول سے باتیں کر رہی تھی ناتم۔۔؟ سنان نے سوال کیا۔۔ تو سنائیہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔۔ اسے کیسے پتا چلا کہ وہ پھول سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔؟ اس نے سوچا

نن۔۔ نہیں سنان بھائی میں بس دیکھ رہی تھی۔ وہ نظریں جھکا کر بولی اور خود کو ملامت بھی کی اس وقت پر جب پھول کو دیکھتے ہوئے اسے آبان کا خیال آیا۔۔ اور پھر وہ اس کے بارے میں دل ہی دل میں باتیں کرنے لگی

نظریں تو تم ایسے چرار ہی ہو جیسے میں تمہاری چوری پکڑ لوں گا۔ جو کہ میں پہلے ہی پکڑ چکا ہوں۔ سواب تم میری طرف دیکھ کر بات کر سکتی ہو۔۔ سنان نے نارملی انداز میں کہا۔ سنائیہ نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

میں

وہ میں کیوں ایسا کروں گی نے کوئی چوری تھوڑی کی ہے۔ میں تو بس دیکھ رہی تھی۔۔ کیا پھولوں کو دیکھنا گناہ ہے۔ اس نے سنان کو گھورتے ہوئے کہا.. سنان مسکرایا... اس کے اس انداز پر۔ میں نے کب کہا کہ گناہ ہے۔ بھی تم دیکھو یا پانگلوں کی طرح ان بے زبان پھولوں سے باتیں کرو مجھے کیا۔۔ میں نے تو بس یہ کہا تھا کہ سلام کا جواب دینا مسلمان پر فرض ہے.. اور تم نے مجھے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ سنان کندھے اچکاتا ہوا بولا۔ سنائیہ سلام کا جواب نا دینے پر شرمندہ ہوئی۔ سوری سنان بھائی۔ میں نے نہیں سنا تھا۔۔ وہ شرمندہ سی بولی.. سنان کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔۔

اور رہی بات اس پھول کی... وہ اب اپنا رخ گلاب کے پودے کی طرف کرتے ہوئے مدہم آواز میں ہولی... برا احساس کا تعلق دل سے جڑا ہوتا ہے۔۔ چاہے وہ محبت کا ہو، نفرت کا ہو، ہمدردی کا ہو، عزت کا ہو یا کسی کی

خاموش گفتگو کو سننا... کسی کی خاموشی کو دل سے سننا بھی ایک احساس ہے۔۔ جب انسان دل

سے محسوس کرنے لگے تو اسے ہر بے زبان بولتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے... یہ پھول بھی بولتے ہیں۔۔۔ بس محسوس کرنے کی بات ہے۔۔ جب آپ محسوس کریں گے تو آپ کو بھی ان کی خاموش گفتگو سنائی دے گی۔ کیونکہ ہر گفتگو کو سنتے کے لیے کانوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ بس محسوس کرنا ہوتا ہے۔۔ اور پھر ہمیں ہر بے زبان بات کرتے ہوئے نظر آتا

ہے۔۔۔ سناں ایک پل کے لیے بھی اس پر سے نظریں نہیں بناسکا تھا۔۔۔ وہ اس کے چہرے کی مدہم مسکراہٹ جھکی پلکیں اور اس کا بار بار اس گلاب کے پھول کو ہاتھ لگانا بغیر پلکیں جھپکائے بس دیکھ رہا تھا۔۔ ہائے میں مر جاواں... مس معصومہ تو سچ میں معصومہ ہی ہیں۔ کتنی پیاری باتیں کرتی ہے بالکل اپنی طرح... may be... وہ دل میں بولا.. اور پھر فوراً ہوش میں آیا۔ بمبم

خیر میں یہ کہنے آیا تھا کہ چلو تم دونوں کو کہیں باہر لے چلتا ہوں دس بجے تک

میں ہے کراچی چلے جانا ہے تو وہاں سے واپسی ہو سکتا ہے ہفتے بعد ہو۔۔۔ سنان
کندھے اچکا کر کہتا پالے کی طرف ما... پائے بھائی کیا سچ میں۔۔۔! پالے
موبائل ٹیبل پر رکھتی

ہاں جی چلو جلدی سے ماما کو بتادو۔۔۔ اور ان سے پوچھ بھی لو ساتھ چلنے کے
لیے... میں پندرہ منٹ تک آیا پھر چلتے ہیں۔۔۔ وہ کہتا ہوا واپس باہر کی
جانب بڑھ گیا۔

سنان ان دونوں کو پہلے آئس کریم کھلائی۔۔۔ کھانا کھانے سے ان دونوں نے
انکار کر دیا تھا۔۔۔ عفت بیگم گھر ہی تھیں۔۔۔ سنان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا
جبکہ پالے اور سنائیہ پیچھے والی سیٹس پر تھیں۔۔۔ اب کیا گھر چلیں۔ سنان
سیٹ پر بیٹھا چہرہ اچھے کرتا ہوا ان سے بولا۔۔۔ وہ دونوں اس وقت آبائے میں
ملبوس تھیں۔ اتنے جلدی ابھی تو ہم نے گھوما ہی نہیں۔۔۔ آدھا گھنٹہ سارا
ہوا ہے آئے ہوئے... پالے منہ بنا کر بولی۔۔۔ یار پارک گئے تھے نا وہاں

کہہ دیتی۔۔ اور سنان پر تھوڑی دیر بعد بیک ویو مرر سے ان دونوں کو کم بلکہ سناٹہ کو زیادہ دیکھ رہا تھا۔۔ ہر طرف اندھیرا چھانے لگا تھا۔۔ چلو اب گھر چل رہے ہیں ہم۔۔۔ جب میں کراچی سے واپس آؤں گا تو دوبارہ گھمانے لے آؤں گا۔۔۔ سنان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ بھائی پر جانے سے پہلے ہمیں وہاں سے گول گئے کھلائیں جہاں سے ہم اکثر کھاتے ہیں۔۔ اور بہت ساری چیز بھی لے کر دیں۔۔ آپ چلے جاؤ گے تو چیز کس سے منگوائے گے ہم۔۔۔ پالے نے نیا آرڈر دیا۔۔ تو ایک ہفتہ چیز کھائے بغیر کونسا مر جانا ہے تم دونوں نے۔۔۔ جب دیکھو بس کھائی رہتی ہو کھاتی رہتی ہوں۔ سنان نے شرارت سے کہا۔۔ جبکہ وہ دونوں آگ بگولہ ہو گئی۔۔۔

تو سنان بھائی کیا آپ ہر وقت ہمارے کھانے پر نظریں گاڑھے ہوتے ہیں۔ سنان آنکھوں کو چھوٹا کر کے بولی۔۔۔

ہاں بس آب رہی تم دونوں چڑیلوں کا کھانا گیا ہے۔ جس پر میں نظر رکھو.... سنان نے مسکراہٹ دیا کر سنجیدگی سے کہا اور سیٹ کی پشت پر بازو تکا کر انکی طرف پلٹا پر ان دونوں کی گھوری دیتی آنکھوں کو دیکھ کر اسکی ہنسی چھوٹ گئی بابایا... ارے بھئی ایسے نادیکھو مجھے معصوم سا بندہ ہوں۔۔۔

تمہاری ان چڑیلوں جیسی خونخوار نظروں سے مجھے ہارٹ اٹیک بھی آسکتا ہے۔۔۔ وہ ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا... چلیں ہمیں نہیں

کھانے گول گئے ہمیں بس گھر جاتا ہے اور چیز بھی نہیں لینی ہمیں۔۔۔ بس

گھر چلیں۔۔۔ سنائیہ ناراضگی سے منہ پھر کر بولی۔ ہاں پس

گھر چلیں۔۔۔ آپ نے تو بس طعنہ مارنے ہی

شروع کر دیے ہیں۔۔۔ یا لے بھی سنائیہ کی تائید کرتی ناراضگی سے بولی... سنان نے ایک نظر پالے کو دیکھ اور پھر باہر دیکھتی سنائیہ کو۔۔۔ اس کے چہرے پر نقاط تھا۔۔۔ سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکنوں نے الگ ہی ساز گایا۔۔۔ اور پھر

سار کی اور پھر

لگ

دل میں اچانک اس کا غصہ سے پھولا ہوا چہرہ دیکھنے کی خواہش جاگی جو کہ ابھی تو ناممکن تھا۔ استغفر اللہ.. سنان مرزا تم اس طرح کب سے سوچنے گئے... یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔۔ وہ فوراً خود کو دینتا خیالوں سے باہر نکلا... اچھا یا رمنہ کیوں پھلا رہی ہو تم دونوں کھلاتا ہوں گول گئے بھی اور چیز بھی دلاتا ہوں... سنان نے مسکرا کر کہا تو ان دونوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔۔۔ یہ ہوئی نابات... چلیں پھر جلدی... پالے خوشی سے بولی۔۔ اور ہنستے ہوئے سنائیہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔ سنان ایک نظر پھر ان دونوں پر ڈالتا کارسٹارٹ کر گیا۔۔ جو ایک سائیڈ پر انہوں نے پارک کی ہوئی تھی۔ گول گئے کے سٹال پر گاڑی پارک کرتا وہ باہر نکلا تھا۔۔ وہ گول کیے بنوا رہا تھا جبکہ سنائیہ اور پالے کار کے کھلے شیشے سے باہر کے منظر کو دیکھ رہی تھی۔ ہر طرف اندھیرا تھا۔۔ سڑک کے کنارے لگے بلب کے کھٹمیے پر جلتے

چھوٹے سے بلب کی روشنی ان کی کارپر پڑ رہی تھی۔ ارد گرد دیکھتے سنائیہ کی
نظر سامنے ہی

رہی تھی۔۔ ارد گرد دیکھتے سنائیہ کی نظر سامنے ہی رک گئی تھی۔ جہاں ایک
چھوٹی سی دکان کے باہر پرندوں کے پنخروں پر پڑے تھے۔۔ دکان پر لگے
بلب کی روشنی ان پنخروں پر پڑ رہی تھی۔۔ جن میں رنگ برنگے طوطے
تھے۔۔ کچھ سبز رنگ کے اور کچھ ان سے بہت چھوٹے ایک چڑیا کے سائز
سے تھوڑے سے بڑے تھے۔ پر ان کے رنگ بہت پیارے تھے۔۔ سنائیہ
کی نظر انہی پنخروں کے پاس پڑے ایک اور پنخروں پر گئی۔۔ جن میں سبز
رنگ کے طوطے کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ اسکی نظر نا جانے کہاں تھی پر رخ
سنائیہ کی طرف تھا۔ تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ سنائیہ کو ہی دیکھ کر پنکھ بلا
رہا ہو۔

یالے... سنائیہ نے فوراپلٹ کر پاس بیٹھی پالے کو یکارا... بمکم... پالے
 اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔ یالے وہ دیکھو طوطے... کتنے پیارے ہیں نا۔۔
 مجھے ان میں سے ایک چاہیے پالے پلیز ز ز پلیز ز... وہ پالے کا ہاتھ تھام کر
 منت بھرے لہجہ میں بولی۔۔ کیا کرو گی یار چھوڑو یالے نے منع کیا...
 پلیز ز ز ز یار کتنے پیارے ہیں۔۔ بس ایک دلوا دو پلیز میری پیاری بیسٹی
 نہیں۔۔ وہ ویسے ہی منت کرتے ہوئے بولی تو پالے نے اسے دیکھا۔۔
 بھٹی پہلے تم خود کہہ دینا سنان بھائی سے۔۔ اگر وہ نامانے تو میں بھی منت کرو
 گی انکی ٹھیک ہے۔۔ پالے نے اسکی بات مناتے ہوئے کہا۔۔
 بھٹی پہلے تم خود کہہ دینا سنان بھائی سے۔۔ اگر وہ نامانے تو میں بھی منت کرو
 گی انکی ٹھیک ہے... پالے نے اسکی بات مناتے ہوئے کہا۔۔
 ہاں ٹھیک ہے۔۔ وہ خوشی سے کہتی واپس اس پنجرے کو دیکھنے لگی جس میں
 وہ طوطے کے بچہ تھا۔۔ ستان گول گئے کی پلیٹس لایا اور پالے کی سائیڈ
 والے شیشے سے اس کو پکڑا یا۔۔ پھر واپس اپنی فرنٹ سیت پر آکر بیٹھ گیا۔ اس

کی نظر ان دونوں پر گئی جواب اپنا نقاب اتار چکی تھیں۔ پھر اس نے سنائیہ کو دیکھا جس کی گود میں گول گئے پڑے تھے پر اسکی نظریں باہر تھیں۔ کیا ہوا۔۔۔؟ اس کی کار سے باہر ایک ہی طرف دیکھتا یا کر سنان نے پوچھا۔۔۔ سنان بھائیں..... سنائیہ فوراً اسکی طرف دیکھتی انتہائی نرم لہجہ میں بولی۔۔۔ سنان کو بس اس کے لہجہ کی مٹھاس اپنے کانوں میں گو نجی ہوئی محسوس ہوئی... نظریں بنوز سنائیہ کے چہرے پر جم گئی۔۔۔ جو مکمل واضح نظر تو نہیں آ رہا تھا۔۔۔ پر پھر بھی وہ اس کے چہرہ اور چہرے کے ری ایکشنز کو آسانی سے دیکھ یارہا تھا۔۔۔

جیسی.... سنان نے بھی اسی کی طرح انتہائی نرمی اور محبت سے جواب دیا۔۔۔ سنان بھائی وہ۔۔۔ وہ تھوڑا جھجھک رہی تھی۔۔۔ جسے سنان نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔ پالے نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے ایک گول گیا اپنے منہ میں ڈالا۔ کیا وہ... سنان نے ہنوز اس پر نظریں جمائے آئبروز اوپر کی طرف اٹھا کر پوچھا۔

وہ سنان بھائی۔ بابر ادھر... وہاں۔۔۔ سنائیہ نے انگلی سے اس طرف اشارہ کیا۔۔۔ وہاں بہت پیارے پیارے طوطے ہیں۔۔۔ وہ بنوستان کو دیکھتے ہوئے مدہم آواز میں بولی... تو سنان نے اس کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔ جہاں اسے دکان کے باہر رنگ برنگے طوطوں کے پنجرے نظر آئے۔۔۔ اس نے چہرہ موڑ کر پھر سنائیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو نظروں میں ایک آس لیے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سنان بھائی مجھے وہ چاہے پلیز زز ایک طوطا لادیں۔۔۔ پلیز زز... وہ معصومیت سے پلکیں چھپک کر بولی۔۔۔ اور ستان کو اپنا آپ اسکی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ دل نے پھر نئے طرح سے ساز گایا۔۔۔ جسے محسوس کرتے وہ مسکرایا... بائے میں مر جاواں۔۔۔

-- اتنی معصومیت... سچ میں مس معصومہ بن گئی ہے یہ تو... وہ دل
میں بولا... میں آپ کو پیسے دیتی ہوں... وہ جلدی سے اپنا پرس
... ڈھونڈتے ہوئے بولی

فن نہیں تم رہنے دو میں لے آتا ہوں۔ بتاؤ کونسا والا چاہیے... گرین والے یا
پھر وہ جو کلر فل ہیں چھوٹے والے وہ... اسکی آواز سن کرستان ایک دم
خیالوں سے باہر نکلتا ہوا جلدی سے بولا۔ سنائیہ اور پالے نے جلدی سے اس
کی طرف دیکھا.. وہ اتنی جلدی مان جائے انہیں نہیں لگا تھا۔ تھینک یو سو
مچھ... سنان بھائی... وہ اتنی خوشی سے چہکی کہ سنان بھی مسکرائے بغیر نارہ
سکا... وہ جو رائٹ سائیڈ پر پنجر اڑا ہے نا وہ دیکھیں وہاں تیل کے پاس وہ والا
چاہے مجھے... سنائیہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے جلدی سے بولی...

سنان نے اس کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا اور سر بلاتا ہوا باہر نکلا ارے
واہ انتے جلدی مان گئے۔ اور جلدی سے یہ فنش کرو گھر بھی جانا ہے... پالے
نے سنائیہ کو دیکھ کر حیرت سے کہا... اور اسکی گود میں رکھے گول کیوں کی

طرف اشارہ کیا۔ بمبھم۔ سنائیہ نے اثبات میں سر ہلایا۔۔ مسکرایت اس کے لبوں سے ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہو رہی تھی....

ستان بھائی نہیں کھائیں گے کیا۔۔؟ سنائیہ نے ایک دم یاد آنے پر پالے سے پوچھا۔

نہیں وہ نہیں کھاتے انہیں پسند نہیں ہیں۔ پالے کے جواب پر وہ محض سر بلا کر رہ گئی۔ اور اس طرف دیکھنے لگی جہاں سنان دکان دار سے بات کر رہا تھا۔۔ وہ طوطے لے کر پلٹا۔ تو نظریں کار میں بیٹھی سنائیہ پر گئیں۔۔ وہ . جانتا تھا وہ اسکی طرف ہی دیکھ رہی ہوگی

سنان بھائیں... ایک بار پھر کان میں سنائیہ کی دھیمی مٹھاس بھری آواز گونجی باخدا اگر اتنے پیار سے جان مانگے تو بندہ جان بھی دے دے.. یہ طوطے لے کر دینا کیا چیز ہے... وہ پنجرہ دیکھتا ہوا بڑبڑایا اور ان کی طرف ... بڑھا۔۔ چہرے پر خود بخود مسکراہٹ آگئی

وہ جب سے گھر آئی تھی پنجرہ اپنے سامنے رکھے محبت پاش نظروں سے ان دو طوطے کے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔ سنان نے اسے دو طوطے لا کر دیے تھے اور کہا تھا کہ ایک اکیلا کیسے رہے گا۔۔۔ یہ دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں تو ان کو ساتھ ہی رکھنا پڑے گا۔۔۔ جس پر وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئی تھی۔

سنائیہ بیٹا اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے... کب سے یہاں بیٹھی ان کو دیکھی جا رہی ہو۔۔۔ پیچھے سے عفت بیگم کی آواز آئی تو وہ پلٹی جی خالہ جانی... وہ پنجرے کو صحیح جگہ پر رکھتی اپنے کمرے میں وہ پنجرے کو صحیح جگہ پر رکھتی اپنے کمرے میں... سنان کو گئے ایک گھنٹہ ہونے والا تھا۔۔۔ عشاء کی نماز پڑھ کر اس نے کافی دیر وہی بیٹھ کر دعا کی۔۔۔ پھر اٹھ کر کمرے کی بالکنی میں آ گئی۔۔۔ پالے سورہی تھی پر اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھنے لگی... چہرے پر مدیم مسکراہٹ تھی۔ پر آنکھیں نم... کیا وہ سورہے ہوئے...؟ اس نے چاند کو

دیکھ کر دل میں کہا۔ اتنے جلدی سوتے تو نہیں ہیں۔ گیم کھیل رہے ہونگے۔۔۔ خود ہی جواب دیا۔

کیا انہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا ہو گا۔ کیا ان کے دل میں میرے لیے کبھی جگہ نہیں بن سکتی۔۔۔ ہر انسان اپنے حصے کی محبت کا حقدار ہوتا ہے یا اللہ تو کیا ان کے دل میں میرے حصے کی ذرا بھی محبت نہیں۔۔۔ ان کے خیالوں میں میری کوئی جھلک نہیں۔۔۔ کیا سچ میں ان کی زندگی میں میرے احساسات کا کوئی وجود نہیں ہنوز چاند پر نظریں جمائے اس کے دل آواز آرہی تھی... ایک آنسو آنکھ نکلتا گال پر بہہ نکلا تھا۔۔۔۔۔ پر وہ کیا جانتی کہ انجانے جس کا سکون وہ اپنے ساتھ لے آئی تھی اب وہ کیسے سکون سے رہ سکتا تھا...

سے

اپنے گھر کی چھت پر کھڑا وہ اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ کھڑی ہو کر آسمان کو دیکھا کرتی تھی اور چاند سے باتیں کیا کرتی تھی۔ تم خود تو چلی گئی ہو پر پیچھے

مجھے اذیت میں مبتلا کر گئی ہو سنائیہ.. میرے پاس تو پہلے ہی سکون کی کمی تھی۔ اور تم نے بچا کچا سکون بھی چھین لیا.. تمہارے آنسو، تمہاری سسکیاں اور تمہاری وہ مجھے تکتی آنکھیں مجھے تکلیف دے رہی ہیں۔۔ یا اللہ میں کیا کروں۔۔۔ میری کونسی ایسی بات نے اسے میری طرف مائل کر دیا۔۔ وہ مجھے پسند کرنے لگی۔ میں تو اسے اپنی بہن بی سمجھتا تھا۔۔۔ یہ کیا ہو گیا یا اللہ... مجھے اتنا گناہ گار نہ بنائیں اللہ کہ میں ایک اور معصوم لڑکی کا دل توڑ کر اسے اذیتوں سے دوچار کروں۔ وہ اب آسمان کو دیکھتا ہوا دھیرے سے بولا۔ آنکھیں نمی اختیار کر چکی تھی... تبھی اس کی آنکھوں کے سامنے ماضی کے پنے لہرائے۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا آبان۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی.. تت... تم تزیو کے آبان... تمہیں سکون نہیں ملے گا۔

کالے آباے میں ملبوس وہ لڑکی اسکا وہ نقاب کے حالے میں چھپا چہرہ اور اس سے جھانکتی درد سے بھری وہ سرخ ہوتی بھوری آنکھیں۔۔۔ اسکی آواز میں

ہے بسی درد، کرب کیا نہیں تھا۔۔۔ اور اس کے سامنے کھڑا آبان سوائے خاموشی سے مجرموں کی طرح سر جھکائے اسکی آہیں سن رہا تھا۔۔۔ مجھے در بدر کر کے میری محبت میرے پاکیزہ جذبات کو دھتکار کر تڑپو کے تم.... اللہ تمہیں کبھی تمہاری محبت نہیں دے گا۔ تم بھی ایسے ٹھکرائے جاؤ گے یاد رکھنا۔ آبان میں تم میرے لیے تڑپو گے.. میرا اللہ تمہارے دل میں میری محبت ڈالے گا پر جب تک تمہیں احساس ہو گا تب بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ تم جگہ جگہ مجھے ڈھونڈو گے پر میں تمہیں کہیں نہیں ملوں گی۔ تمہیں میرا سایہ بھی نہیں ملے گا... تمہیں تب احساس ہو گا تم نے کیا کیا ہے۔۔۔ نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔ بے انتہا نفرت... میری محبت دیکھی تھی چلائی تھی... اور آبان ایک دم ماضی ناب تم میری نفرت میں تڑپو گے۔ وہ سے باہر آیا تھا۔۔۔ یا اللہ مجھے بخش دیں۔ اسے ایک بار میرے سامنے لے آئیں۔۔۔ مجھے اس سے ملو ادیں۔۔۔ میں اسے بتاؤ گا کہ اسکی آہیں اسکی

بدعائیں مجھے لگ گئی۔۔۔ اسے ایک بار میرے سامنے لے آئیں۔ پلیز
اللہ۔۔۔ مجھ پر میری التجاؤں پر اپنا کرم کر دے۔۔۔ وہ دھندلی آنکھوں سے
آسمان کو دیکھتا بھرائی آواز میں بولا ہائے یار رر۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے مجھے۔۔۔ مس
معصومہ آخر کونسا جادو کر دیا ہے تم نے مجھ پر کہ تم سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ دور
ہونے پر ہی مجھے تمہارا خیال آنے لگ گیا ہے۔۔۔ تم مجھے اپنے آس پاس
محسوس ہو رہی ہو۔۔۔ گاڑی کراچی کی طرف جاتی سڑک پر گامزن تھی اور
اسے ڈرائیور کرتاسنان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دھیمی آواز میں بولا وہ کہہ
رہی تھی کہ ہر احساس کا تعلق دل سے جڑا ہوتا ہے۔ چاہے وہ محبت کا ہو،
نفرت کا ہو عزت کا ہو یا ہمدردی کا۔۔۔ وہ کارڈرائیو کرتے ہوئے سوچتے
ہوئے خود سے بولا۔۔۔ مجھے اس سے ہمدردی نہیں کیونکہ اس کے پاس کسی
چیز کی کمی نہیں جسے محسوس کر کے مجھے ہمدردی ہو۔ نفرت بھی نہیں
ہے۔۔۔ کیونکہ مجھے

لگتا ہی نہیں کہ اس سے کوئی نفرت بھی کر سکتا ہو گا۔ اگر کوئی نفرت کرنا چاہے گا تو بھی نہیں کر پائے گا۔ اتنی پیاری ہے وہ اور اسکی باتیں اور اسکا لہجہ ہائے میں مر جاواں.... کوئی چاہ کر بھی نفرت نہ کر پائے اس سے... کرنا چاہے تو بھی نہیں۔ رہی بات عزت کی تو ہاں وہ تو میں کرتا ہوں۔۔۔ کیونکہ وہ میری کزن ہے۔۔۔ اگر کزن نا بھی ہوتی پھر بھی وہ ایک لڑکی ہے اور عورت ذات کی عزت کرنا مجھ پر فرض ہے... باقی رہ گیا محبت... کہتے ہوئے اسنے اپنی دائیں گال پر ہاتھ پھیرا۔۔

نہیں یار سنان تم محبت نہیں کر سکتے... تمہیں محبت نہیں ہو سکتی کسی

... سے۔۔۔ اس نے جیسے خود کا مزاق اڑایا

پر۔۔۔ وہ بولتے ہوئے کار کو سڑک کے کنارے پر روک گیا۔۔۔ اگر یہ محبت نہیں تو پھر کیا ہے یہ۔۔۔ وہ لڑکی جو کبھی مجھے اچھی ہی نہیں لگتی تھی۔۔۔ وہ

اب اس طرح میرے حواسوں پر کیوں چھانے لگی ہے.. مجھے کیوں اتنی اچھی لگنے لگی ہے۔۔۔ یہ اور اگر یہ کوئی اور

احساس نہیں۔۔۔ تو کیا یہ محبت کا احساس ہے۔۔۔؟ اس کو دیکھ کر میرے دل کی دھڑکنوں کا بڑھنا اسے دیکھ کر میرا ہوش کھونا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مجھے اپنا آپ اس کی ان نشیلی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہونا۔۔۔ اس کے لہجہ کی مٹھاس کا میرے کانوں میں گونجنا۔۔۔ اگر یہ محبت نہیں تو یہ کیا ہے۔۔۔

... یا اللہ کیا سچ میں یہ محبت ہے
کیا محبت سچ میں اتنے جلدی ہو جاتی ہے.... اففف مس سنائیہ عامر تم کیوں مجھے اتنی اچھی لگنے لگ گئی ہو۔۔ کیوں مجھے اپنے اس پاس محسوس ہو رہی ہو۔۔ اگر یہ محبت ہے تو ہاں مس معصومہ مجھے ہو گئی تم سے محبت... ہاں میں پہلی نظر کی محبت پر یقین نہیں رکھتا تھا پر اب مجھے یقین ہے اس پہلی نظر کی

محبت پر... مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے مس سنائیہ... میری مس معصومہ...
... وہ دھیرے کہتا مسکرایا

سے

I'm in love with you..... Yeah I'm in
love....

وہ خوشی سے چلایا تھا۔۔ لیکن فوراً اس پاس کے ماحول کا خیال کرتے ہوئے
ایک دم خاموش ہوا۔۔ کنٹرول سنان مرزا کنٹرول.... ایسا ناہو سڑک پر
تمہیں پاگلوں کی طرح چلاتا دیکھ کر لوگ پاگل خانے والوں کو کال نا
کر دیں۔۔ اس نے خود کو ڈیٹا لیکن اپنے ری ایکشن کو یاد کرتا خود ہی قہقہہ لگا
گیا... پھر مدہم مسکراہٹ کے ساتھ آنکھیں موندتا اسے محسوس کرنے
لگا...

اسے اپنی بند آنکھوں کے پردے پر سنائیہ کا عکس نظر آنے لگا۔۔ اس سے
پہلی ملاقات... نقاب کے حالے میں چھپا چہرہ اور وہاں سے نظر آتی وہ چھوٹی

بھوری آنکھیں... یہ پھول بھی بولتے ہیں۔۔۔ بس محسوس کرنے کی دیر ہے۔۔۔ کانوں میں اسکی باتیں گونجنے لگیں۔۔۔ سنان بھائییں۔۔۔ وہ وہاں طوطے ہیں۔۔۔ مجھے چاہیے ایک لادیں پلینز... تھینک یو سنان بھائی... آپ کیا ہمارے کھانے پر نظر رکھتے ہیں۔۔۔ وہ خفگی بھرا ہجہ... ہائے میں مر جاواں۔۔۔ میری معصوم سی مس معصومہ..... تم مجھے پاگل کر دو گی۔۔۔ وہ آنکھیں کھولتا بڑ بڑایا۔۔۔ مسکراہٹ بنو زلیوں پر تھی۔۔۔ جو غائب ہونے کا نام تک نہیں لے رہی تھی۔۔۔ اب جلدی سے واپس جانا ہے مجھے... ابھی سے یاد آرہی ہے مجھے وہ... وہ خود سے بولا پھر گاڑی سٹارٹ کرتا منزل کی طرف بڑھا۔۔۔ سینے میں دھڑکتا دل کوئی ساز گار ہاتھا۔۔۔ وہ اور اسکا خوشی جلدی سے واپس جا کر اس سے رشتے کی بات سے سرشار تھا... پس آپ وہ کرنا چاہتا تھا۔

پرنا جانے قسمت کو کیا منظور ہونا تھا۔ یہ تو قسمت لکھنے والا ہی جانتا تھا نا۔۔۔ کوئی یکطرفہ محبت میں تڑپ رہا تھا تو کسی کے عشق نے اسے بے سکون کر

رکھا تھا۔۔۔ اور تیسرا ان سب سے بے خبر محبت ہو جانے پر جھوم رہا تھا۔۔۔ کیا ہونا تھا ان کے ساتھ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ کون ایک حاصل منزل کا مسافر تھا اور کس نے ایک لا حاصل منزل کی طرف چلتے رہ جانا تھا یہ تو وقت نے بتانا تھا۔۔۔

کوئی یکطرفہ محبت میں تڑپ رہا تھا تو کسی کے عشق نے اسے بے سکون کر رکھا تھا۔۔۔ اور تیسرا ان سب سے بے خبر محبت ہو جانے پر جھوم رہا تھا۔۔۔ کیا ہونا تھا ان کے ساتھ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ کون ایک حاصل منزل کا مسافر تھا اور کس نے ایک لا حاصل منزل کی

طرف چلتے رہ جانا تھا یہ تو وقت نے بتانا تھا۔۔۔ سنائیے تم سوئی نہیں ابھی تک۔۔۔ وہ جو چاند کو دیکھتی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ پالے کی آواز سن کر ایک دم پلٹی۔۔۔ بس سونے ہی والی تھی۔۔۔

وہ کہتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ نیند نہیں آرہی کیا تمہیں۔۔۔؟
 یالے نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جواب بیڈ پر اپنی جگہ آ بیٹھی تھی۔۔۔ بمبم
 یار.... چائے پینے کا دل کر رہا ہے۔۔۔ وہ پالے کو
 دیکھ کر معصوم سی شکل بنا کر بولی... حد بے چڑیل چائے کے لیے جاگ رہی
 ہو۔۔۔ ویسے نیند تو مجھے بھی نہیں آرہی تو کیوں نا آج رات انجوائے کریں۔۔۔
 یالے شیطانی مسکراہٹ سے بولی۔ چلو آ جاؤ.... پہلے چائے بناتے ہیں۔۔۔ پھر
 کوئی مووی

دیکھیں گے۔۔۔ سنائیہ جھٹ سے بولی۔۔۔
 چل آ جا جانی پھر... پالے نے کہا اور دونوں کمرے سے باہر نکل گئی... سنائیہ
 نے کچن میں جا کر اپنے لیے چائے بنائی۔۔۔ لیکن یالے نے جو س لیا تھا۔۔۔
 چلو تم یہ کمرے میں جا کر رکھو میں تب تک سنان کا لیپ ٹاپ لے کر آئی..
 پالے سنائیہ کو ترے پکڑا کر کہتی سنان کے کمرے میں گئی جو ان کے کمرے
 کے ساتھ ہی

تھا۔۔

چلو بتاؤ کونسی مووی لگائیں۔ بیڈ پر بیٹھی پالے نے لیپ ٹاپ سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

کوئی بھی لگا دو اچھی سی... سنائیہ نے کہتے ہوئے چیز کے شاپر بیڈ پر پھیلائے جو سنان نے راستے میں انہیں لے کر دی تھی۔۔

بارر لگاؤں.... یا لے نے پوچھا۔

ہارر لگاؤں۔۔۔۔ یا لے نے پوچھا۔۔

ہاں لگاؤں اور لائٹ آف کرو پھر مزہ آئے گا۔۔ وہ مزے سے بولی۔۔

اندھیرے میں ڈر نہیں لگے گا۔۔ پالے نے پریشانی سے پوچھا۔۔

اندھیرے انسان کے دوست ہوتے ہیں پالے وہ بھی وہ دوست جو اس وقت آپ کے ساتھ ہوتے ہیں جب آپ کے

پاس کوئی نہیں ہوتا۔ ان سے ڈرنا نہیں چاہیے۔۔ یہ اندھیرے تو ہوتے ہیں جو ہمارا بھرم رکھتے ہیں دنیا والوں کے سامنے۔۔ چلو اب جلدی سے مووی لگاؤ۔۔ وہ مدہم آواز میں بولی۔۔ یا لے نے ایک نظر اسے دیکھا جو نار ملی انداز میں اسے دیکھ رہی تھی پھر واپس لیپ ٹاپ پر مووی سرچ کرنے لگی۔۔ ہاں یہ والی صحیح ہے۔۔ یا لے کوئی مووی پسند کرتے ہوئے بولی۔۔ ہاں لگ تو صحیح رہی ہے اب دیکھتے ہیں اچھی ہے بھی یا نہیں۔۔ سنا یہ نے تبصرہ کیا تھا۔ او اس طرح وہ دونوں مووی دیکھنے اور اس پر تبصرے کرنے میں گم ہو گئی تھی۔۔ رات کے ناجانے کس وقت انہیں نیند آئی تھی۔۔

وہ دونوں مووی دیکھنے اور اس پر تبصرے کرنے میں گم ہو گئی تھی۔۔ رات کے ناجانے کس وقت انہیں نیند آئی تھی۔۔ سنان کو کراچی آئے آج تیسرا دن تھا۔ ہوٹل روم کی بالکنی میں کھڑا وہ کھلے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ بالکنی میں لگے لائٹ بلب کی مدہم روشنی نے بالکنی اور اسے ہلکا ہلکا روشن کیا تھا

-- وہ مدہم مسکراہٹ آسمان کو دیکھتا اپنی مس معصومہ کے خیالوں میں
 کھویا تھا۔۔۔ آہ۔۔۔!! مس معصومہ آپ نے تو تین دن میں ہی میرا سکون
 چین سب لے لیا۔۔۔ مجھے تڑپا رہی ہو یا رتم۔۔۔ کال پر بھی بات نہیں کرتی
 ہو۔ مجھ سے۔۔۔ اور نا ہی

سے

تب سامنے آتی ہو جب میں پالے سے؟ بات کر رہا ہوتا ہوں۔۔۔ اففف
 --- یار رسنائیہ مجھے تمہیں دیکھنا ہے۔
 ایسا لگ رہا ہے جیسے دل تڑپ رہا ہے تمہیں دیکھے بغیر۔۔۔ کیا کروں
 میں۔۔۔ آسمان سے نظریں ہٹاتے ہوئے وہ شکایتی انداز میں بولا۔۔۔ بس
 اب کل ہی واپسی کے لیے نکلے گا میں۔۔۔ اس نے فیصلہ کیا۔۔۔ وہ ایک گہرا
 سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔۔

پاس ہی پڑے ٹیبل پر کافی کا بھاپ اڑتا لگ پڑا تھا۔ ٹیبل کے پاس والی چئیر
 پر ایک ڈراک براؤن رنگ کا گٹار پڑا تھا جو وہ شاید ابھی لایا تھا۔

ایک نظر پورے آسمان پر ڈال کر اس نے پلٹ کر گٹار کو دیکھا۔۔۔ پھر گردن میں پیچھے سے ہاتھ ڈال کر اسے مسلتا ہوا اس تک آیا۔۔۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر گٹار کو گود میں رکھا اور موبائل کے فرنٹ کمرے کو اوپن کر کے سامنے ہی ٹیبل پر سیٹ کیا۔۔

ایک گہرا سانس لے کر اس نے ویڈیو ریکارڈنگ سٹارٹ کی۔۔۔ اسلام علیکم مائے آل ڈیروز۔۔۔ کیسے ہیں آپ سب۔۔۔ اسنے مدہم مسکراہٹ سے کہتے ہوئے اپنی دائیں آنکھ کو ونگ کیا تھا۔

Now I'm trying to sing a song..so let's start..... And

وش می بیسٹ آف لک۔۔۔ سنان نے کہتے ہوئے گٹار پر کسی دھن کو چھیڑا۔۔۔ آنکھوں کو نرمی سے بند کیا۔۔۔ گٹار کی تاروں کو انگلیوں سے ہلاتا وہ کوئی دھن بجانے لگا تھا۔۔۔ اور پھر ایک گہرا سانس لے کر اس نے کوئی ساز گایا تھا۔۔۔

عشق کا ایک ہی ورد ہے؛ عشق معشوق کے گرد ہے؛ بوووو۔۔۔؛
عشق کا ایک ہی ورد ہے؛
عشق معشوق کے گرد ہے؛
کیوں ہے بے چین یہ طبعیت
عشق یا یہ درد ہے

اس طرح آج ملے ہیں سب سے اڑھونڈتے ہیں کیا ہم ایسا جگ سے & عشق
دل کے در پہ کیوں آیا تھا
ہاں آیا تھا عشق آیا تھا؛
سو ہم نظر اتارے؛
ہائے رے ہم صدقے تمہارے؛
ہائے رے ہم صدقے تمہارے

اسکی آواز میں ایک سحر تھا۔۔ ہر سننے والے کو مائل کر لینے کی طاقت رکھنے والا جادو تھا اسکی آواز میں اسے شاید خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ اسکی آواز کس قدر خوبصورت اور پرکشش تھی۔۔۔ اسکی آنکھوں میں

سنائیہ کا عکس تھا۔۔۔ چہرے پر مدہم مسکراہٹ کے ساتھ اس نے آنکھیں کھولیں۔۔ اور پھر صرف بائے کی صورت میں ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے ویڈیو بند کی اور اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر اپلوڈ کر دی۔۔ اب اس ویڈیو نے کتنا ٹرینڈ پر جانا تھا اور سنان کو اس پر اپنے فینز کا کیا ریسپانس ملنا تھا یہ تو بعد میں ہی پتا چلنا تھا۔۔

پوری رات جاگنے کے باعث یا لے اور سنائیہ اگلی صبح بہت دیر سے اٹھی تھیں۔۔ اس وقت شام کے پانچ بجے رہے تھے۔۔۔ ہائے یار میرے تو سر میں درد ہو رہا ہے۔۔ عفت بیگم کے روم میں بیٹھی یا لے بولی۔۔ تو جاؤ چائے

بنا کے لاؤ اپنے لیے بھی اور ہمارے لیے بھی مل کے پیسے گے۔۔ سنائیہ نے
 آئیڈیا دیا۔۔ جو عفت بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔
 یہ نہیں کہ دوست کے سر میں درد ہے تو تم بنادو۔۔۔ یا لے اسے گھورتے
 ہوئے بولی۔۔

نہیں بھئی میں نہیں بنا رہی میں تو خالہ جانی کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔ تم
 جاؤ۔۔۔

ہاں جی میری بیٹی اور میں باتیں کر رہے ہیں تم جاؤ اور چائے بنا کر لاؤ۔۔
 عفت بیگم نے بھی پالے سے کہا تو اس نے منہ بگاڑا۔۔۔ وہ بیٹی ہے تو میں کیا
 ہوں۔۔۔!!۔۔ یا لے بڑبڑاتے ہوئے باہر چلی
 گئی۔۔۔

عفت بیگم اور سنائیہ نے ہنستے ہوئے اس کی پشت کو
 دیکھا۔۔۔ خالہ جانی مجھے واپس کب بھیجنا ہے آپ نے۔۔؟ سنائیہ نے
 پوچھا۔۔۔

وعلیکم السلام باجرہ آپا کیسی ہیں آپ۔۔ بیٹی کی شادی خیریت سے ہو گئی نا۔۔
 عفت بیگم نے پوچھا۔۔ جی جی باجی سب ٹھیک اور نوری کی شادی بھی سوہنے
 رب کے کرم سے بہت اچھے سے ہو گئی۔۔ وہ خوشی سے بولیں۔۔
 ماشاء اللہ۔۔ بہت اچھی بات ہے۔۔ یہ آپکی چھوٹی بیٹی ہے۔۔؟ عفت بیگم
 نے پاس کھڑی بچی کی طرف اشارہ کیا۔۔

جی جی باجی یہ میری چھوٹی بیٹی ہے۔۔ انعم۔۔ یہاں اسے پڑھنے کے لیے
 اپنے ساتھ لائی ہوں۔ میں نے تو سوچا تھا آٹھ تک پڑھ لیا بہت ہے اب گھر
 سنبھالے کیونکہ گاؤں میں سکولوں کی تعلیم اتنی ہی ہے۔۔ پر سنان بابا نے کہا
 کہ ہمیں اس کو پڑھانا چاہیے اس لیے میں اس کو یہاں اپنے ساتھ لے آئی۔۔
 اس کا داخلہ بھی سنان بابا خود کروائیں گے۔۔ وہ بہت خوشی سے بولی۔۔
 سنا بیہ نے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو حجاب کی طرح سفید دوپٹہ سر پر
 جمائے آسمانی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔

ہاں مجھے بتایا تھا سنان نے۔۔۔ چلو ٹھیک ہے اب: کچھ کھا ہی لو اور آرام کرو جا کہ کل سے کام کر لینا۔

عفت بیگم کے کہنے پر وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی۔۔ تقریباً دس منٹ بعد پالے ان کے لیے چائے لائی تھی۔۔۔ اور وہ تینوں چائے پیتے آہستہ آہستہ باتوں میں مگن ہو گئی تھیں۔۔

سنائیہ یار سنان بھائی کا لیپ ٹاپ تو رکھنا ہی بھول گئے ہم۔۔۔ رات کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آتے ہی جب پالے کی نظر ٹیبل پر پڑے سنان کے لیپ ٹاپ پر گئی تو وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں تو اب رکھ دو۔۔۔ کونسا وہ ابھی یہاں ہیں۔۔۔ سنائیہ نے کندھے اچکائے۔۔۔۔

ہاں رکھ دو میں یہ رکھ کر آتی ہوں ورنہ اگر بھائی کو پتا چل گیا نا کہ ہم نے انکی غیر موجودگی میں انکے لیپ

ٹاپ کو یوز کیا ہے تو بس پھر خیر نہیں۔۔۔ بکوز تمہیں پتا تو ہے وہ اپنی چیزوں کو لے کر بہت شدت پسند اور پوزیسیو ہیں۔۔ کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔۔ استعمال کرنا تو دور۔۔ اور اگر کبھی میں بھی بس اٹھا بھی لو تو وہ مجھے بھی نہیں بخشے۔۔ اور نا ہی انہیں یہ پسند ہے کہ کوئی ان کی غیر موجودگی میں ان کے کمرے میں جائے۔۔ سچی بہت غصہ کرتے ہیں۔۔ وہ

سرد سانس خارج کر کے لیپ ٹاپ اٹھاتے ہوئے بولی۔۔
ہممم۔۔۔۔ شیشے کے سامنے کھڑی سنائیہ جو اپنے بال بنا رہی تھی بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی ورنہ اسے سنان کی یہ عادت زہر

لگتی تھی۔۔ نا جانے اسکی چیزیں ایسا کونسا قیمتی خزانہ ہیں جو وہ کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتا تھا۔۔ وہ بس سوچ کہ رہ گئی۔۔۔

یالے۔۔۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔۔۔ باہر سے عفت بیگم کی آواز آئی تھی۔۔
 آئی ماماں۔۔۔۔۔ پالے نے جلدی سے جواب دیا اور سنائیہ کی طرف پلٹی۔۔
 اوئے جانی یار تم جلدی سے جا کے لیپ ٹاپ بھائی کے کمرے میں رکھ آؤ میں
 ماماں کی بات سن لوں۔۔۔۔۔ پالے جلدی سے کہتی روم سے باہر نکل گئی۔۔۔
 سنائیہ جو بالوں کو کنگھا کر رہی تھی اسے واپس رکھتی منہ بگاڑتی لیپ ٹاپ کو
 اٹھاتی سنان کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔ ارے بھیا۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ آپ
 کب آئے۔۔۔۔۔ یالے جو اپنے دھیان میں سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی
 سامنے ہی صوفے پر سنان کو مرزا صاحب اور عفت بیگم کے پاس بیٹھا دیکھ کر
 حیرانی سے بولی۔ انہیں اپنے کمرے میں گئے پانچ منٹ ہی ہوئے ہونگے تب
 تو سنان کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اس لیے وہ حیران تھی۔۔۔

جی میں

آج

سے

تقریباً سال پہلے آیا تھا۔۔۔ پرپتا

چوبیس

نہیں آپ کو کبھی کیوں نظر نہیں آیا۔۔۔ حالانکہ تمہاری آنکھیں تو مگر مجھ کی
آنکھوں کے جیسی ہیں۔۔۔ بڑی بڑی موٹی اور گول مٹول۔۔۔ سنان نے

چہرے پر مسکراہٹ

سجا کر سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔ جیسے نہایت ہی

کوئی اہم بات بتا رہا ہو حالانکہ اس نے پالے کو اچھا خاصا لتاڑا تھا۔۔۔ سنان کے
چہرے کے سنجیدہری ایکشنز اور بے تکی بات پر مرزا صاحب نے جلدی سے

اپنی مسکراہٹ روکی

بے

تھی۔۔۔ یہ شیطان کا بچہ کبھی سدھر جائے ایسا ہو سکتا بھلا۔۔۔ وہ تاسف سے
سوچ کر رہ گئے۔۔۔ استغفر اللہ..... اپنی آنکھیں دیکھی ہیں کبھی جیسے کسی بلی

کی بچے جیسی ہوں۔۔۔ چھوٹی موٹی سی۔۔۔ یا لے دانت پیس کر بولی۔۔۔
 اپنی اتنی میٹھی میٹھی عزت افزائی پر وہ جل ہی تو گئی تھی۔۔۔
 اوووو بلووو۔۔۔ لڑکیاں دیوانی ہیں میری ان آنکھوں کی۔۔۔ کبھی میری
 ویڈیوز پر ان کے کمنٹس دیکھو نا تو تمہاری یہ موٹی مگر مچھ کی آنکھیں اور موٹی
 ہو کر باہر نکل آئیں۔۔۔ سمجھی۔۔۔ پر تم کیا جانو بڑی آئی چھوٹی موٹی کے منہ
 والی۔۔۔ ہونہ۔۔۔ سنان نے جیسے ناک پر سے
 مکھی اڑائی۔

وہ تو ہیں ہی اندھی۔۔۔ اور تم ناز را خوش فہمیوں سے باہر نکل آؤ۔۔۔ ورنہ
 لے ڈوبے گی تمہیں تمہاری یہ خوش
 فہمیاں۔۔۔ پالے منہ بگاڑ کر کہتی اسی کے پاس آ

بیٹھی۔۔۔ جبکہ عفت بیگم اور مرزا صاحب بس ان دونوں کو پیار سے لڑتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ کچھ نہیں بول سکتے تھے ان دونوں ہی کے بیچ میں۔۔۔ نہیں تو انکی خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ ویری فنی۔۔۔ اب تم چڑیل مجھے بتاؤ گی کہ مجھے خوش فہمیاں ہیں یا نہیں اور ان سے نکلنا کیسے ہے ہاہاہا وہ مائے گوڈ۔۔۔ سنان اسکی بات کا مزاق بناتے ہوئے ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

مماں اس کو سمجھالیں۔۔۔۔۔ یا لے چڑ کر بولی۔۔۔ سنان بند کرو اب اس کو تنگ کرنا۔۔۔۔۔ مرزا صاحب نے

اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔ تو وہ پالے کو منہ چڑاتا سر جھٹک گیا۔۔۔ پر اسکی نظریں ارد گرد سنائیہ کی تلاش گھوم رہی تھی جسے ابھی تک سنان نے نہیں

میں دیکھا تھا۔۔۔

سنائیہ نے سنان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھا جا کر لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا۔ اور جیسے ہی مڑنے کے

T

لیے پلٹی اسکی نظر سنان کے کمرے کی بالکنی میں گئی۔۔ جہاں سے کھلا آسمان اور تاروں کی بھیڑ میں کھڑا چاند بہت دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔۔ وہ خود بخود دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی بالکنی میں کھڑی ہوئی۔۔ نظریں ہنوز آسمان پر تھی اور ہاتھ ریلینگ پر تھے۔۔ سوچوں کے پردوں پر جیسے ہی آہان کا چہرہ لہرایا تو اس کے چہرے پر اچانک ہی دھیمی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔ اور آنکھوں میں نمی نے بسیرا کیا تھا۔۔ آہستہ۔۔۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا

تھا۔۔۔

وہ اس منظر میں کھوئی تھی جب سنان کمرے میں داخل ہوا۔۔ وہ دروازہ بند کر کے جیسے ہی پلٹا سامنے ہی نظریں بالکنی میں کھڑے کسی حیولے پر گئی تھی

جہاں روشنی تھوڑی کم تھی۔۔۔ پر وہ جان گیا تھا وہ کون ہے۔۔۔ لیکن حیرت اسے اس بات کی تھی کہ وہ وہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔ سنان نے قدم اسکی جانب بڑھائے۔۔۔ اور اس سے دو قدم کے فاصلے پر اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ اسکی نظریں سنائیہ کے چہرے پر گئی۔۔۔ تو ایسا لگا

جیسے دل کو سکون سا ملا ہو۔۔۔ وہ مدہم سا مسکرایا تھا۔۔۔ پھر سنائیہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے ہی آسمان پر تاروں کی بھیڑ میں کھڑا اپنی آب و تاب سے چمکتا چاند نظر آیا۔۔۔ سامنے کا منظر تو بہت دلکش تھا پر اسے وہ منظر اتنا نہیں بھایا تھا۔ اس لیے فوراً آسمان سے نظریں ہٹاتا وہ واپس سنائیہ کو دیکھنے لگا۔۔۔ جواب چاند کو دیکھتی بلکا سا مسکرا رہی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ.....

بائے میں مر جاواں کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟ سنان نے دل میں کہا۔۔۔ بایاں ہاتھ بے ساختہ اسکے دل پر گیا تھا۔۔۔ زندگی.... وہ دھیرے سے بولی تو سنان ایک دم اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جسکی نظریں ہنوز آسمان کی طرف

تھیں۔۔۔ تیرے تعاقب میں ہم اتنا چلتے ہیں۔۔۔ وہ کہتے ہوئے چند سیکنڈز کے لیے رکی تھی۔۔۔ سنان پورے انہماک سے اسے سن رہا تھا۔۔۔ وہ کیا کہہ رہی تھی آخر..؟ کہ مر جاتے ہیں۔۔۔۔۔ نم آنکھوں سے کہتی وہ بے بسی سے

مسکرائی تھی۔۔۔ سنان نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔ اور دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔۔۔ تم خواہشوں کا ایک گہرا سمندر ہو زندگی۔۔۔ اور تمہیں پتا ہے خواہشوں کا پورا ناہونا ہم

سے زندگی جینے کا ڈھنگ ہی چھین لیتا ہے۔۔۔ میں صحیح کہہ رہی ہوں نا چاند زندگی بہت خوبصورت ہے بس اگر اس میں ہماری خواہشات شامل نا ہو... اس نے کہتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا اور مسکرائی۔۔۔ اور پھر گہرا جھکا گئی۔۔۔ آنکھوں کو بند کرتے ہی اسکے سامنے آہان کا عکس آیا۔۔۔ تو وہ اسی کے خیالوں میں ہی کہیں جا کھوئی تھی۔۔۔۔۔

اتنی سی عمر میں خواہشوں سے تھک گئی۔۔ ایک بار بس مجھے خود پر اختیار
دے دو میری معصوم سی جان۔۔ تمہاری ساری ادھوری خواہشوں کو میں

پورا

سا

کرونگا۔۔ آئی پرومیں۔۔ وہ سنائیے کو دیکھتا مدہم مسکراتے ہوئے سوچ رہا
تھا۔۔ پر اسے کہاں پتا تھا کہ جو خواہش سنائیے عامر کے دل میں تھی۔۔ سنان
مرزا مر تو سکتا تھا پر اپنے ہاتھوں سے شاید ہی اسے پورا کرتا۔۔ سنائیے جو
اپنے خیالوں میں گم کھڑی تھی اپنے پاس کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے
ہوئے ایک دم پلٹی۔۔ پر سامنے ہی سنان کو کھڑا دیکھ اسکی آنکھیں حیرت
سے پھٹی تھیں۔۔ اور بروقت سنان کی نظریں اسکی آنکھوں کی جانب اٹھی
تھیں۔۔ دونوں کی نظروں کا تصادم بڑا جان لیوا تھا۔۔ سنائیے کی وہ حیرت
بھری نظریں سنان کے دل پر ایسی چھاپ لگائی تھی کہ وہ جس راہ پر چل پڑا
تھا اس سے چاہ کر بھی اب کبھی واپس نا آسکتا۔۔ اور سنائیے کو خبر تک نہ ہوئی

تھی۔۔۔آپ۔۔۔وہ ہوش میں آتی لہجہ کو نارمل کرتے ہوئے بولی
اور فوراً گلے میں لپٹے دوپٹے کو سر پر اوڑھا۔۔اسلام و علیکم۔۔سنان نے
سنجیدگی کہا اور اسکے سے جھکے سر کو دیکھا۔۔

و۔۔و علیکم السلام۔۔سنائیہ ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے پر ڈالتی فوراً سر جھکا
کر بولی۔۔جبکہ اسکی اس حرکت پر سنان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی
تھی۔۔کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم یہاں اس وقت کیا کر رہی ہو۔۔؟ وہ
فوراً آئی بروز اچکا کر سنجیدہ سا بولا اور سنائیہ کے برابر آکھڑا ہوا۔۔
اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھ سنائیہ گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔اسے سنان
سے تھوڑا خوف بھی آیا تھا۔۔کیونکہ اس کا غصہ تھا ہی ایسا کہ اگلے خوف کو
کانپنے پر مجبور کر دے۔۔سنان نے ایسے شو کروایا جیسے وہ ابھی ہی کمرے
میں آیا ہو۔۔کیونکہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ سنائیہ کو خوا مخواہ شرمندگی ہو۔۔و۔۔وہ۔۔میں۔۔
سس۔۔سنان بھائی۔۔میں وہ۔۔سنائیہ نے سنان کو دیکھا۔۔اسے سمجھ

نہیں آیا وہ کیا بولے۔۔۔ اب تو عزت پکی تمہاری کیا ضرورت تھی یہاں
 آکر کھڑا ہونے کی۔۔۔ اففف کیا کروں یا اللہ جی پلیر بچالیں۔۔۔۔ کہیں
 میری فضول باتیں تو نہیں سن لی انہوں نے۔۔۔۔ اففف۔۔۔ سنائیے نے دل
 میں سوچا۔۔۔ کیا وہ وہ میں میں لگا رکھا ہے۔۔ اور دوسری بات مجھے بھائی
 مت بولا یا کرو۔ سنان تھوڑا اور اس کے نزدیک ہوتا سختی سے بولا تو سنائیے ڈر
 کر پیچھے قدم لیتی رینگ سے جا ٹکرائی۔۔۔ سنان کی آخری بات سن کر سنائیے
 نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔ جو سنجیدہ سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔
 جی۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔۔۔۔
 جیسی۔۔۔۔ پہلے تو کبھی بھائی نہیں کہتی تھی مجھے
 اب کیوں بلاتی ہو پھر۔۔۔؟ سنان نے جی پر زور دیتے
 ہوئے کہا۔۔۔

تب تو میں چھوٹی تھی نا اور مجھے پتا بھی نہیں تھا اس لیے نہیں کہتی تھی۔ پر اگر
 اب میں آپ کو بھائی کہہ کر نہیں بلاؤں گی تو سب پتا نہیں کیا سوچیں

گے۔۔۔ اس نے کہتے ہوئے سنان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پہلی بات کہ تم ابھی مجھ سے چھوٹی ہی ہو اور دوسری بات کوئی کچھ بھی سوچے دفع کرو۔۔۔ بس تم مجھے بھائی نہیں کہو گی اوکے۔۔۔ اس نے جیسے حکم دیا تھا۔۔۔

سنائیہ نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ وہ اور اسکا لہجہ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا لیکن سنائیہ اسے اپنا وہم سمجھتی جھٹک گئی۔۔۔ اچھا تو پھر کیا کہوں۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔ اسے اب کوفت سی ہونے لگی تھی۔۔۔

مجھے میرے نام سے بلایا کرو۔۔۔ اونٹلی سنان.... نات سنان برو۔۔۔ ایند... بلا بلا.... قسمے عجیب سا فیل ہوتا ہے جب تم میرے نام کے آگے بھائی لگاتی ہو۔۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا... جیسے مجبوری بتائی ہو اپنی سنائیہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ بس ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اور اس ایک نظر میں اچانک سنان

کے لیے جو نفرت آئی تھی اس نے سنان کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔ وہ ضبط سے کہتی فوراً وہاں سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

Heyyy... Sanaya listen ...

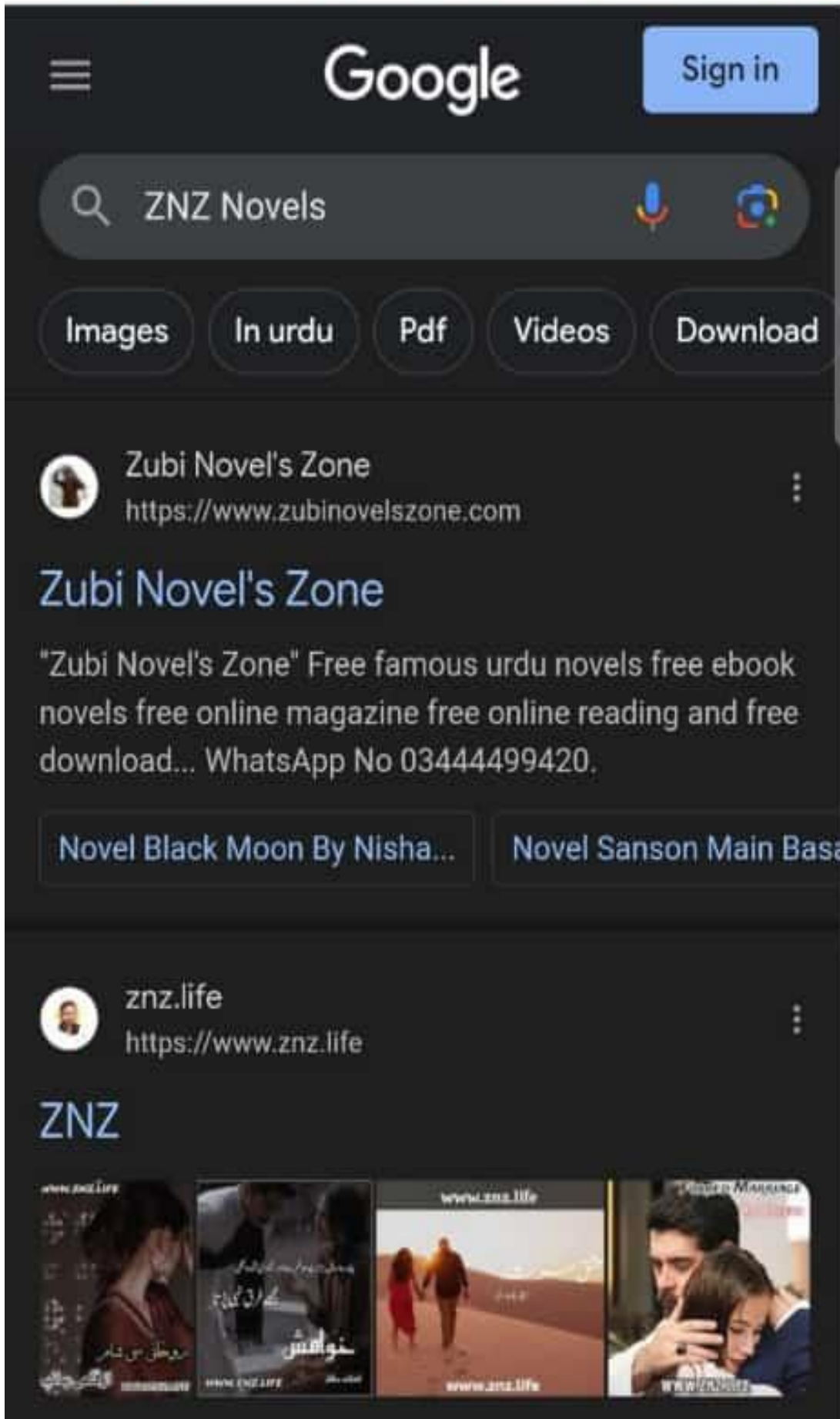
وہ فوراً ہوش میں آتا اس کے پیچھے لپکا تھا لیکن تب تک وہ کمرے سے باہر جا چکی تھی۔۔۔

ٹیکسٹ پارٹ منگ سون۔۔۔۔

To Be Continue

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپ کے لئے لائے ہیں دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہیں جو ناولز آپ کو کبھی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر

جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے

گے جسکی سکرین شاٹ آپ

سامنے دیکھ سکتے ہیں کوئی بھی

ایک سائٹ وزٹ کریں اور

اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے

باسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں

مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  [0344 4499420](https://www.zubinovelszone.com/)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelzone.com>

<https://www.zubinovelzone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafri2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels / [🔗](#) / [✉](#) [0344 4499420](https://www.zubinovelzone.com/)

<https://www.zubinovelzone.com/>